www.KitaboSunnat.com

تحقیق وانصاف کی عدالت میں

مظلوم اہل بیت کا مقدمہ

مصنف

سید محمد حسین موسوی نجفی

مترجم

ابوکلثوم ہندی

ناشر

امام جعفر صادق اکیڈمی لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی

کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے

درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحقیق وانصاف کی عدالت میں

مظلوم اہل بیت (رضی اللہ عنہم) کا مقدمہ

معروف مجتہد عالم سید حسین موسوی نجفی کی مشہور عربی کتاب
"کشف الأسرار و تبرئة الأئمة الأطهار" کا رواں اور سلیس ترجمہ

مترجم:
ابو کلثوم ھندی

ناشر
امام جعفر صادق اکیڈمی، لکھنؤ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحقیق وانصاف کی عدالت میں

مظلوم اہل بیت (رضی اللہ عنہ) کا مقدمہ

ناشر

امام جعفر صادق علیہ السلام اکیڈمی، لکھنؤ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرس

دل کی بات.. ۹

عبداللہ ابن سبا

عبداللہ ابن سبا-ایک حقیقت.. ۱۹

شیعوں کا اہل بیت کی طرف انتساب

شیعوں پر امیر المؤمنین کی پھٹکار.. ۲۴
حضرت حسینؓ کی پھٹکار.. ۲۵
قاتلان حسین کون؟.. ۲۶
حضرت حسنؓ کی پھٹکار.. ۲۶
امام زین العابدینؒ کی پھٹکار.. ۲۷
امام باقر کی پھٹکار.. ۲۷
امام صادقؒ کی پھٹکار.. ۲۷
امام موسیٰ کاظمؒ کی پھٹکار.. ۲۸
فاطمہ صغریٰ کی پھٹکار.. ۲۸
حضرت زینبؓ کی پھٹکار.. ۲۹
خلاصۂ کلام.. ۲۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل بیت پر شیعوں کے مظالم ۳۰
گدھے کا فسانہ ۳۱
ناموس رسالت پر حملے ۳۳
توہین رسالت کی انتہا ۳۴
امیر المؤمنین کی شان میں گستاخیاں ۳۵
حضرت علیؓ کا سراپا ۳۶
حضرت فاطمہؓ کی شان میں گستاخیاں ۳۷
حضرت حسن کی شان میں گستاخیاں ۴۱
امام صادق کی شان میں گستاخیاں ۴۲
حضرت عباسؓ کی شان میں گستاخیاں ۴۳
امام زین العابدینؒ کی شان میں گستاخیاں ۴۵
امام رضاؒ کی شان میں گستاخیاں ۴۶

متعہ کا بیان

جواز متعہ کے دلائل اور اس کے فضائل ۴۹
متعہ کے لیے عورت کی عمر کتنی ہو؟ ۵۲
امام خمینی کا واقعہ ۵۲
دو نو جوانوں کا قصہ ۵۴
متعہ کی حرمت ۵۵
متعہ کی حرمت کے دلائل ۵۶
متعہ کا تباہ کاری ۵۹
نوٹ ۶۱
متعہ کی لعنت ۶۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریعت کی رہنمائی ۶۳
حرمت متعہ کے سلسلہ میں ائمہ کے اقوال ۶۴
عورت کی شرمگاہ کو مستعار دینا.. ۶۶
عورتوں کے ساتھ لواطت.. ۶۹
مردوں کے ساتھ لواطت ۷۳
مدرس حوزہ کی بدفعلی.. ۷۶

خمس کی حقیقت

فقہائے کرام کے فتاویٰ ۸۱
محقق حلی نجم الدین جعفر بن حسن ۸۱
یحییٰ بن سعید حلی ۸۱
حسن بن مطہر حلی ۸۱
شہید ثانی ۸۲
مقدس اردبیلی ۸۲
علامہ سلار ۸۲
سید محمد علی طباطبائی ۸۳
محمد باقر سبزواری ۸۳
محمد حسن بن فیض کاشانی ۸۳
جعفر کاشف غطاء ۸۳
محمد حسن نجفی ۸۴
شیخ رضا ہمدانی ۸۴
شیخ مفید کا فتویٰ ۸۵
شیخ طوسی کا فتویٰ ۸۶
امام خوئی کا فتویٰ ۸۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظریۂ خمس کے ارتقاء پر ایک نظر

پہلا قول ۹۰

دوسرا قول ۹۰

تیسرا قول ۹۱

نوٹ ۹۱

چوتھا قول ۹۲

پانچواں قول ۹۲

مخلصانہ اپیل ۹۳

امام خمینی کا قول ۹۴

انسان کی بربادی کے دو راستے ۹۶

مجتہدین کے مابین مقابلہ آرائی ۹۶

امیر المؤمنین کا ارشاد اور ہمارے علماء کا طرز عمل ۹۷

خلاصۂ کلام ۹۸

آسمانی کتابیں

الجامعة ۱۰۱

صحيفة الناموس ۱۰۲

صحيفة العبيطة ۱۰۳

صحيفة ذؤابة السيف ۱۰۴

صحيفة علی ۱۰۴

الجفر ۱۰۵

مصحف فاطمه ۱۰۶

توریت، انجیل اور زبور ۱۰۷

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

القرآن ۱۰۷

اہل سنت سے متعلق شیعوں کے نظریات

سنیوں کی مخالفت واجب ہے ۱۱۲
سنیوں کے خلاف کام کرنا ضروری ہے ۱۱۲
شیعہ سنی اتحاد ناممکن ۱۱۴
صحابہ کرام سے شیعوں کی نفرت ۱۱۵
حضرت عمرؓ کا قاتل شیعوں کا ہیرو ۱۱۷
شیعوں کے علاوہ سب حرامی؟ ۱۱۹
ہلاکو خاں اور شیعہ ۱۱۹
خلاصۂ کلام ۱۲۰
امام خمینی کے خطرناک عزائم ۱۲۱
نوٹ ۱۲۲

شیعیت کی تعمیر میں خارجی عناصر کا کردار

ہشام ابن الحکم ۱۲۳
زرارۃ ابن اُعین ۱۲۵
ابو بصیر لیث ابن بختری ۱۲۸
ابو بصیر کا نسیان ۱۳۰
طبرستان کے علماء ۱۳۰
مرزا حسین ابن تقی نوری طبرسی ۱۳۱
احمد ابن علی ابن ابی طالب طبرسی ۱۳۱
فضل ابن حسن طبرسی ۱۳۲
طبرستان یہودیوں کی آماجگاہ ۱۳۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک افسوس ناک واقعہ ۱۳۲

خارجی عناصر کا دوسرا پہلو ۱۳۳

الکافی کی تاریخی حیثیت ۱۳۳

ایک نظر ان اقوال پر بھی ۱۳۴

تہذیب الاحکام کی حیثیت ۱۳۵

تحریف قرآن کی حقیقت ۱۳۶

خارجی عناصر کا تیسرا پہلو ۱۳۸

امام غائب کا جھوٹا تصور ۱۳۸

امام غائب کے کارنامے ۱۳۹

عربوں کا قتل عام ۱۳۹

مسجد حرام اور مسجد نبوی کی مسماری ۱۴۰

آخر کیوں؟ ۱۴۱

آلِ داؤد کی حکومت کا قیام ۱۴۱

روایات کا تجزیہ ۱۴۲

یہ کیسا انصاف! ۱۴۵

اثنا عشریہ کا مفہوم ۱۴۶

حضرت جبرئیل سے نفرت ۱۴۶

نماز جمعہ کا سقوط ۱۴۷

اخلاقی انارکی ۱۴۸

آخری بات

علمی امانت ۱۵۳

اظہار حق ۱۵۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دل کی بات

الحمد للّٰہ رب العلمین ، والصلاۃ والسلام علیٰ نبینا سید المرسلین، وآلہ الطیبین الطاھرین، والتابعین لھم باحسان الیٰ یوم الدین۔

اما بعد!

ایک مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ انسان کی زندگی موت کے ساتھ ختم ہو جاتی ہے، پھر اس کے دو ہی ٹھکانے ہیں: جنت یا پھر جہنم۔ اور مسلمان اسی بات کا متمنی اور اس کا آرزومند رہتا ہے کہ اس کا شمار اہل جنت میں ہو، لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایسے اعمال کرے جو اس کے پروردگار کو خوش وراضی کرنے والے ہوں، اور ہر اس چیز سے بچنے کی کوشش کرے جس سے اس کو دور رہنے کا حکم دیا گیا ہے، اور جن کی پاداش میں انسان اللہ رب العزت کے غضب اور اس کی سزا کا مستحق ہو جاتا ہے، یہی وہ بنیادی وجہ ہے جس کی بنا پر مسلمان اللہ تبارک وتعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کی فکر وکوشش میں رہتا ہے اور ہر اس راستہ کو اپنانا چاہتا ہے جو اس سے قرب کا ذریعہ بنے، یہ مزاج ہے ''عام مسلمانوں'' کا اور گویا ان کی طبیعت ثانیہ ہے، تو پھر اب اندازہ کیجیے کہ ان کے ''خواص'' کا کیا حال ہوگا!

اس بات سے ہر ذی شعور واقف ہے کہ انسان کی زندگی میں مختلف راستے ہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوران راستوں میں اس کے لیے بہت سی دلچسپیوں اور فتنوں کا سامان ہے، لیکن ایک ہوشمند اور صاحب عقل و دانش ہمیشہ اسی راستہ کو اختیار کرتا ہے جو اس کو جنت تک لے جاتا ہے، اگر چہ یہ راستہ پر پیچ اور پر خطر ہی کیوں نہ ہو، اور ہمیشہ اس راستہ سے بچنے کی کوشش کرتا ہے جس کا انجام ہمیشہ کی ہلاکت و بربادی ہے گرچہ وہ راستہ نہایت پرکشش، آسان اور سہل ہی کیوں نہ ہو۔

یہ رسالہ ایک علمی تحقیق کی شکل میں پیش خدمت ہے، اس کو بیاں کرنے والی زبان بھی میری ہے اور اسے الفاظ کا پیکر دینے والا قلم بھی میرا ہے، اور میری اس کوشش کا مقصود صرف اللہ رب العزت کی خوشنودی ہے، اور جب تک بقید حیات رہوں اپنے ساتھیوں کی خیر خواہی کا جذبہ ہے اور بس!

کربلا کی سرزمین پر میں نے آنکھیں کھولیں، اور ایسے ماحول میں پروان چڑھا جہاں شیعیت کا چرچا تھا، میرے والد ایک دیندار شخص تھے، ان کا سایہ میرے سر پر تھا، شہر ہی کے ایک مدرسہ میں میری تعلیم کا آغاز ہوا اور پھر دھیرے دھیرے میں نے جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا، والد محترم نے میری تعلیمی ترقی اور علم کے چشمۂ حیواں سے سیراب ہونے کے لیے نجف کے علمی حوزہ کا انتخاب کیا، یہ حوزہ پورے عالم اسلام میں ایک مرکزی شان کا حامل ہے، اس کو سماحۃ الامام سید محمد آل حسین کاشف الغطاء جیسے معروف و مشہور جلیل القدر علماء کی خدمات حاصل ہیں۔

میں نے نجف کے اسی معروف و مشہور علمی مدرسہ میں تعلیم حاصل کی، میری تمنا تھی کہ میری زندگی میں وہ دن بھی آئے جب ایک ''دینی مرجع'' کی حیثیت سے میرا نام ہو اور حوزہ کے علماء و مشائخ بھی میری طرف رجوع کریں، اور میں اپنے دین اور اپنے قوم کی خدمت کرسکوں، اور مسلمانوں کی ترقی اور ان کی سربلندی کا ذریعہ بن سکوں۔ میری ہمیشہ سے یہی آرزو تھی کہ مسلمان ایک جماعت اور ایک ملت بن کر اس دنیا میں رہیں، ان کا صرف ایک امام ہو جس کی سب اطاعت و فرماں برداری کریں؛

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُس وقت میں اپنی آنکھوں سے کفر کے ایوانوں کو متزلزل ہوتے اور ملت اسلامیہ کے سامنے ڈھیر ہوتے دیکھوں۔ اس طرح کی نہ جانے کتنی آرزوئیں اور تمنائیں ہیں جو خوددار وغیور جوانان اسلام کے دل میں مچلتی رہتی ہیں۔

میں سوچا کرتا تھا کہ مسلمانوں کی اس پستی، ان کی کسمپرسی اور باہمی رسہ کشی کے اسباب کیا ہیں؟ اس طرح کی بہت سی باتوں کو میں جاننے کی کوشش کرتا جو میرے سینہ میں جنم لے رہی تھیں، بلکہ ہر مسلم نوجوان کے دل کو یہ باتیں دستک دیتی ہیں لیکن ان سوالوں کا جواب کہیں نہیں۔

اللہ تعالی کے فضل وکرم سے میں حصول علم سے وابستہ ہوگیا، دوران تعلیم میں ایسے نصوص ومباحث پڑھتا جو مجھے تشویش میں مبتلا کردیتے، ایسے قضایا سے واسطہ پڑتا جو میرے دل کو بے چین کردیتے، اور ایسے حوادث اور وقائع کا سامنا ہوتا جو مجھے ششدر کردیتے لیکن میں خود کو کوستا اور اپنی کم علمی وکوتاہ فہمی کو قصوروار ٹھہراتا، آخرکار ایک دن میں نے فیصلہ کیا کہ یہ ساری باتیں اس علمی درسگاہ کے ایک استاذ کے سامنے پیش کردوں۔ وہ ایک ذہین اور چالاک شخص تھا، اس نے فوراً ہی بھانپ لیا کہ میرا علاج کس طرح ممکن ہے، چنانچہ اس نے چند الفاظ کے ذریعے اس چنگاری کو شعلہ بننے سے پہلے ہی بجھا دینا چاہا:

اس نے مجھ سے کہا: ''تم یہاں حوزہ میں کیا پڑھتے ہو؟''

''ظاہری بات ہے اہل بیت کا مذہب پڑھتا ہوں۔'' میں نے جواب دیا۔

اس نے کہا: ''کیا تم کو اہل بیت کے مذہب میں کوئی شک ہے؟''

میں نے پوری قوت سے کہا کہ خدا کی پناہ! (اگر میں ایسا سوچوں بھی تو)۔

اس پر اس نے کہا: پھر ایسے وسوسوں کو اپنے دل سے نکال دو، کیونکہ تم اہل بیت علیہم السلام کے متبعین میں سے ہو، اور اہل بیت کے معلم محمد (ﷺ) ہیں اور محمد (ﷺ) نے اللہ تعالی سے علم حاصل کیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں تھوڑی دیر خاموش رہا اور پھر میرے جی کو سکون محسوس ہونے لگا، میں نے اس سے کہا کہ اللہ تبارک وتعالی آپ کو سلامت رکھے، آپ نے ان وساوس سے مجھے نجات دلائی۔ اور پھر میں اپنی پڑھائی میں منہمک ہوگیا، لیکن یہ سارے سوالات اور وسوسے میرے دماغ میں بار بار عود کر آتے، اور جیسے جیسے میرا تعلیمی سلسلہ آگے بڑھتا جاتا اس طرح کے سوالات، قضایا، مسائل ومشکلات میں اضافہ ہوتا جاتا۔

آخر کار میری زندگی میں وہ اہم گھڑی بھی آئی جب میں نے امتیازی طور پر اپنی تعلیم مکمل کی، اور مجھے حوزہ کے ذمہ دار اور اپنے وقت کے مجتہد اعظم سماحۃ الامام سید محمد آل حسین کاشف الغطاء کے دست مبارک سے اجتہاد کی سند تفویض کی گئی۔

اس حیثیت پر پہنچنے کے بعد میں نے ایک بار پھر اس موضوع پر سنجیدگی سے غور کرنا شروع کیا۔ میں سوچتا کہ ہم مذہب اہل بیت کی تعلیم حاصل کرتے ہیں لیکن جو کچھ ہم پڑھتے ہیں ان میں مجھے اہل بیت کی شان میں گستاخیاں اور بے ادبیاں بھی نظر آتی ہیں۔ ہم شریعت اسلامی کے امور واحکام کا درس لیتے ہیں تا کہ خدائے واحد کی کماحقہٗ بندگی کرسکیں مگر اس میں ایسی کھلی ہوئی باتیں بھی ہوتیں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کا کفر وانکار لازم آتا ہے۔ مجھے سمجھ میں نہیں آتا کہ خدایا! آخر ہم کس چیز کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں؟ اور یہ کیسے ممکن ہے کہ یہی اہل بیت کا حقیقی اور اصلی مذہب ہو؟ یہ تو ایک انسان کی شخصیت کو داغدار کرنے والی چیز ہوئی کہ وہ کس طرح سے اس رب کی عبادت کرے جس کے ساتھ وہ کفر بھی کرتا ہے؟! وہ آپ (ﷺ) کی باتوں کو کیسے اختیار کرسکتا ہے جبکہ وہ خود آپ (ﷺ) کی ذات اقدس پر کیچڑ بھی اچھالتا ہے؟! اہل بیت کی پیروی، ان کی محبت اور ان کے مذہب کی تعلیم وتدریس کیسے ممکن ہے جبکہ وہ ان کی شان میں گستاخیاں بھی کرتا ہے اور انھیں گالیاں بھی دیتا ہے؟!

پروردگار! تیری ہی رحمت کا آسرا اور تیرا ہی لطف وکرم ہے، اگر تیری رحمت بے پایاں میرے شامل حال نہ ہوتی تو میں گمراہ بلکہ برباد ہوجاتا!

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بار بار یہی سوالات خود سے دہراتا اور اپنے آپ سے پوچھتا کہ وہ سادات کرام اور ائمہ عظام اور وہ علمائے دین جو اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں ان کا اس سلسلہ میں کیا موقف ونظریہ تھا؟ آخر اس سلسلہ میں وہ کیا سوچتے تھے؟ کیا انھیں یہ ساری چیزیں نظر نہیں آتی تھیں جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں؟ اور کیا وہ ان ساری باتوں کو نہیں پڑھتے تھے جو کچھ میں نے پڑھا ہے؟! لیکن افسوس کہ اس سلسلہ کی بہت ساری کتابیں تو خود انھیں کی تصنیف کردہ ہیں! اور یہ انھیں کے قلم کی سیاہی ہے جس نے اس موضوع پر صفحات کے صفحات سیاہ کر ڈالے ہیں!

ان ساری باتوں سے میرا دل خون کے آنسو روتا اور میرا حزن والم، میرا درد وکرب اور حسرت ویاس بڑھتا ہی جاتا!! چنانچہ اب مجھے ایک ایسی ذات کی سخت ضرورت محسوس ہوئی جس سے میں اپنا حالِ دل کہہ سکوں، اور اپنے دل کی سوزش اور بے کلی واضطراب اس کے سامنے رکھ سکوں۔ اور پھر مجھے اس بات کی توفیق ملی کہ میں نے جو کچھ پڑھا ہے اور اب تک جن علمی مباحث سے میرا واسطہ رہا ہے ان پر نئے سرے سے غور وخوض کروں، چنانچہ میں نے ہر ان مصادر کو پڑھنا شروع کیا جو معتبر تھیں اور ان کو بھی جو غیر معتبر سمجھی جاتی تھیں، بلکہ میں نے ہر وہ کتاب پڑھ ڈالی جو میرے ہاتھ لگی۔ دورانِ مطالعہ ایسی عبارتیں اور ایسے نصوص میرے سامنے آتے کہ دل بے اختیار کہہ اٹھتا کہ اس پر کوئی حاشیہ چڑھا دوں، چنانچہ میں نے ان نصوص کو یکجا نقل کرنے اور ان پر حاشیہ چڑھانے کا کام شروع کیا۔ رفتہ رفتہ میرے پاس کاغذ کے ٹکڑوں کا ایک انبار جمع ہو گیا۔ میں نے ان مسودوں کو محفوظ کر لیا اس امید پر کہ کبھی وہ دن بھی آئے گا جب اللہ رب العزت کا فیصلہ نافذ ہو گا!

اس دوران میرا علمی وتحقیقی مراجع سے استفادہ برابر جاری رہا، علمائے کرام اور سادات عظام سے میرے تعلقات بدستور خوشگوار رہے، میں ان سے برابر ملاقاتیں کرتا، ان کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا اس لیے کہ یہی ایک صورت تھی اس حقیقت تک رسائی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی جہاں پہنچ کر کوئی حتمی فیصلہ کرنا میرے لیے آسان ہو سکے۔ بالآخر بہت سے مراحل سے گذرنے کے بعد مجھے شرح صدر ہو گیا اور میں نے ایک حتمی ودائمی فیصلہ کر ہی لیا، لیکن ابھی مجھے مناسب موقع کا انتظار تھا۔ میرے سامنے میرے فاضل دوست علامہ سید موسیٰ موسوی کی ذات ایک بہترین مثال تھی کہ انھوں نے شیعیت کے انحراف پر کھل کر نکیر کی، اور اس کو اس کے صحیح نہج پر لانے کی سنجیدہ اور ٹھوس کوششیں کیں۔ اس کے علاوہ برادرم سید احمد کاتب کی کتاب بھی چھپ کر سامنے آ چکی تھی جس کا عنوان تھا "تطور الفكر الشيعي" (شیعیت کا ارتقاء)۔ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ اب وقت آ چکا ہے کہ حق کا برملا اعلان کیا جائے، اور اپنے وہ بھائی جو دھوکہ میں پڑے ہوئے ہیں اور ان کی نگاہوں پر دبیز پردے پڑے ہوئے ہیں، ان کے سامنے حقیقت واضح کی جائے، کیونکہ عالم دین ہونے کی حیثیت سے یہ ہماری ذمہ داری ہے اور روز قیامت ہم سے اس سلسلہ میں پوچھا بھی جائے گا۔ چنانچہ ضروری ہے کہ حق بات ان تک پہنچائی جائے اگرچہ یہ حق بات ان کو کڑوی ہی کیوں نہ لگے!

ممکن ہے کہ ان علمی مباحث کو پیش کرنے میں میرا طرز واسلوب سید موسوی اور احمد کاتب دونوں سے مختلف ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دوران طالب علمی میں ہم سب الگ الگ نتائج سے دوچار ہوئے، اور ہمارے تاثرات مختلف رہے، کیونکہ ان کا ماحول اور ان کے حالات میرے ماحول اور میرے حالات سے مختلف تھے، اس کے علاوہ ان دونوں نے عراق کو خیرباد کہہ کر کسی مغربی ملک میں اقامت اختیار کر لی، اور اپنے کام کا آغاز وہیں سے کیا، لیکن میں نے نہ عراق کو چھوڑا اور نہ نجف ہی کو۔ اس کے علاوہ جس قدر وسائل مجھ کو فراہم تھے وہ ان کو حاصل نہیں ہو سکے، عراق میں رہنے یا اس کو ترک کرنے کے سلسلہ میں بہت غور وخوض کے بعد میں نے یہ تہیہ کیا کہ اب یہیں رہنا ہے، اور صبر کے ساتھ اور اللہ رب العزت کی ذات سے ثواب کی امید کے ساتھ اپنے مشن کا آغاز کرنا ہے۔

مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ یہاں بہت سے ایسے سادات بھی ہیں جو شیعیت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے متعلق سب کچھ دیکھتے ہیں، سمجھتے ہیں اور شیعیت کی معتبر اور اہم مصادر میں پڑھتے بھی ہیں، مگر انھوں نے خاموشی اختیار کر رکھی ہے اور اس سب پر گویا وہ راضی برضا ہیں! لیکن ان کی اس خاموشی پر ان کا ضمیر ان کو کچوکے بھی لگاتا ہے۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ میری یہ کتاب ان کے لیے احتساب نفس کا ذریعہ بنے، باطل کے راستہ کو ترک کرنے اور راہِ حق کو اپنانے میں مدد ومعاون ثابت ہو۔ زندگی بہت مختصر ہے۔ حجت تمام ہو چکی ہے، اور اب ان کے لیے کوئی عذر قابل قبول نہیں!

بعض سادات ایسے بھی ہیں جن سے میرے مضبوط اور گہرے تعلقات ہیں، انھوں نے الحمد للہ میری دعوت پر لبیک کہا، اور جن حقائق تک میں نے رسائی حاصل کی ہے ان سے وہ بھی واقف ہوئے، اور پھر انھوں نے دوسروں کو بھی راہ راست پر لانے کی کوششیں کیں، بارگاہ رب العزت میں دعا ہے کہ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم دوسروں کے سامنے حقیقت کے دروا کر سکیں، اور جس گھٹاٹوپ اندھیارے میں وہ بھٹک رہے ہیں اس سے ان کو متنبہ کر سکیں، بلاشبہ یہ ایک اہم ترین اور نازک ترین فریضہ ہے۔

میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ میری اس کتاب کا حشر کیا ہوگا؟ اس کو رد کر دیا جائے گا، اس کی تکذیب کی جائے گی، مجھ پر ناز یبا الزامات لگائے جائیں گے، مگر مجھ کو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا! کیونکہ اس میں جو کچھ بھی لکھا ہے وہ سب میرے ذمہ ہے۔ مجھ پر یہ بھی الزام لگایا جائے گا کہ میں امریکہ یا اسرائیل کا ایجنٹ ہوں۔ یہ بھی کہا جائے گا کہ میں نے دنیا کی حرص میں اپنے دین اور اپنے ضمیر کا سودا کر لیا۔ اس میں کوئی بھی چیز نہ ناممکن ہے اور نہ تعجب خیز ہے! اس سے پہلے علامہ موسیٰ موسوی پر بھی اس طرح کے الزامات لگائے جا چکے ہیں، سید علی غروی نے تو یہاں تک کہہ دیا تھا کہ ملک فہد ابن عبدالعزیز نے خوبصورت لڑکیوں اور مال ودولت کی لالچ دے کر ڈاکٹر موسیٰ کو ورغلایا اور ان کو بے وقوف بنایا اور ایک خطیر رقم امریکہ کے کسی بینک میں ان کے اکاؤنٹ جمع بھی کر دی' صرف اس لیے کہ وہ وہابی مذہب اختیار کر لیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب ڈاکٹر موسوی کے خلاف اس طرح کی کذب بیانی اور افترا پردازی کی گئی اور ان سے متعلق گھٹیا قسم کی باتیں عام کی گئیں تو خدا ہی جانے میرا کیا حشر ہونے والا ہے؟ اور میرے متعلق کس طرح کی ہفوات اور بکواس پھیلائی جائیں گی؟!! ممکن ہے کہ مجھے تلاش کر کے قتل کرنے کی کوشش بھی کی جائے جیسا کہ اب تک ہر اس شخص کا حال ہوا جس نے اظہارِ حق کا فریضہ انجام دیا۔

علامہ آیۃ اللہ امام سید ابوالحسن اصفہانی کا شمار امام غائب کے وقت سے لے کر اب تک کے کبار ائمہ شیعہ میں ہوتا ہے، اور بغیر کسی تنازع و اختلاف کے وہ علمائے شیعہ کے امام تسلیم کیے جاتے ہیں، جب انھوں نے بھی شیعیت کی اصلاح کرنی چاہی اور اس میں جو خرافات در آئی ہیں ان کو نکال پھینکنا چاہا تو شیعوں کو یہ بات راس نہ آئی اور انھیں اس کام سے روکنے کے لیے ان کی اولاد کو بے رحمی کے ساتھ مینڈھے کی طرح ذبح کر دیا گیا۔ اسی طرح جب سید احمد کسروی نے شیعیت میں سدھار کی فکر وکوشش کی اور اس کے انحراف سے اپنی براءت کا اعلان کیا تو یہی شیعہ ہی تھے جنھوں نے ان کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے۔ یہ اور اس طرح کی مثالیں بھری پڑی ہیں کہ جب کسی نے شیعیت کے ان باطل عقائد کی تردید کی کوشش کی تو اس کا انجام ایسا ہی دردناک ہوا، تو اگر میرا انجام بھی کچھ اسی طرح کا ہو تو یہ کوئی انوکھی بات نہیں!

اس طرح کی باتوں سے مجھے کوئی فرق پڑنے والا نہیں، میں نے فیصلہ کر رکھا ہے کہ میں حق بات کہہ کر رہوں گا، اپنے بھائیوں کی بھلائی کے لیے، ان کی یاددہانی کے لیے اور حقیقت کی طرف ان کی نگاہوں کو پھیرنے کے لیے میں کوشش کرتا رہوں گا، اور اگر کوئی یہ سمجھے کہ اس سے مجھے کوئی دنیوی غرض مقصود ہے تو وہ خوب سمجھ لے کہ متعہ کی لذت اور خمس کی دولت میری دنیوی آرزوئیں پوری کرنے کے لیے کافی تھی، جیسا کہ دوسروں کا شیوہ ہے اور آج ان کا شمار شہر کے رئیسوں میں ہوتا ہے، وہ بہترین اور نئے انداز کی (New Model) گاڑیوں میں سفر کرتے ہیں، لیکن اللہ کا فضل اور اس کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احسان ہے کہ دل کی آنکھیں کھل جانے کے بعد ان ساری چیزوں سے کلی طور پر اپنا دامن بچا کر ایک شریف اور عام انسان کی طرح زندگی گذار رہا ہوں اور تجارت کر کے میں اپنا اور اپنے گھر والوں کا پیٹ پالتا ہوں۔

میں نے اس کتاب میں محدود اور متعین موضوعات پر ہی بحث کی ہے، تاکہ میرے سبھی بھائی ان کی حقیقت سے اچھی طرح واقف ہوسکیں، اور کسی بھی شخص کی نگاہ سے حقیقت اوجھل نہ رہے۔ میرا ارادہ ان کے علاوہ دوسرے موضوعات پر بھی کتابیں لکھنے کا ہے، تاکہ سارے مسلمانوں کے لیے حجت قائم ہوجائے، غفلت کی زندگی گزارنے والے کسی شخص کے سامنے کوئی عذر نہ رہے اور جہالت کے اندھیرے میں بھٹکنے والے کے سامنے کوئی دلیل نہ بچے۔

مجھے پوری امید ہے کہ یہ کتاب طالبین حق کے نزدیک (الحمدللہ جن کی تعداد کچھ کم نہیں) قبولیت عام حاصل کرے گی، اور جن لوگوں نے گمراہی اور ضلالت کی زندگی کو ترجیح دے رکھی ہے (تاکہ ان کے پیروں تلے سے زمین کھسکنے نہ پائے کہ اس کے نتیجہ میں وہ متعہ کی لذت اور خمس کی دولت سے محروم ہوسکتے ہیں) یہ لوگ ہیں جنھوں نے سر پر دستاریں باندھ رکھی ہیں اور مرسیڈیز (Mercedez) اور سوپر (Super) جیسی اعلی گاڑیوں میں سفر کرتے ہیں تو ایسے لوگ ہمارے مخاطب نہیں! جو کچھ ان لوگوں نے کیا ہے یا جو وہ کریں گے اللہ تعالیٰ ہی ان سب کا نگراں ہے اور وہی ان سے اس دن حساب لینے والا ہے جس دن نہ دولت کی فراوانی کام آئے گی اور نہ اولاد کی کثرت۔ ہاں! مگر وہ شخص کامیاب ہے جو اس دن اللہ کے حضور پاکیزہ دل لے کر حاضر ہوگا۔

والحمد لله الذي هدانا لهذا، وما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله.

سید حسین موسوی
(نجف-عراق)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ ابن سبا

ہم شیعوں نے یہ بات مشہور کررکھی ہے کہ عبداللہ ابن سبا ایک افسانوی شخص تھا، جس کا حقیقت کی دنیا سے کوئی تعلق نہیں، شیعوں کی ذات کو مطعون کرنے اور ان کے عقائد پر نشتر چلانے کے مقصد سے سنیوں نے اس کو وجود بخشا، اور پھر اس کو ''شیعیت کے مؤسس'' کی حیثیت سے متعارف کرایا تاکہ لوگوں کو شیعوں اور اہل بیت کے عقائد سے دور رکھا جاسکے۔

میں نے محمد حسین آل کاشف غطاء سے ابن سبا کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا: ''ابن سبا ایک افسانوی شخص ہے، جس کا قصہ امویوں اور عباسیوں نے اہل بیت سے بغض وکینہ میں وضع کیا تھا، ایک صاحب عقل کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس کے چکر میں نہ پڑے۔'' لیکن جب میں نے ان کی معروف کتاب ''أصل الشیعة وأصولها'' کا مطالعہ کیا تو اس میں ایسی باتیں مذکور دیکھیں جن سے ابن سبا کے وجود کا پتہ چلتا ہے، اس میں لکھا تھا: ''جہاں تک عبداللہ ابن سبا کا تعلق ہے جس کو شیعوں سے متعلق یا شیعوں کو جس سے وابستہ بتایا جاتا ہے، تو یاد رہے کہ شیعیت کی ساری کتابیں اس پر لعنت بھیجتی ہیں اور اس سے اپنی براءت کا اعلان کرتی ہیں''۔

اس عبارت سے ابن سبا کے وجود کا بخوبی علم ہوتا ہے، چنانچہ جب میں نے اس سلسلہ میں ان سے مراجعت کی تو انھوں نے بتلایا کہ ہم نے اس میں جو کچھ بھی کہا ہے وہ بطور ''تقیہ'' ہے، کتاب میں جو کچھ لکھا ہے اس سے مقصود اہل سنت ہیں، اسی لیے ہم نے بعد میں یہ بھی لکھ دیا ہے کہ یہ بات بھی دوراز قیاس نہیں کہ کوئی یہ کہے کہ عبداللہ ابن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سبا اور اس جیسے لوگ افسانوی ہیں اور قصہ گو واعظوں نے اسے گڑھ لیا ہے۔"

سید مرتضی عسکری نے اس موضوع پر ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے: "عبدالله ابن سبا وأساطير أخرى"، (عبداللہ ابن سبا اور دیگر افسانے) اس میں انھوں نے ابن سبا کے وجود کا انکار کیا ہے۔ اسی طرح اس کتاب کے مقدمہ میں سید محمد جواد مغنیہ نے بھی ابن سبا کی شخصیت کا انکار کیا ہے۔

جن اسباب کی بنا پر شیعہ عام طور پر اہل سنت کو نشانہ بناتے ہیں ان میں ایک بنیادی سبب عبداللہ ابن سبا بھی ہے، حالانکہ اہل سنت کی ایک بڑی تعداد ہے جو ابن سبا کو تنقید کا موضوع بناتی ہے لیکن ان سے اختلاف کی بنیاد پر شیعہ ان کی باتوں کو تسلیم نہیں کرتے۔

عبداللہ ابن سبا - ایک حقیقت

ہم نے جب شیعیت کی معتبر کتابوں سے رجوع کیا تو اس نتیجہ پر پہنچے کہ عبداللہ ابن سبا ایک حقیقی شخص ہے اگر چہ ہمارے بہت علماء اس کا انکار کرتے ہیں۔ تفصیلات حسب ذیل ہیں:

۱) ابو جعفر (علیہ السلام) کہتے ہیں کہ عبداللہ ابن سبا نبوت کا دعویٰ کرتا تھا اور اس کا یہ اعتقاد تھا کہ امیر المؤمنین ہی خدا ہیں، جب یہ خبر امیر المؤمنین (علیہ السلام) کے پاس پہنچی تو انھوں اس کو بلوایا اور اس سلسلہ میں اس سے پوچھا تو اس نے اس بات کا اقرار کیا اور کہا: بے شک آپ ہی خدا ہیں، اور میرے دل یہ بات ڈالی گئی ہے کہ آپ رب ہیں اور میں نبی ہوں۔ امیر المؤمنین نے فرمایا: تیرا ناس ہو! تیرے اوپر شیطان کا جادو چل گیا ہے، تیری ماں تجھ پر روئے، اپنی اس بات سے رجوع کر، اور توبہ کر۔ اس نے انکار کیا، تو آپ نے اس کو قید کرنے کا حکم دیا، اور تین دن کی مہلت دی، تینوں راتیں اسی طرح بیت گئیں لیکن اس نے توبہ نہ کی، آخر کار آپ نے اسے جلانے کا حکم دیا، اور فرمایا: شیطان نے اس پر قابو پالیا ہے، وہ اس کے پاس آتا ہے اور اس کے دل میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسی باتیں ڈالتا ہے۔

ابوعبداللہ (علیہ السلام) فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ عبداللہ ابن سبا پر لعنت کرے، اس نے دعویٰ کیا کہ امیر المؤمنین (علیہ السلام) ہی خدا ہیں، حالانکہ بخدا! امیر المؤمنین تو صرف اللہ کے ایک نیک اور فرمانبردار بندے تھے۔ اس کی بربادی ہو جس نے ہماری تکذیب کی، کچھ لوگ ہمارے بارے میں ایسی باتیں بھی کہتے ہیں جس کے ہم قائل نہیں، ہم اللہ کے نزدیک ان سے اپنی مکمل براءت کا اعلان کرتے ہیں، ہم اللہ کے نزدیک ان سے اپنی مکمل بیزاری کا اظہار کرتے ہیں۔'' (۱)

۲) مامقانی کا کہنا ہے: ''عبداللہ ابن سبا وہ ہے جس نے کفر اختیار کیا اور اس میں بھی غلو سے کام لیا''۔ نیز فرماتے ہیں: وہ انتہا پسند اور سرکش تھا، امیر المؤمنین نے اسے آگ میں جلانے کا حکم دیا تھا کیونکہ وہ کہتا تھا کہ علیؓ خدا ہیں اور وہ خود نبی ہے۔ (۲)

۳) نوبختی کا کہنا ہے: ''عبداللہ ابن سبا کے ماننے والوں کا کہنا تھا کہ حضرت علیؓ امام ہیں اور اس کا اعتراف کرنا اللہ کی جانب سے ایک فریضہ ہے۔ ابن سبا ان لوگوں میں سے تھا جنھوں نے حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور دیگر صحابہ کی شان میں دشنام طرازی کی اور ان پر تبرا کیا، اور کہا کہ حضرت علیؓ نے اسے اس بات کا حکم دیا ہے۔ حضرت علی کو معلوم ہوا تو اسے پکڑوایا اور اس سے اس کے اس قول کے بارے میں پوچھا، اس نے اقرار کیا، تو حضرت علی نے اس کے قتل کا حکم دیا، اس پر اس کے حمایتی چیخ پڑے کہ آپ ایسے شخص کے قتل کا حکم دیتے ہیں جو آپ سے اور اہل بیت سے محبت کا داعی ہے، آپ کی ولایت کا اور آپ کے دشمنوں سے براءت کا علمبردار ہے؟! چنانچہ حضرت علی نے اسے جلاوطن کر کے مدائن بھیج دیا۔

اہل علم کی ایک جماعت کا ماننا ہے کہ عبداللہ ابن سبا پہلے یہودی تھا، پھر اس نے اسلام قبول کیا، اور حضرت علیؓ کی رفاقت اختیار کی، جب وہ یہودی تھا تو موسیٰ کے بعد یوشع بن نون کے بارے میں بھی ایسی ہی باتیں کرتا تھا، اور پھر اسلام قبول کرنے کے بعد

(۱) معرفة أخبار الرجال للكيشي ص۷۰،۷۱ (۲) تنقيح المقال في علم الرجال ۲/۱۸۳،۱۸۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی باتیں وہ حضرت علیؓ کے بارے میں بھی کہنے لگا۔ وہ پہلا شخص ہے جس نے حضرت علیؓ کی امامت کی فرضیت کی بات کہی، اور آپ کے دشمنوں سے براءت کا اظہار کیا۔

یہی وجہ ہے کہ شیعیت کے مخالفین کہتے ہیں کہ رافضیت دراصل یہودیت سے ماخوذ ہے۔(۱)

۴) سعد ابن عبد اللہ اشعری قمی سبائیوں کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے کہتے ہیں: ''سبائی عبد اللہ ابن سبا کے ماننے والے کو کہتے ہیں، اس کا نام عبد اللہ ابن وہب راسبی ہمدانی تھا، اس کے اہم معاونین میں عبد اللہ ابن خرسی اور ابن اسود تھے، یہ دونوں اس کے خاص دوست تھے۔ اور ابن سبا پہلا شخص ہے جس نے حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور دیگر صحابہ کی شان میں گستاخی کی، اور ان پر تبرا پڑھا۔''(۲)

۵) ابن ابی الحدید کا کہنا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علیؑ خطبہ دے رہے تھے کہ ابن سبا کھڑا ہوا اور کہنے لگا: آپ، آپ۔ اور یہ لفظ دوہرانے لگا۔ حضرت علی نے فرمایا: تیرا ناس ہو! میں کیا؟ تو اس نے کہا: آپ خدا ہیں۔ اس پر آپ نے اس کو اور اس کے حامیوں کو گرفتار کرنے کا حکم دیا۔(۳)

۶) سید نعمۃ اللہ جزائری کہتے ہیں: ''عبد اللہ ابن سبا نے حضرت علیؑ سے کہا کہ آپ خدائے برحق ہیں۔ اس کی پاداش میں حضرت علیؑ نے اس کو مدائن جلاوطن کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ یہودی تھا پھر اس نے اسلام قبول کیا، اور جب یہودی تھا تو جو باتیں اس نے حضرت علی کی شان میں کہیں وہی باتیں وہ حضرت یوشع بن نون اور حضرت موسیٰؑ کے بارے میں بھی کہتا تھا۔(۴)

یہ چھ روایتیں ان معتبر اور متعدد مراجع کی کتابوں سے ماخوذ ہیں جن میں سے بعض کا تعلق فن اسماء الرجال سے ہے اور بعض کا تعلق فقہ اور عقائد و فرق سے ہے۔ اس کے علاوہ بہت سے دوسرے مراجع بھی ہیں جن کو ہم نے یہاں نہیں چھیڑا، اس ڈر

(۱) فرق الشیعہ ص۳۲-۴۴ (۲) المقالات والفرق ص۲۰
(۳) شرح نہج البلاغہ ۵/۵ (۴) الانوار النعمانیۃ ۲/۲۳۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کہ کہیں بحث طویل نہ ہو جائے۔

ان ساری کتابوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ عبداللہ ابن سبا کی ایک حقیقت ہے جس کے وجود کا انکار کرنا اب ہمارے لیے ممکن نہیں، حضرت علیؑ کو خدا کہنے کی وجہ سے وہ ان کے عتاب کا شکار رہوا تھا، اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ امیر المؤمنین کی ابن سبا سے ملاقات ہوئی ہے، اور امیر المؤمنین ہی ہمارے لیے بطور دلیل کافی ہیں، اس کے بعد ابن سبا کے انکار کی کوئی گنجائش نہیں۔

جن دلائل کو ہم نے ذکر کیا ان سے مندرجہ ذیل باتیں مستفاد ہوتی ہیں:

۱) عبداللہ ابن سبا ایک حقیقی شخص تھا، ایک جماعت اس کی تائید کرنے والی اور اس کے نظریات کو قبول کرنے والی تھی، یہ فرقہ ''سبائیہ'' کے نام سے معروف ہے۔

۲) عبداللہ ابن سبا ایک یہودی شخص تھا جس نے بعد کو اسلام قبول کیا، اس نے ظاہر میں اسلام قبول کیا تھا لیکن حقیقت میں یہودیت ہی پر قائم تھا، جس کے سہارے اس نے مسلمانوں میں یہودیت کے جراثیم پھیلائے۔

۳) عبداللہ ابن سبا ہی وہ پہلا شخص ہے جس نے حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور دیگر صحابہ کی شان میں زبان درازی کی، یہی وہ شخص ہے جس نے امیر المؤمنین حضرت علی کے امام ہونے کی بات کہی، اور یہ بھی کہا کہ آپ رسول اللہ (ﷺ) کے ''وصی'' ہیں۔ یہ باتیں اس نے یہودیت سے اخذ کی تھیں، اور اس نے جو کچھ بھی کہا وہ اہل بیت کی محبت، ان کی ولایت کے نظریہ کی حمایت، اور (بزعم خود) ان کے دشمنوں یعنی صحابہ کرام اور جو ان سے دوستی رکھے ان سے براءت کے جذبہ میں کہا۔

خلاصہ کلام یہ کہ عبداللہ ابن سبا ایک حقیقی شخص تھا جس سے تجاہل برتنا یا اس کا انکار کرنا ممکن نہیں، اس سلسلہ میں ہماری معتبر کتابوں میں صراحت موجود ہے، جو اس شخص کے بارے مزید معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے اس کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ مفید ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثقفی کی "الغارات "۔حلی کی "رجال الطوسی" اور"الرجال"۔تستری کی "قاموس الرجال"۔ اعلمی حائلی کی " دائرة المعارف " (معروف به مقتبس الأثر)۔عباس قمی کی "الکنیٰ والألقاب"۔احمد ابن طاؤس (م۶۷۳ھ) کی "حل الإشکال"۔ ابن داؤد کی "الرجال"۔ طاؤسی کی "التحریر"۔قہپائی کی "مجمع الرجال"۔ تفرشی کی"نقدالرجال"۔ مقدس اردبیلی کی "جامع الرواة"۔ابن شہر آشوب کی "مناقب آل أبی طالب"۔ محمد بن طاہر عاملی کی'مرآة الأنوار"۔

یہ محض چند کتابیں ہیں جو بطور مثال پیش کی گئیں، ورنہ ہماری مراجع کی بیسیوں کتابوں میں اس کی تفصیلات موجود ہیں۔

یہاں تعجب خیز بات یہ ہے کہ ہمارے فقہاء جن میں مرتضیٰ عسکری، سید محمد جواد مغنیہ جیسے لوگ بھی شامل ہیں وہ عبداللہ ابن سبا کے وجود کا انکار کرتے ہیں، لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ان کی باتوں میں سچائی کی کوئی جھلک نہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیعوں کا اہل بیت کی طرف انتساب

ہم شیعوں کے یہاں یہ بات مشہور ہے کہ ہم شیعہ ہی اہل بیت ہیں، کیوں کہ ہمارے عقیدے کے مطابق ہمارا پورا مذہب ہی اہل بیت کی محبت پر قائم ہے، عوام (یعنی اہل سنت) سے ہماری دوستی و دشمنی بھی اہل بیت ہی کی وجہ سے ہے، صحابہؓ سے، بالخصوص خلفائے ثلاثہ اور حضرت عائشہؓ پر تبرا بھی اہل بیت کے متعلق ان حضرات کے موقف کی بنا پر ہی کیا جاتا ہے، چھوٹا ہو یا بڑا، عالم ہو یا جاہل، مرد ہو یا عورت۔ تمام شیعوں کے ذہن میں یہ بات بیٹھ چکی ہے کہ صحابہ نے اہل بیت پر مظالم ڈھائے، ان کا خون بہایا، ان کی حرمتوں کو پامال کیا۔ اور اہل سنت نے اہل بیت کو اپنی دشمنی کا نشانہ بنایا، اسی لیے اہل سنت کو ''نواصب'' کہنے میں ہمیں کوئی باک نہیں، شہید کربلا (علیہ السلام) کا خون ہر وقت ہماری نگاہوں میں رہتا ہے۔ لیکن یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے، اور ہماری ہی معتبر کتابیں اس حقیقت کا انکشاف کرتی ہیں کہ اہل بیت کو کس طرح شیعوں کی طرف سے اذیتوں اور مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا، اور شیعوں نے اہل بیت کے ساتھ کیا کچھ نہیں کیا؟! انھیں کتابوں میں یہ بھی ملے گا کہ اہل بیت کا خون بہانے والے حقیقت میں کون ہیں؟ اور وہ کون ہیں جو ان کی حرمتوں کی پامالی کا سبب بنے؟!

شیعوں پر امیر المومنینؑ کی پھٹکار

امیر المومنین (علیہ السلام) فرماتے ہیں:

''اے مرد نما نامردو! عقل کے نابالغو! حجلۂ عروسی کی دلہنو! نہ تمھیں اپنی آنکھوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے دیکھنا چاہتا ہوں، نہ تمھارے بارے میں کچھ سننا مجھے گوارا ہے! پشیمانی میرے ہاتھ آئی، ٹکراؤ میرا نصیب ٹھہرا۔ خدا تمھیں غارت کرے! تم نے میرا دل نفرتوں سے بھر دیا، میرے سینہ میں غصہ کی آگ لگا دی، تم نے مجھے تہمتوں کے گھونٹ پلائے، تم ہی نے میری نافرمانی کر کے اور آزمائش کے موقعوں پر مجھے بے یارومددگار چھوڑ کر میری رائے بگاڑ دی حتی کہ قریش کہنے لگے: ابوطالب کا بیٹا بہادر تو ہے مگر جنگ کی حکمتوں سے نابلد ہے! مگر ہائے! جس کی بات مانی ہی نہ گئی اس کی رائے کیسے چلے؟!''(۱)

انھیں پھٹکار سناتے ہوئے مزید فرمایا:

مجھے تمہارے متعلق تین چیزوں کی امید تھی اور دو طرح کے تجربات ہوئے ہیں: امید یہ تھی کہ تم بہرے بنے رہو گے لیکن کان کھلے رکھو گے، زبان بند رکھو گے لیکن قوت گویائی سے معمور رہو گے، اندھے بنے رہو گے لیکن نگاہیں کھلی رکھو گے۔ اور تجربے یہ ہوئے کہ تم میدان جنگ میں کبھی سچے وفادار ثابت نہیں ہوئے، اور نہ مصیبت کے وقت قابل اعتماد دوست بن سکے! تم نے ابوطالب کے بیٹے کو اس طرح بے یارومددگار چھوڑ دیا جس طرح کوئی عورت اپنی شرمگاہ کو کھلا چھوڑ دیتی ہے (کہ جس کا جی چاہے منہ مارے)(۲)

امیر المؤمنین (علیہ السلام) نے یہ بات اس لیے فرمائی کہ ان لوگوں نے آپ کے ساتھ غداری کی، اور عین موقع پر مدد سے ہاتھ کھینچ لیا۔ اس کے علاوہ بھی بہت سی باتیں ہیں جو آپ نے ان کے متعلق ارشاد فرمائی ہیں۔

حضرت حسینؑ کی پھٹکار

امام حسین (علیہ السلام) شیعوں کو بددعا دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

''خدایا! اگر تو انھیں زندہ رکھ تو انھیں ٹکڑیوں میں بانٹ کے رکھ، ان کے درمیان پھوٹ ڈال دے، کبھی حکمرانوں کو ان سے مطمئن نہ رکھ۔ انھوں نے ہمیں بلایا

(۱) نہج البلاغۃ ۷۰/۱ (۲) نہج البلاغۃ /۱۴۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا کہ ہماری مدد کریں گے، مگر دشمنی پر اتر آئے اور ہمارے قتل کے درپے ہو گئے!''(۱)

ایک دوسرے موقع پر انھیں کو بددعا دیتے ہوئے فرمایا:

''لیکن ہم سے بیعت کرنے کے لیے تم اس طرح لپکے جیسے ٹڈیوں کے دل کے دل ٹوٹ پڑتے ہیں، پروانوں کی طرح تم نچھاور ہوئے، پھر تمھیں نے بیعت توڑ بھی دی۔ ہلاکت ہو، تباہی ہو، بربادی ہو امت کے ان فرعونوں پر! باطل ٹکڑیوں کے ان پس ماندہ حصوں پر! کتاب اللہ کو پس پشت ڈالنے والوں پر! تم ہی ہو جنھوں نے ہمیں بے یار و مددگار چھوڑ دیا، ہمیں موت کے گھاٹ اتارا، سن لو! ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے!(۲)

قاتلان حسینؑ کون؟

یہ عبارتیں شاہد ہیں کہ حقیقی قاتلان حسین کون ہیں؟ کوفہ کے شیعہ! ہاں ہمارے اجداد! پھر آخر کیوں قتل حسین کا الزام اہل سنت کے سر دھرا جاتا ہے؟! اسی وجہ سے سید محسن امین کہتے ہیں:

"بایع الحسین من أهل العراق عشرون ألفاً، غدروا به و خرجوا عليه و بيعته في اعناقهم، وقتلوه۔"(۳)

(بیس ہزار اہل عراق نے حسین کے ہاتھ پر بیعت کی، پھر ان کے ساتھ غداری کی، ان سے بغاوت کی، جبکہ ان کی بیعت کا طوق ان کی گردنوں میں تھا، اور بالآخر انھیں موت کے گھاٹ اتار دیا)۔

حضرت حسنؑ کی پھٹکار

حضرت حسن (علیہ السلام) فرماتے ہیں:

''خدا کی قسم! معاویہ کو میں بہتر سمجھتا ہوں ان جیسے ہزاروں سے جن کو دعویٰ ہے کہ وہ میرے شیعہ ہیں، انھوں نے مجھے قتل کرنا چاہا، میرا مال چھین لیا، خدا کی قسم! وہ

(۱) الارشاد المفید/۲۴۱ (۲) الاحتجاج ۲/۲۴ (۳) أعيان الشيعه ۱/۳۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگ مجھے مار ڈالیں اور میرے گھر والے خانماں برباد ہو جائیں، اس سے بہتر ہے کہ میں اپنی جان، اور اپنے گھر والوں کی حفاظت کے لیے معاویہ کی امان میں چلا جاؤں۔ رب ذوالجلال کی قسم! میں اگر معاویہ سے لڑوں تو یہی لوگ میری گردن پکڑ کر مجھے ان کے حوالے کر دیں گے! بخدا! وہ مجھے قیدی بنا کر قتل کریں، اس سے بہتر ہے کہ میں ان سے عزت کے ساتھ صلح کر لوں۔"(۱)

امام زین العابدینؒ کی پھٹکار

امام زین العابدین کوفہ والوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"تمھیں یاد ہی ہوگا کہ تم نے میرے والد کو خط لکھ کر کوفہ بلایا تھا، مگر تم نے دھوکہ دیا، ان سے پیمان وفا باندھا مگر انہی سے لڑ بیٹھے، ان کی مدد سے ہاتھ کھینچ لیا، اب کیا منہ لے کر رسول اللہ (ﷺ) کے سامنے جاؤ گے؟ جب آپ (ﷺ) فرمائیں گے: تم نے میرے گھر والوں سے لڑائی کی، میری حرمت پامال کی۔ دفع ہو جاؤ، تم لوگ میرے امتی نہیں!"(۲)

مزید فرمایا: "ہم پر یہ آنسو بہانے چلے ہیں! حالانکہ ہمیں قتل کرنے والے ان کے سوا ہیں کون؟"(۳)

امام باقرؒ کی پھٹکار

امام باقر (علیہ السلام) کا ارشاد ہے:

"اگر سب لوگ ہمارے شیعہ ہو جائیں تو ان میں تین چوتھائی ہمارے لیے مشکوک ہیں، اور بقیہ ایک چوتھائی احمق۔"(۴)

امام صادقؒ کی پھٹکار

امام صادقؒ فرماتے ہیں:

"اگر تین مسلمان بھی تمہارے درمیان راز دار ہوتے تو میں ان سے کوئی بھی

(۱) الاحتجاج ۱۰/۲ (۲) الاحتجاج ۳۲/۲ (۳) الاحتجاج ۲۹/۲ (۴) رجال الكشي ۱/۷۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات نہ چھپاتا۔‘‘(۱)

امام موسیٰ کاظمؒ کی پھٹکار

اگر میں شیعہ کو پرکھوں اور ان کو الگ کروں تو ان میں صرف چاپلوس نظر آئیں گے، اور اگر میں ان کا امتحان لوں تو اس امتحان میں ایک بھی کھرا نہ نکلے، اور اگر ان کو چھانٹوں تو ہزار میں ایک بھی میرا نہ ہو!(۲)

فاطمہ صغریٰ کی پھٹکار

اہل کوفہ کو مخاطب کرتے ہوئے فاطمہ صغریٰؒ فرماتی ہیں:

’’اے کوفہ والو! اے غدارو! اے مکارو! اے گھمنڈی انسانو! تمھاری وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہم اہل بیت کو آزمایا، اور تمھیں ہمارے ذریعے آزمایا، ہم تو آزمائش میں کھرے اترے، مگر تم تو ہمارے ناشکرے نکلے اور ہمیں جھٹلانے لگے۔ تم نے ہم سے قتال کو جائز ٹھہرایا، ہمارے مال پہ تم نے ہاتھ صاف کیے، اسی طرح کل ہمارے دادا جان کو تم نے قتل کیا تھا، تمھاری تلواروں سے ہمارا خون اب بھی ٹپک رہا ہے۔ ہلاکت ہو تمھارے لیے! خدا کی لعنت اور اس کے عذاب کا انتظار کرو جو تم پر آیا ہی چاہتا ہے؛ وہ تمھارا شیرازہ منتشر کر کے تمھیں باہم دست و گریباں کر دے گا، پھر قیامت کے دن وہ تمھیں دردناک عذاب سے دوچار کرے گا ان مظالم کی پاداش میں جو تم نے ہم پر کیے ہیں، سن لو خدا کی لعنت ہے ظلم کرنے والوں پر! اے کوفہ والو تمھارا ستیاناس ہو۔ بارہا میں نے رسول اللہ (ﷺ) کی باتیں تم کو سنائیں پھر بھی تم نے ان کے بھائی، میرے دادا علی بن ابی طالبؓ کے ساتھ، ان کے بیٹوں اور ان کی نیک اولاد کے ساتھ غداری کی۔‘‘

اس پر کوفہ کے ایک شخص نے فخر کرتے ہوئے جواب دیا:

نحن قتلنا علياً وبني علي　　　بسيوف هندية ورماح

(۱) اصول الکافی ۱/۴۹۶ (۲) الکافی /الروضۃ ۸/ ۳۳۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وسبينا نساءهم سبي ترك ونطحناهم فأيّ نطاح (۱)

(ہم نے قتل کیا ہے علی کو اور ان کے بیٹوں کو

بہترین ہندی تلواروں سے اور نیزوں سے

ہم نے ان کی عورتوں کو ترک قیدیوں کی طرح غلام بنایا

اور ہم نے ان کو اچھے سے پیس کے رکھ دیا)

حضرت زینبؓ کی پھٹکار

امیر المؤمنین (علیہ السلام) کی صاحبزادی حضرت زینبؓ اہل کوفہ کو پھٹکارتے ہوئے کہتی ہیں:

"اما بعد! اے کوفہ والو! اے دھوکہ بازو! مکارو اور دغابازو! تمھاری مثال بالکل اس بڑھیا کی سی ہے جس نے بڑی محنت کے بعد سوت کاتا، مگر دوسرے ہی لمحہ اپنی محنت ضائع کر دی، غرور و تکبر، جھوٹ اور مکاری کے سوا تمہارے اندر ہے ہی کیا؟! میرے بھائی پر ماتم کرتے ہو؟! ہاں، ماتم کرو، خوب روؤ، ہنسنا تمھارے مقدر میں نہ ہو، تمھارے دامن پہ یہ داغ لگ چکا ہے، خاندان نبوت کا خون کب تک ارزاں سمجھتے رہو گے؟!" (۲)

خلاصۂ کلام

ہم نے بہت سی چیزوں سے صرف نظر کیا ہے، پھر بھی مذکورہ بالا عبارتوں سے درج ذیل باتیں سامنے آتی ہیں:

(۱) شیعوں اور کوفہ والوں کی غداری، مکاری اور دغابازی کی وجہ سے امیر المؤمنین اور ان کی اولاد اطہار کا شیعوں پر غم و غصہ اور پھٹکار۔

(۲) اہل کوفہ کی غداری اور عین موقع پر اہل بیت کا ساتھ چھوڑ دینے کی وجہ سے اہل بیت کے خون کی ارزانی اور ان کی حرمتوں کی پامالی۔

(۱) الاحتجاج ۲/۲۸ (۲) الاحتجاج ۲/۲۹-۳۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) اہل بیت حضرت حسینؓ اور آپ کے رفقاء کے قتل کا ذمہ دار شیعوں کو ٹھہراتے ہیں، ایک شیعہ کا اعتراف بھی آپ نے دیکھ لیا کہ کس طرح حضرت فاطمہ صغریٰ کے منہ پر اس نے فخر سے کہا کہ حضرت علیؓ اور ان کی اولاد اطہار کو ہم شیعوں نے ہی قتل کیا، اور ان کی عورتوں کو قیدی بنایا۔

(۴) اہل بیت نے شیعوں کو بددعائیں دیں اور ان کے متعلق فرمایا کہ شیعہ اس امت کے شیطان ہیں، دشمنوں کے پس ماندہ لشکر ہیں، کتاب اللہ کو پس پشت ڈالنے والے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی فرمایا کہ ان ظالموں پر اللہ کی لعنت برسے۔

اسی وجہ سے ان کے فقہاء کی مشہور روایت کے مطابق یہ لوگ ابو عبد اللہ (علیہ السلام) کے پاس آئے اور کہنے لگے:

''ہم پر ایک رسوا کن لقب چسپاں کر دیا گیا ہے جس نے ہماری کمر توڑ دی، اور ہمارے دلوں پر موت طاری کر دی، جس کے نتیجہ میں حاکموں نے ہمارے قتل کو جائز ٹھہرایا۔ ابو عبد اللہ (علیہ السلام) نے پوچھا: کیا تمھیں ''رافضہ'' کہا جاتا ہے؟ جواب دیا: ہاں۔ فرمایا: واللہ! لوگوں نے تمھارا نام ''رافضہ'' نہیں رکھا، یہ نام تو اللہ نے رکھا ہے!(۱)

ابو عبد اللہ (علیہ السلام) نے وضاحت فرمائی کہ اہل سنت نے نہیں بلکہ اللہ نے ہی ان کا نام ''رافضہ'' رکھا ہے۔

اہل بیت پر شیعوں کے مظالم

ان عبارتوں کو میں نے بار بار پڑھا، خوب غور سے پڑھا، ڈوب کر پڑھا اور ان کی مستقل فائلیں تیار کیں۔ ان کے علاوہ اور بھی سینکڑوں نصوص ہیں جن پر راتوں کو جاگ جاگ کر میں نے دماغ سوزی کی، اور پھر اسی نتیجہ پر پہنچا کہ پوری قوت کے ساتھ اس حقیقت کا بانگ دہل اعلان کروں کہ اہل بیت! شیعوں کی طرف سے جو کچھ اذیتیں تمھیں پہنچیں ان سب پر اللہ تعالیٰ کی مدد تمہارے ساتھ تھی۔

(۱) الکافی ٥/٣٤

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم سب اچھی طرح جانتے ہیں کہ اللہ کے نبیوں اور رسولوں کو اپنی قوموں سے کتنا کچھ سہنا پڑا، خود ہمارے پیغمبر (ﷺ) کے ساتھ کیا کچھ نہیں کیا گیا۔

لیکن دو باتوں نے میرے اندر خاص تأثر پیدا کیا، ایک یہ کہ موسیٰ کو بنی اسرائیل کی جانب سے کتنی سخت اذیتیں پہنچیں، اور انھوں نے کس قدر صبر سے کام لیا۔ قرآن کریم نے سب سے زیادہ موسیٰ کے واقعات بیان کیے ہیں، اور اس کی صراحت کی ہے کہ بنی اسرائیل موسیٰؑ کو کیسے کیسے ستاتے تھے، سازشوں کے جال بنتے تھے، دسیسہ کاریاں کرتے تھے، مگر موسیٰؑ صبر جمیل کا پیکر بنے رہتے۔

اسی طرح اہل بیت کا بھی حال ہے، اللہ ان پر رحمتیں نازل فرمائے، شیعوں کے مرکز کوفہ میں اہل بیت کے ساتھ جو کچھ کھیل کھیلا گیا، ظلم وستم کے پہاڑ توڑے گئے، ان کے ساتھ غداری کی گئی، مکروفریب کیا گیا، بالآخر موت کے گھاٹ اتار دیا گیا، ان کا مال چھین لیا گیا، اوران تمام باتوں پر اہل بیت نے صبر کا مظاہرہ کیا۔

ان پر کس قدر ظلم کیا گیا! پھر کس منھ سے ہم اہل سنت کو ہدف ملامت بناتے ہیں اور انھیں موردالزام ٹھہراتے ہیں؟!

جب میں اپنے مذہب کی معتبر کتابوں کو پڑھتا ہوں تو میرے استعجاب و حیرت کی انتہا نہیں رہتی۔

جب ایک شیعہ کو یہ بتلایا جائے کہ شیعوں کی کتابوں میں اہل بیت کی شان میں گستاخیاں کی گئی ہیں، اور خود ناموس رسالت پر زبان طعن دراز کی گئی ہے، تو بہت ممکن ہے کہ وہ ان باتوں کو برجستہ جھٹلا دے اور اسے ماننے کو تیار نہ ہو۔

ملاحظہ فرمائیے:

گدھے کا فسانہ

امیر المؤمنین (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) کا "عفیر" نامی ایک گدھا تھا، ایک روز وہ رسول اللہ (ﷺ) سے مخاطب ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان! میرے والد اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کشتی نوح میں نوح (علیہ السلام) کے ساتھ تھے، نوح (علیہ السلام) اٹھے اور اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیر کر فرمانے لگے کہ اس گدھے کی صلب سے وہ گدھا جنم لینے والا ہے جس پر سید النبیین وخاتم المرسلین سواری فرمائیں گے۔ شکر ہے اس خدا کا جس نے مجھے وہی گدھا بننے کا شرف بخشا۔(۱)

اس روایت سے مندرجہ ذیل نتائج نکلتے ہیں:

۱) گدھا بولتا ہے۔

۲) گدھا اپنے ماں باپ آپ (ﷺ) پر قربان کرتا ہے، جب کہ اہل ایمان اپنے ماں باپ کو رسول اللہ (ﷺ) پر قربان کرتے ہیں!

۳) گدھا کہتا ہے: میرے والد اپنے والد سے چار پشتوں سے روایت کرتے ہیں، جب کہ نوح (علیہ السلام) اور خاتم الانبیاء (ﷺ) کے درمیان ہزارہا ہزار سال کا فاصلہ ہے، اور پھر گدھا کہتا ہے کہ چوتھی پشت پر اس کے دادا نوح کے ساتھ کشتی پر سوار تھے۔

نجف کے حوزہ میں امام خوئی کے سامنے بعض طلبہ کے ساتھ ہم "اصول الکافی" پڑھ رہے تھے، اس واقعہ پر امام خوئی نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا: معجزہ دیکھو! نوح (علیہ السلام) محمد (ﷺ) کی ولادت سے ہزاروں سال پہلے ان کے وجود اور ان کی رسالت کی خبر دے رہے ہیں۔

ایک مدت تک امام خوئی کے کلمات میرے ذہن میں گردش کرتے رہے، اور میں دل ہی دل میں کہتا رہا کہ کیسے ممکن ہے کہ یہ معجزہ ہو؟! گدھا رسول اللہ (ﷺ) سے یہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان! اور امیر المؤمنین کے لیے یہ کہاں تک زیبا ہے کہ اس طرح کی روایات بیان کریں؟! مگر جس طرح دوسرے سامعین خاموش رہے اسی طرح میں نے بھی اپنی زبان بند رکھی۔

---

(۱) اصول الکافی ۱/ ۲۳۷

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناموس رسالت پر حملے

﴿وإذ تقول للذي أنعم الله عليه وأنعمت عليه أمسك عليك زوجك واتق الله وتخفي في نفسك ما الله مبديه﴾ (الأحزاب /۳۷) (یاد کرو اس وقت کو جب کہ تم اس سے جس پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا ہے، اور تم نے بھی اس کو نوازا ہے' کہہ رہے تھے کہ اپنی بیوی کو اپنے ساتھ ہی رکھو اور اللہ سے ڈرو، اور اپنے دل میں اس وقت تم وہ بات چھپائے ہوئے تھے جسے اللہ ظاہر کرنے والا ہے) کی تفسیر میں شیخ صدوق امام رضا (علیہ السلام) سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: اللہ کے رسول (ﷺ) کسی کام سے زید بن حارثہؓ کے گھر گئے، ان کی بیوی زینب کو غسل کرتے دیکھا تو فرمایا: سبحان الذي خلقك (پاک ہے وہ ذات جس نے تجھے وجود بخشا)۔(۱)

کیا اللہ کے رسول (ﷺ) کی یہ شان ہے کہ وہ کسی نامحرم عورت پر نگاہ ڈالیں؟ وہ بھی شہوت کی نگاہ! اور پھر اپنی فریفتگی کو ان الفاظ میں بیان کریں: سبحان الذي خلقك؟ کیا یہ ناموس رسالت پر کھلا ہوا حملہ نہیں ہے؟!

امیر المؤمنین (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ ایک روز وہ رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس وقت آپ (ﷺ) کے ساتھ ابو بکرؓ وعمرؓ بھی تھے، کہتے ہیں کہ میں اللہ کے رسول (ﷺ) اور عائشہؓ کے بیچ میں بیٹھ گیا، اس پر عائشہؓ کہنے لگیں: کیا تمھیں بیٹھنے کے لیے میری اور رسول اللہ کی ران ہی ملی تھی؟ اللہ کے رسول (ﷺ) نے فرمایا:

"مه يا عائشة!" عائشہ! چپ رہو۔(۲)

اسی طرح ایک دوسری مرتبہ امیر المؤمنین آپ (ﷺ) کی خدمت میں حاضر ہوئے، انھیں کہیں جگہ نہ ملی تو رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا کہ یہاں بیٹھ جاؤ اور پیچھے کی طرف اشارہ فرمایا، وہاں عائشہؓ ایک چادر لپیٹے کھڑی تھیں، علیؓ گئے اور رسول اللہ اور عائشہؓ کے بیچ میں بیٹھ گئے، اس پر عائشہؓ چراغ پا ہوا ٹھیں اور کہنے لگیں: اپنی سرین کے لیے تمھیں میری گود کے علاوہ اور کہیں جگہ نہیں ملی؟! یہ سن کر رسول اللہ (ﷺ) خفا ہو گئے اور

(۱) عیون أخبار الرضا /۱۱۳ (۲) البرهان في تفسير القرآن ۴/ ۲۲۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عائشہ کو مخاطب کر کے فرمایا: حمیراء! میرے بھائی کے متعلق مجھے تکلیف نہ دیا کرو!(۱)

مجلسی کی روایت ہے کہ امیر المؤمنین نے فرمایا: ''میں رسول اللہ (ﷺ) کے ساتھ سفر میں تھا، میرے علاوہ آپ کی خدمت کرنے والا کوئی اور نہ تھا، آپ کے پاس صرف ایک چادر تھی، عائشہ بھی ساتھ تھیں، اللہ کے رسول (ﷺ) میرے اور عائشہ کے بیچ میں آرام فرماتے تھے اور ہم تینوں پر صرف ایک چادر رہتی، جب آپ نماز کے لیے تشریف لے جاتے تو اپنے دست مبارک سے میرے اور عائشہ کے درمیان چادر گرا دیتے یہاں تک کہ چادر کا وہ حصہ ہمارے بستر کے درمیان بیچ میں پڑا رہتا۔''(۲)

کیا اللہ کے رسول (ﷺ) کو یہ گوارا تھا کہ علیؓ آپ کی زوجہ محترمہ عائشہؓ کی گود میں بیٹھیں؟؟ جب اپنے چچا زاد بھائی (جو نامحرم بھی تھے) کے ساتھ اپنی رفیقۂ حیات کو ایک ہی بستر پر لیٹنے کے لیے آپ چھوڑ رہے تھے تو کیا اس وقت آپ (ﷺ) کو غیرت نہ آئی؟؟ اور پھر امیر المؤمنین نے بھی اس کو کیسے گوارا کر لیا؟؟!!

توہین رسالت کی انتہا

حوزہ کے بہت بڑے عالم سید علی غروی کا کہنا ہے:

"ان النبي ﷺ لا بد أن يدخل فرجه النار لأنه وطئ بعض المشركات۔"

(نبی کریم (ﷺ) کے عضو تناسل کو جہنم میں ضرور ڈالا جائے گا کیونکہ انھوں نے بعض مشرک عورتوں کے ساتھ وطی کی تھی۔)

اس سے ان کی مراد آپ (ﷺ) کا حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ کے ساتھ ازدواجی رشتہ تھا۔

اس بات سے کس کو انکار ہے کہ یہ آپ (ﷺ) کی شان میں ایک سنگین گستاخی ہے، اس لیے کہ اگر حضور (ﷺ) کی شرمگاہ جہنم کی مستحق ٹھہری تو پھر جنت میں داخلہ کا کون اہل ہوگا؟؟!

(۱) کتاب سلیم بن قیس /۱۷۹ (۲) بحار الانوار ۴۰/۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امیر المؤمنینؑ کی شان میں گستاخیاں

اللہ کے رسول (ﷺ) سے متعلق انہی چھ روایات پر ہم اکتفا کرتے ہیں، اور اب ان روایتوں کو ذکر کرتے ہیں جن کا تعلق امیر المؤمنین کی ذات سے ہے:

۱) ابوعبداللہ (علیہ السلام) سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ کی خدمت میں ایک عورت لائی گئی، ایک انصاری سے اس کا معاشقہ تھا، اس کے ساتھ اس نے منہ کالا کیا، اس نے ایک انڈا ہاتھ میں لیا اور اس کی سفیدی اپنے کپڑوں پر اور اپنی رانوں کے بیچ میں ڈال دی، پھر حضرت علی کھڑے ہوئے اور اس کی دونوں رانوں کے بیچ کا معائنہ کیا اور پھر اس عورت کو ملزم قرار دیا۔(۱)

اس پر ہم پوچھتے ہیں:

کیا امیر المؤمنین جیسا شخص کسی اجنبی عورت کی رانوں کے درمیان دیکھ سکتا ہے؟

کیا امام صادق جیسی ہستی اس طرح کی خرافات بیان کر سکتی ہے؟

کیا اہل بیت سے محبت کا دم بھرنے والا اس طرح کی واہیات اپنی زبان سے ادا کر سکتا ہے؟؟

۲) ابوعبداللہ (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ ایک بدکردار عورت امیر المؤمنین کے پاس آئی، اس وقت آپ منبر پر تھے، وہ کہنے لگی: یہ ہیں احباب کے قاتل! آپ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا: اری بدزبان! گستاخ! بےشرم! مردذات! تجھے تو عورتوں کی طرح حیض بھی نہ آتا ہوگا! اوی تری تو شرمگاہ پر کھلم کھلا ایک چیز لٹک رہی ہے!!(۲)

کیا امیر المؤمنین (علیہ السلام) کے لیے اس طرح کی فحش بیانی زیبا ہے؟؟

کیا وہ کسی عورت سے اس طرح مخاطب ہو سکتے ہیں؟؟ "اوی تری تو شرمگاہ پر کھلم کھلا ایک چیز لٹک رہی ہے!!"

کیا امام صادق (علیہ السلام) اس طرح کی فحش باتیں نقل کر سکتے ہیں؟؟

اگر یہی باتیں اہل سنت کی کتابوں میں درج ہوتیں تو ہم آسمان سر پر

(۱) بحار الانوار ۴/۳۰۳ (۲) البحار ۴۱/۲۹۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٹھا لیتے، اہل سنت کو پوری طرح ہدف ملامت وتنقید بناتے اور ان کو بری طرح رسوا کرتے!! مگر کیا کیا جائے، یہ سب خرافات ان کی نہیں ہماری ہیں، اور ہم شیعوں ہی کی کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں!

۳) طبرسی نے "احتجاج" میں ذکر کیا ہے کہ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے امیر المؤمنین سے کہا: "اے ابن ابی طالب! ماں کے پیٹ میں موجود بچے کی جھلی تک تم اوڑھ نہ سکے اور ایک تہمت زدہ انسان کی طرح کونے میں دبک کر بیٹھ گئے۔"

۴) "احتجاج" ہی میں طبرسی کا بیان ہے کہ عمر اور ان کے رفقاء امیر المؤمنین کو ابوبکر کے پاس اس حال میں لے کر آئے کہ ان کی گردن میں پھندا پڑا ہوا تھا اور وہ اسے گھسیٹ رہے تھے۔ امیر المؤمنین نے ابوبکر سے کہا: بھائی! یہ لوگ مجھے کمزور سمجھ کر میرے قتل کے درپے ہیں!

مجھے کوئی بتائے کہ امیر المؤمنین اس حد تک نکمے اور بزدل کب سے ہو گئے تھے؟

حضرت علی کا سراپا

اب سنیے! فاطمہ کی زبانی شیعوں نے امیر المؤمنین کا کیسا سراپا نقل کیا ہے: وہ کہتی ہیں:

"قریش کی عورتوں نے مجھ سے بتلایا کہ وہ توند والے تھے، ان کے بازو لمبے تھے، بدن پر چربی چڑھی ہوئی تھی، کنپٹی پر سے گنجے تھے، آنکھیں بھاری تھیں، اونٹ کی طرح ان کے مونڈھے نرم تھے، لمبے دانت والے تھے، دام ودرم سے خالی ہاتھ تھے"۔(۱)

ابواسحاق کا بیان ہے:

میرے والد جمعہ کے روز مجھے مسجد لے گئے، مجھے اوپر اٹھایا، میں نے علی کو منبر پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا؛ بوڑھے، گنجے، پھولی ہوئی پیشانی، سینہ نکلا ہوا، اور آنکھوں میں بھینگا پن تھا۔(مقاتل الطالبین)

(۱) تفسیر القمی ۲/۳۳۶

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب ذرا سوچیئے! کیا امیر المؤمنین علیہ السلام کے یہ اوصاف ہو سکتے ہیں؟؟

حضرت فاطمہ کی شان میں گستاخیاں

اسی پر اکتفا کرتے ہوئے اب ہم حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا سے متعلق روایات پر آتے ہیں:

۱۔ ابو جعفر کلینی "اصول الکافی" میں رقمطراز ہیں کہ فاطمہ نے عمر کا گریبان پکڑ کر گھسیٹا۔ کتاب سلیم بن قیس میں ہے کہ وہ قضیہ فدک کے سلسلہ میں بحث کرنے کے لیے ابوبکر و عمر سے گفتگو کرنے آئیں، لوگوں کے بیچوں بیچ آ کر چلاّ چلاّ کر بات کرنے لگیں، اور لوگ ان کی بات سننے جمع ہوئے۔(۱)

کیا فاطمہ اتنی بد خلق تھیں کہ اس حد تک اتر آئیں؟!

۲) "فروع" میں کلینی ہی کا بیان ہے کہ فاطمہ حضرت علی سے اپنے رشتہ پر بھی ناخوش تھیں، ان کے پاس ان کے ابا جان علیہ السلام تشریف لائے، ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے، انھوں نے کہا: روتی کیوں ہو؟ بخدا! خاندان میں علی سے بہتر کوئی ہوتا تو میں یہ رشتہ نہ کراتا، اور پھر تمھارا یہ رشتہ میں نے نہیں' اللہ میاں نے کیا ہے۔ دوبارہ ان کے والد محترم صلوات اللہ علیہ ان کے پاس آئے، قاصد بھی ساتھ تھا، ان کو دیکھ کر فاطمہ کی آنکھوں سے آنسو امنڈ پڑے، بیٹی سے رونے کی وجہ پوچھی تو وہ کہنے لگیں: غذا کی قلت، غم کی کثرت، اور بیماری کی شدت۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ بخدا! غم بڑھ گیا، فاقہ طول اختیار کر گیا، بیماری جڑ پکڑ گئی۔(۲)

حضرت علی کا سراپا وہ بیان کر ہی چکے ہیں کہ آپ (علیہ السلام) کا رنگ سانولا تھا، پستہ قد تھے، توند نکلی ہوئی تھی، انگلیاں چھوٹی تھیں، بازوؤں پر چربی چڑھی ہوئی تھی، پنڈلیاں پتلی تھیں، آنکھوں میں بھینگا پن تھا، داڑھی بڑھی ہوئی تھی، سر کے بال

(۱) صفحہ/۲۵۳ (۲) کشف الغمۃ ۱/۱۴۹۔۱۵۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اڑے ہوئے تھے، پیشانی پھولی ہوئی تھی۔(۱)

جس طرح انھوں نے حضرت علی کا نقشہ کھینچا ہے اگر وہ اسی طرح تھے تو پھر ان سے رشتہ سے فاطمہ کس طرح راضی ہوسکتی تھیں؟!

طوالت کے خوف سے ہم انھیں عبارتوں پر اکتفا کرتے ہیں، حالانکہ جی تو چاہتا تھا کہ تمام ائمہ کے متعلق جو جو باتیں ان لوگوں نے بیان کی ہیں ایک ایک کرکے سب نقل کردوں، لیکن بعد میں ہر ایک سے متعلق پانچ پانچ روایات پر اکتفا کرنے کا خیال ہوا، اس میں بھی طوالت محسوس ہوئی کہ رسول اللہ (ﷺ) سے متعلق پانچ، امیر المؤمنین (علیہ السلام) سے متعلق پانچ، اسی طرح حضرت فاطمہ سے متعلق پانچ روایتیں نقل کروں، اس لیے کہ اس میں کئی کئی صفحات لگ سکتے تھے۔

اسی لیے کوشش یہی کی گئی ہے کہ اختصار سے کام لیتے ہوئے زیادہ سے زیادہ اندرونی حقائق پیش کیا جائے:

کلینی ''اصول کافی'' میں نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت جبرئیل رسول اللہ (ﷺ) کے پاس آئے، اور کہنے لگے: اے محمد! اللہ تعالیٰ تمھیں ایک ایسے بچے کی خوش خبری دے رہا ہے جو فاطمہ کے بطن سے پیدا ہوگا اور اسے تمھاری امت تمھارے بعد قتل کرے گی۔ آپ نے فرمایا: جبرئیل! پروردگار کو سلام پہنچانا، اور کہنا کہ مجھے ایسے بچے کی کوئی ضرورت نہیں جو فاطمہ کے یہاں پیدا ہو اور پھر اسے میری امت میرے بعد قتل کردے۔ جبرئیل اوپر گئے، پھر واپس آئے، اور اسی طرح کی بات دہرائی، آپ نے پھر وہی جواب دیا کہ جبرئیل! پروردگار کو سلام پہنچانا، اور کہنا کہ مجھے ایسے بچے کی قطعاً ضرورت نہیں جو فاطمہ کے یہاں پیدا ہو اور پھر اسے میری امت میرے بعد قتل کردے۔ جبرئیل آسمان پر گئے، پھر اترے، اور کہنے لگے: محمد! پروردگار نے سلام کہا ہے اور تمھیں خوش خبری دی ہے کہ اس کی اولاد میں 'امامت'، 'ولایت' اور 'وصیت' کا سلسلہ قائم رکھوں گا۔ آپ نے جواب دیا: میں اس پر راضی ہوں۔ پھر آپ نے فاطمہ کو کہلا بھیجا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک ایسے بچے کی خوش خبری دی ہے جو تمھارے بطن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے پیدا ہوگا اور اسے میری امت میرے بعد قتل کر دے گی۔ فاطمہ نے کہلا بھیجا کہ مجھے ایسے بچے کی کوئی ضرورت نہیں جو میرے یہاں پیدا ہوگا جسے آپ کی امت آپ کے بعد قتل کر دے گی۔ آپ نے جواب دیا کہ اللہ عزوجل اس کی اولاد میں امامت، ولایت اور وصیت کا سلسلہ جاری فرمائے گا۔ اس پر فاطمہ نے جواب دیا کہ اب میں خوش ہوں۔ بعد کو احساس ناگواری کے ساتھ فاطمہ حاملہ ہوئیں، اور اسی احساس کے ساتھ انھوں نے بچہ کو جنا۔ حسینؑ نہ فاطمہؑ کا دودھ پیتے اور نہ کسی عورت ہی کا، ان کو حضور (ﷺ) کی خدمت میں لایا جاتا تو آپ (ﷺ) اپنا انگوٹھا ان کے منھ میں رکھ دیتے، وہ اسے چوستے، اور یہ دو تین دن تک کے لیے کافی ہو جاتا۔

مجھے سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا رسول اللہ (ﷺ) اللہ عزوجل کے کسی ایسے حکم کو ٹالیں گے جس کے ذریعے سے اللہ نے آپ کو خوش خبری دی ہو؟؟

کیا سیدہ فاطمہ بتول علیہا السلام اللہ عزوجل کے کسی ایسے کو فیصلہ کو ٹال سکتی ہیں جس میں ان کے لیے بشارت ہو، اور ''مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں'' کہنے کی جرأت کریں؟!

کیا حسین کا اس حال میں حمل ٹھہرا کہ فاطمہ کو ناپسند تھا؟

کیا حسین اس حال میں پیدا ہوئے کہ فاطمہ کو یہ ناگوار تھا؟

کیا وہ حسین کو دودھ پلانے سے باز رہیں کہ انھیں حضور (ﷺ) کی خدمت میں لایا جاتا تاکہ آپ ان کو اپنے انگوٹھے سے دودھ پلائیں، اور کیا یہ ان کے لیے دو تین دن تک کافی ہو جاتا؟!۔

آقائی و مولائی شہید کربلا علیہ السلام اس سے بہت بلند تھے کہ ان کے بارے میں اس طرح کی یاوہ گوئی کی جائے، وہ اس بات سے بھی پرے تھے کہ ان کی ماں احساس ناگواری کے ساتھ انھیں اپنے پیٹ میں رکھیں، اور ناگواری و ناپسندیدگی کے ساتھ انھیں جنیں، اس لیے کہ دنیا بھر میں نہ جانے کتنی عورتیں ہیں جو یہ تمنا کرتی ہیں کہ کاش! وہ ان جیسے بیسیوں حُسین جنیں، حُسین جیسی سیکڑوں اولاد کی وہ ماں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہلائیں، پھر آخر خواتین جنت کی سردار سیدہ فاطمہ زہراءہی کو کیوں یہ گوارا نہ ہوا کہ وہ حسین کی ماں بنیں؟! اور آخر کیوں وہ ان کو دودھ پلانے سے باز رہیں؟!

ایک موقع پر حوزۂ علمیہ کے کئی معزز ارکان اور طلبہ بیٹھے تھے، امام خوئی مختلف موضوعات پر تبادلۂ خیال کر رہے تھے، اور پھر انھوں نے اپنی گفتگو اس جملہ پر ختم کی کہ خدا کافروں کو غارت کرے! ہم لوگوں نے پوچھا: کافر کون ہیں؟ فرمایا: ناصبی (یعنی اہل سنت)، یہ حسین علیہ السلام کو گالیاں دیتے ہیں، بلکہ اہل بیت کو گالیاں دیتے ہیں۔ اب میں امام خوئی سے کیا کہوں؟!

امیر المؤمنین نے اپنی لڑکی ام کلثوم کی شادی عمر بن الخطاب سے کرائی، ابوجعفر کلینی کا بیان ہے کہ اس شادی سے متعلق ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: یہ وہ شرمگاہ ہے جو ہم سے چھین لی گئی!!(۱)

جن لوگوں نے یہ بات نقل کی ہے میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں:

کیا عمر بن خطاب نے ام کلثوم سے شریعت کے موافق شادی کی تھی یا ان کی عصمت لوٹی تھی؟؟

امام صادق علیہ السلام کی طرف منسوب اس قول کے معنیٰ بالکل صاف اور واضح ہیں، تو کیا یہ ممکن ہے کہ علی مرتضیٰ علیہ السلام کی صاحبزادی سے متعلق ابوعبداللہ علیہ السلام اس طرح کی بیہودہ بات کہیں؟!

اور اگر حضرت عمر نے ام کلثوم کے ساتھ زبردستی کی تھی تو ان کے والد، قریش کے سپوت، اسد اللہ الجبار و ذوالفقار علیہ السلام اس پر خاموش کیسے رہے؟؟!

ہم نے ابوبصیر کا یہ بیان بھی پڑھا کہ ایک عورت ابوبکر و عمر سے متعلق دریافت کرنے ابوعبداللہ علیہ السلام کے پاس آئی تو ابوعبداللہ علیہ السلام نے اس سے فرمایا: ان دونوں سے لگاؤ رکھو۔ اس نے کہا: تو کیا روز قیامت اللہ کے حضور میں یہ کہہ دوں گی کہ تم نے مجھے ان سے محبت کا حکم دیا تھا؟ فرمایا: بالکل! کہہ دینا۔(۲)

(۱) فروع الکافی ۱۴۱/۲ (۲) روضہ بحوالہ الکافی ۱۰۱/۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو شخص عمر سے دوستی کا حکم دے رہا ہے کیا ہم اس پر یہ الزام رکھ سکتے ہیں کہ اسی نے یہ کہا ہو کہ عمر نے اہل بیت کی ایک خاتون کو زبردستی اپنے نکاح میں لیا؟!

جب میں نے امام خوئی سے دریافت کیا کہ ابو عبداللہ (علیہ السلام) نے تو ایک عورت کو ابو بکر و عمر سے دوستی کا حکم دیا تو امام خوئی نے فرمایا: یہ بات انھوں نے تقیہ کے طور پر کہی تھی۔

اب میں امام خوئی سے پھر پوچھتا ہوں کہ وہ عورت تو شیعانِ اہل بیت میں سے تھی! ابو بصیر بھی امام صادق کے ساتھیوں میں تھے! پھر تقیہ کی ضرورت آخر کیوں پڑی؟؟ اگر آنجناب کی بات صحیح ہے تو پھر یہاں پر تقیہ کا کوئی تُک سمجھ میں نہیں آتا!! سچی بات تو یہ ہے کہ ابو القاسم خوئی کا یہ دلیل دینا سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔

حضرت حسنؑ کی شان میں گستاخیاں

اب لیجیے، حضرت حسن علیہ السلام کے بارے میں سنیے!

''مفید فی الارشاد'' میں اہل کوفہ کے متعلق درج ہے کہ اہل کوفہ نے ان کا خیمہ تنگ کر دیا، ان کو لوٹ لیا، ان کی جائے نماز بھی چھین کر لے گئے، اب وہ تلوار لٹکائے ہوئے بغیر چادر کے بیٹھے رہے۔(۲)

کیا حضرت حسن علیہ السلام ستر کھولے ہوئے، چادر کے بغیر لوگوں کے سامنے ایسے ہی ننگ دھڑنگ بیٹھے رہے؟! کیا یہی ہے اہل بیت سے محبت؟؟

حضرت حسن علیہ السلام گھر پر تھے، سفیان بن ابی لیلیٰ آپ کے پاس آئے، اور آپ سے یوں مخاطب ہوئے: سلام اے مومنوں کو رسوا کرنے والے! فرمایا: تمھیں اس کے بارے میں کیا معلوم؟ اس نے کہا: تم نے امت کا معاملہ اپنے ہاتھ میں لے کر اسے اپنی گردن سے اتار پھینکا، اور اس سرکش و جبار کے ہاتھ میں تھما دیا جو خدا کی اتاری ہوئی شریعت کے خلاف فیصلے کرتا ہے؟!(۱)

(۱) صفحہ/۱۹۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا حضرت حسن علیہ السلام نے مومنوں کو رسوا کیا؟ یا ان کے خون کی حفاظت کر کے، ان کی حرمتوں کو پامال ہونے سے بچا کر، اور اپنی حکمت وبصیرت اور دور بینی و دور اندیشی سے ان کی صفوں میں اتحاد پیدا کر کے ان کا سر اونچا کر دیا؟!

اگر حضرت حسن علیہ السلام خلافت کے سلسلہ میں معاویہ سے لڑ بیٹھتے تو بتائیے خون مسلم کے کتنے دریا بہتے؟ خدا معلوم کتنی تعداد موت کے گھاٹ اترتی! پھر ملت میں بھی کس قدر انتشار ہوتا، امت ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی اور اس وقت سے آج تک پھر اسے سنبھالا دینے والا کوئی نہ ہوتا!! ہائے افسوس! یہ قول بھی ابو عبداللہ (علیہ السلام) کی طرف منسوب کر دیا گیا! خدا کی قسم! وہ ان جیسی باتوں سے دور بہت دور تھے۔

امام صادقؑ کی شان میں گستاخیاں

رہے امام صادق، تو ان کو تو ان لوگوں نے سخت سے سخت تکلیفیں پہنچائیں، ہر گھٹیا بات ان کی طرف منسوب کر دی۔ اس عبارت کو ملاحظہ فرمائیے:

زرارہ کہتا ہے: میں نے ابو عبداللہ سے تشہد کے بارے میں دریافت کیا کہ کیا اس سے مراد "التحیات والصلوات..." ہی ہے انھوں نے جواب دیا: ہاں "التحیات والصلوات..." ہی تشہد ہے۔ پھر میں وہاں سے ان کے منہ پر ریح خارج کرتے اور یہ کہتے ہوئے نکل آیا کہ یہ شخص کبھی کامیاب و بامراد نہ ہو۔ (۲)

کتاب "الکشی" کی تالیف پر صدیاں بیت چکی ہیں، علماء شیعہ نے اپنے فرقوں کے باہمی اختلاف کے باوجود اس کتاب کو ہاتھوں ہاتھ لیا، مگر میں دیکھتا ہوں کہ کسی نے نہ اس پر اشکال کیا، نہ کسی نے اس پر انگلی اٹھائی، نہ کسی کے دل میں یہ بات کھٹکی! واہ رے بوالعجبی! امام خوئی نے جب اپنی شہرۂ آفاق کتاب "معجم رجال الحدیث" کی تالیف شروع کی تو انھوں نے بھی اس پر نکیر نہیں کی!! اس کتاب کی تیاری اور کتابوں سے روایات کو جمع کرنے میں ان کے معاونین میں میں بھی شامل تھا،

(۱) رجال الکشی صفحہ/۱۰۳ (۲) رجال الکشی /۱۴۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب یہ روایت ہم نے ان کے سامنے پڑھی تو تھوڑی دیر حضرت نے سر جھکائے رکھا پھر ارشاد ہوا: ہر شہسوار کو ٹھوکر لگتی ہے، ہر عالم سے غلطی ہوتی ہے۔ بس اس سے زیادہ اور کچھ نہیں فرمایا۔ مگر جناب والا! غلطی تو غفلت یا چوک سے ہوتی ہے، جان بوجھ کر تو ہوتی نہیں! آپ میرے لیے والد کے درجہ میں اور میں آپ کے لیے بیٹے کی طرح ہوں اور یہی تعلق مجھے اس بات پر مجبور کرتا ہے کہ میں آپ کی بات کو آپ کی حسن نیت اور دل کی سلامتی پر محمول کروں، ورنہ میں تو ابوعبداللہ امام صادق علیہ السلام کی اس توہین پر اور آپ کی اس بے حسی و خاموشی پر کبھی چپ رہنے والا نہیں تھا!

ثقۃ الاسلام کلینی فرماتے ہیں: مجھ سے ہشام بن الحکم اور حماد نے زرارہ کے حوالے سے بیان کیا کہ وہ (امام محمد باقر (علیہ السلام) کے متعلق) کہتا ہے: میں نے اپنے دل میں کہا کہ بیچارے بوڑھے ہیں بحث کرنا کیا جانیں!

اس کی تشریح میں لکھا ہے: اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ بیچارے بوڑھے ہیں، عقل سے پیدل ہیں، اور اپنے فریق سے اچھی طرح بات کرنا نہیں جانتے۔ تو کیا امام صادق علیہ السلام نعوذ باللہ عقل سے پیدل تھے؟؟

ان باتوں پر میرا دل کڑھ رہا ہے، شدتِ غم سے پھٹا جا رہا ہے کہ اہل بیت کے ساتھ کس قدر ادب کے ساتھ عظمت کے ساتھ پیش آنا چاہیے! مگر یہاں دیکھئے: نازیبا گالیاں ہیں، بیہودہ گستاخیاں ہیں، طعن و تشنیع کے تیکھے وار ہیں!!

حضرت عباس کی شان میں گستاخیاں

حضرت عباس، ان کے صاحبزادے عبداللہ، و عبیداللہ، اور عقیل ابن ابی طالب: ان میں سے کوئی بھی ان کی زبان درازیوں سے نہیں بچ سکا۔

میرے ساتھ ذرا یہ عبارتیں پڑھیے:

''کشی'' میں لکھا ہے کہ آیت ﴿لبئس المولیٰ ولبئس العشیر﴾ (الحج/۱۳) (ترجمہ: کیا ہی برا ہے کارساز اور کیا ہی برا ہے رفیق!) ان کے یعنی عباس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بارے میں نازل ہوئی۔(۱)

اس کے علاوہ یہ دونوں آیتیں انھیں کے سلسلہ میں نازل ہوئیں: ﴿ومن كان في هذه أعمىٰ فهو في الآخرة أعمىٰ وأضلّ سبيلاً﴾ (الاسراء/۷۲) (ترجمہ:۔اور جو کوئی اس (دنیا) میں اندھا رہے گا سو وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا، اور راہ سے بالکل بھٹکا ہوا)(۲)۔نیز ﴿ولا ينفعكم نصحي ان أردتُّ أن أنصح لكم﴾ (ھود/۳۴) (ترجمہ:۔اور میری خیر خواہی تمھیں نفع نہیں پہنچا سکتی گو میں تمھارے لیے کیسا ہی خیر چاہوں)۔

''کشی'' میں یہ بھی لکھا ہے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے عبداللہ بن عباس اور ان کے بھائی عبیداللہ کے حق میں بددعا کی اور فرمایا: خدایا! فلاں کے دونوں بیٹوں (یعنی عبداللہ اور عبیداللہ) پر اپنی لعنت بھیج، اور جس طرح دونوں کی آنکھوں سے بینائی سلب کی ہے اسی طرح دونوں کے دلوں کو بھی اندھا کر دے، یہ میری گردن پر سوار ہیں، آنکھوں کے کورپن کو دونوں کے حق میں دل کے کورپن کا ذریعہ بنا دے۔(۳)

ثقۃ الاسلام کلینی ''فروع'' میں امام باقر (علیہ السلام) سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے امیر المؤمنین سے متعلق کہا: نئے نئے اسلام قبول کرنے والے دو کمزور ولاغر اور ذلیل وخوار بوڑھے عباس اور عقیل ہی آپ کے ساتھ بچے۔

تینوں آیتیں جن کے بارے میں ''کشی'' کا دعویٰ ہے کہ حضرت عباس کے بارے میں اتریں، ان کا صاف مطلب یہ ہے کہ ان پر کفر اور قیامت کے دن خلود فی النار کا حکم لگایا جائے، ورنہ خدا کا واسطہ دے کر میں آپ سے پوچھتا ہوں، آپ بتایئے ﴿فهو في الآخرة أعمىٰ وأضلّ سبيلاً﴾ کا پھر کیا مطلب ہوگا؟؟

جہاں تک عباس کے فرزندوں عبداللہ وعبیداللہ کے حق میں امیر المؤمنین کی طرف سے لعنت اور قلب ونظر کے کورپن کی بددعا کی بات ہے تو یہ تو ان دونوں کی تکفیر ہوئی۔وہ عبداللہ بن عباس جنھیں عوام یعنی اہل سنت ترجمان القرآن اور حبر الامۃ

(۱) صفحہ/۵۲۔۵۳ (۲) صفحہ/۵۲،۵۳ (۳) صفحہ/۵۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لقب سے یاد کرتے ہیں کیا ہم ان پر لعنت بھیجیں گے؟ جبکہ ہمیں اہل بیت کی محبت کا دعویٰ ہے!! ہماری زبانوں پر اہل بیت کی محبت کے نغمے ہیں اور پھر ہم ان بزرگوں کو ہدف لعنت وملامت بنائیں گے؟؟! اور عقیل تو امیر المؤمنین کے بھائی ہی تھے، پھر وہ کیسے ذلیل انسان اور نئے مسلمان بنے؟!

امام زین العابدین کی شان میں گستاخیاں

امام زین العابدین علی بن حسین کے بارے میں کلینی کا بیان ہے کہ یزید بن معاویہ نے ان کے سامنے پیشکش رکھی کہ ان کے غلام بنیں، امام زین العابدین اس کی غلامی وچاکری پر رضامند ہوگئے اور کہنے لگے: ت ''مھاری پیشکش کو میں تسلیم کرتا ہوں، ایک بے بس غلام ہوں، چاہو تو رکھ لو، چاہو تو بیچ ڈالو۔''(۱)

اس جملہ کو ایک بار پھر پڑھیے اور غور کیجیے: ''میں تسلیم کرتا ہوں کہ تمھارا غلام ہوں، میں ایک بے بس غلام ہوں، چاہو تو غلام بنا کر اپنے پاس رکھ لو، چاہو تو بیچ ڈالو''۔ کیا امام زین العابدین علیہ السلام یزید کے غلام ہو سکتے تھے کہ انھیں چاہے تو بیچ ڈالے، اور چاہے تو غلام بنا کر اپنے پاس رکھ لے؟؟

اہل بیت کے بارے میں جو گستاخ بیانیاں کی گئی ہیں اگر سب کو جمع کر دیا جائے تو گفتگو بہت طویل ہو جائے گی، اس لیے کہ اہل بیت کا کوئی فرد بھی تو ان کی ہرزہ سرائیوں سے محفوظ نہ رہ سکا! کوئی نہ کوئی چبھتا جملہ، کوئی نہ کوئی طعن آمیز فقرہ، یا پھر کسی فحش اور گھناؤنے کام کی نسبت ان کی طرف ضرور ملے گی، کیوں کہ بہت سے گھٹیا اعمال بھی اہل بیت کی طرف منسوب کیے گئے ہیں، اور اس پر طرفہ یہ کہ یہ سب ہماری اہم ترین اور معتبر ترین کتابوں میں درج ہیں!! کچھ باتیں اگلی فصل میں آپ کی خدمت میں پیش کی جائیں گی۔

اب آیئے میرے ساتھ اس روایت کو پڑھیے:

---

(۱) الروضۃ من الکافی ۸/۲۳۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو عبداللہ علیہ السلام سے مروی ہے:

"کان رسول اللہ ﷺ لا ینام حتی یقبّل عرض وجه فاطمة۔"(۱)

(جناب رسول اللہ (ﷺ) اس وقت تک نہیں سوتے تھے جب تک کہ فاطمہ کے رخسار کا بوسہ نہ لے لیتے۔)

"وکان یضع وجهه بین ثدییها۔"(۲)

(اور آپ (ﷺ) اپنا چہرہ ان کی پستانوں کے بیچ رکھتے تھے۔)

بلا شبہ فاطمہ علیہا السلام ایک ذی شعور خاتون تھیں، تو کیا یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے کہ اللہ کے رسول (ﷺ) اپنا چہرۂ مبارک ان کی پستانوں کے بیچ رکھتے رہے ہوں!!

اف! جب رسول اللہ (ﷺ) اور فاطمہ کی یہ گت بنی تو پھر دوسروں کی کیا درگت بنے گی؟!

امام رضا (علیہ السلام) کی شان میں گستاخیاں

ذرا یہ عبارت پڑھیے!

علی بن جعفر باقر سے روایت ہے کہ رضا علیہ السلام سے کہا گیا کہ ہم میں کبھی کسی امام کا رنگ بھدّا یعنی سیاہ نہیں رہا۔ اس پر رضا علیہ السلام نے فرمایا: وہ میرا ہی بیٹا ہے۔ کہنے لگے: اللہ کے رسول (ﷺ) نے قیافہ شناسوں کے ذریعے فیصلہ فرمایا ہے، لہٰذا آج ہمارے اور آپ کے درمیان فیصلہ قیافہ شناس ہی کریں گے۔ آپ نے فرمایا: جاؤ، تم خود بلالاؤ، میں تو نہیں بلانے کا، اور ہاں اس سے یہ مت بتانا کہ کس لیے بلایا ہے، اور تم لوگ اپنے اپنے گھروں میں ہی رہو۔ جب قیافہ شناس آگئے تو ہم لوگ باغ میں بٹھا دیے گئے، ان کے چچا اور بھائی بہن سبھوں نے صفیں باندھ لیں، پھر رضا (علیہ السلام) کو بلایا گیا، انھیں اون کا ایک کرتا اور ٹوپی پہنائی گئی اور کندھے پر ایک کدال رکھ کر کہا گیا کہ باغ میں اس طرح داخل ہونا کہ لگے کہ تم اس میں کام کرتے ہو۔ پھر ابو جعفر (علیہ السلام) کو لایا گیا اور قیافہ شناسوں سے کہا گیا کہ اس لڑکے کو اپنے باپ سے

(۱) بحار الانوار ۴۳/۴۴ (۲) بحار الانوار ۴۳/۷۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملاؤ۔قیافہ شناسوں نے دیکھ کر کہا کہ یہاں ان میں اس کا باپ کوئی نہیں ہے، یہ اس کے والد کے چچا ہیں، یہ اس کے چچا ہیں، یہ اس کی پھوپھی ہیں، اگر کوئی باپ ہوسکتا ہے تو یہ جو باغ میں کام کررہا ہے یہ اس لڑکے کا باپ ہے، اس لیے کہ دونوں کے پیر ملتے جلتے ہیں۔ جب امام رضا ادھر کو آئے تو ان قیافہ شناسوں نے کہا: یہ ہیں اس کے باپ۔(۱)

اس کا مطلب یہ ہے کہ امام رضا علیہ السلام کی ہزار صفائی کے باوجود امام محمد القانع کے ان کی اولاد ہونے میں شک کیا گیا، امام رضا علیہ السلام پوری قوت سے کہہ رہے ہیں کہ یہ میرا بیٹا ہے، مگر لوگ انکار کررہے ہیں اور کہے جارہے ہیں: ''ہم میں کوئی امام سیاہ رنگ کا نہیں ہوتا'' حقیقت میں یہ امام رضا علیہ السلام کی ناموس پر حملہ ہے، ان کی زوجہ محترمہ پر بہتان اور ان کی عفت و پاکدامنی پر تہمت ہے، اسی لیے ان بدتمیزوں نے فیصلہ کے لیے قیافہ شناسوں کا سہارا لیا، مگر قیافہ شناسوں نے فیصلہ کردیا کہ محمد قانع امام رضا علیہ السلام کی صلبی اولاد ہی ہیں، تب جاکر لوگوں کی سمجھ میں آیا اور خاموش ہوئے۔

ممکن ہے کہ دوسروں پر اس طرح کی تہمتیں لگائی جائیں، اور کچھ لوگ واہ واہی بھی دے دیں اور تصدیق بھی کرلیں، مگر اہل بیت کے ساتھ یہ سلوک تو انتہائی گھناؤنا ہے، مگر تف ہے ہماری کتابوں پر! ہماری معتبر کتابیں جن کے بارے میں ہمارا دعویٰ ہے کہ اہل بیت کے علم کی امین و وارث ہیں، اس طرح کی واہیات اور اس طرح کے ڈھکوسلوں سے بھری پڑی ہیں، لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

حوزہ میں طالبعلمی کے زمانے میں جب ہم نے یہ واقعہ پڑھا تو ہمارے علماء کرام بڑی خاموشی اور ہوشیاری کے ساتھ اس سے گزر گئے۔امام خوئی کا یہ ''ارشاد'' بھی بھلائے نہ بھلے گا جب ہم نے یہ عبارت ان کے سامنے پڑھی، سید آل کاشف الغطاء کے حوالے سے فرمایا: ایسا انھوں نے اس لیے کیا کہ وہ ان کے نسب کو بالکل بے غبار اور پاکیزہ رکھنا چاہتے تھے!!

امام رضا علیہ السلام پر شیعوں نے یہ تک الزام لگایا کہ آپ خلیفہ مامون کی

(۱) اصول الکافی ۱/۳۲۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چچازاد بہن کے عشق میں گرفتار تھے،اور وہ آپ پر فریفتہ تھیں۔(۱)

امام جعفر کو" جعفر الکذّاب" کا لقب دیا، گالیوں اور طعنوں سے نوازا جب کہ آپ حسن عسکری کے بھائی تھے۔کلینی کہتے ہیں: وہ کھلم کھلا فسق و فجور میں مبتلا تھے، بے حیا تھے،شراب کے حد درجہ رسیا تھے،اپنی عزت خود نیلام کرنے والے تھے،اپنی نگاہ میں خود ذلیل تھے۔(۲)

کیا اہل بیت علیہم السلام میں کوئی شراب کا رسیا ہوسکتا ہے؟؟ فاسق ہوسکتا ہے؟؟ فاجر ہوسکتا ہے؟؟

اگر آپ مزید تفصیلات معلوم کرنا چاہتے ہوں تو ہماری معتبر مراجع کی کتابیں پڑھیں تا کہ ہماری آنکھیں کھلیں اور اہل بیت علیہم السلام کے دیگر ارکان کے بارے میں کیا کچھ کہا گیا ہے' یہ معلوم ہو، نیز یہ بھی ہمارے علم میں آئے کہ کس قدر ان کی پاکیزہ ذریت تہہ تیغ کی گئی، اور کس سرزمین پر تہہ تیغ کی گئی،اور ان کے خون کی چھینٹکس کس کے دامن پر پڑی ہے؟؟

ان میں ایک بڑی تعداد فارس کے علاقہ میں وہیں کے باشندوں کے ہاتھ ماری گئی،اگر بات کے طویل ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو آج میں اس سے زیادہ بہت کچھ بیان کردیتا، نام گناتا جن جن کے نام مجھے یاد ہیں،ایک ایک کرکے ان کے قاتلوں کی نشان دہی کرتا،مگر قارئین کو اصفہانی کی کتاب "مقاتل الطالبین "کے حوالے کرتا ہوں،اس میں بہت حد تک یہ سب ملے گا۔

یاد رہے کہ سب سے زیادہ مورد ملامت اور ہدف طنز و تشنیع امام محمد الباقر،ان کے صاحبزادہ امام جعفر الصادق علیہما السلام،اوران کے آباء کو بنایا گیا۔تقیہ کرنا،متعہ کرنا،عورتوں کے ساتھ لواطت کرنا،شرمگاہ کو مستعار دینا وغیرہ وغیرہ جیسے اکثر مسائل انھیں دونوں بزرگوں کی طرف منسوب کیے گئے، جب کہ دونوں (اللہ کی سلامتی ہو دونوں پر) ان سب باتوں سے ہزار درجہ بری تھے۔

---

(۱) دیکھیے :عیون اخبار الرضا صفحہ/۱۵۳ (۲) اصول الکافی ۱/۵۰۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متعہ کی حقیقت

پہلے میرا ارادہ تھا کہ اس باب کا عنوان رکھوں "عورت۔شیعوں کے نزدیک" لیکن اس سلسلہ کی روایات کا جائزہ لینے کے بعد معلوم ہوا کہ اس ضمن کی ساری روایتیں نبی اکرم (ﷺ)، امیر المؤمنین (علیہ السلام)، ابو عبداللہ (علیہ السلام) اور دیگر ائمہ کرام کی جانب منسوب ہیں، چنانچہ میں نے اپنا ارادہ بدل دیا کیونکہ میں یہ مناسب نہیں سمجھتا کہ ائمہ کرام کی شان میں کوئی گستاخی کروں، اس لیے کہ ان روایتوں میں ایسی غیر مہذب، ناشائستہ اور فحش باتیں ہیں جن کو ایک عام آدمی بھی برداشت نہیں کرسکتا چہ جائیکہ ان کی نسبت اللہ کے رسول (ﷺ) اور ائمہ کرام کی جانب کی جائے!

شیعیت میں متعہ کے عنوان سے عورت کی عزت وناموس کا کھلواڑ اور اس کا بری طرح استحصال کیا گیا ہے۔متعہ اور دین کے نام پر شیعہ اپنی جنسی خواہشات کی تکمیل کرتے ہیں، اور اس کی دلیل دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ آیت ﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً﴾ (النساء/ ۲۴) (پھر ان عورتوں میں سے جن سے تم نے فائدہ اٹھایا تو ان کو ان کا مقرر حق دے دو) متعہ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

شیعوں نے متعہ کی ترغیب وتشویق میں بہت ساری روایتیں گڑھ لی ہیں، اور نہ صرف یہ کہ اس کے کرنے والے کے لیے ثواب اور نہ کرنے والے کے لیے عذاب کا ذکر کیا ہے بلکہ ہر اس شخص کو جو متعہ نہیں کرتا اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔

جواز متعہ کے دلائل اور اس کے فضائل

آیئے! اس سلسلہ کی دلیلوں کا جائزہ لیتے ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱) اللہ کے رسول (ﷺ) نے فرمایا: ''جس نے کسی مؤمن عورت کے ساتھ متعہ کیا اس نے گویا ستر مرتبہ خانۂ کعبہ کی زیارت کی۔''

کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی شخص متعہ کرے اور وہ اس شخص کے برابر ہو جائے جس نے خانہ کعبہ کی ستر مرتبہ زیارت کی؟ اور وہ بھی کس کے ساتھ؟ ایک پاکدامن مؤمن خاتون کے ساتھ؟!!

۲) شیخ صدوق نے امام صادق سے نقل کیا ہے: ''متعہ میرا دین ہے، میرے پُرکھوں کا دین ہے، جس نے اس پر عمل کیا اس نے ہمارے دین پر عمل کیا، اور جس نے اس کا انکار کیا اس نے ہمارے دین کا انکار کیا، اور وہ کسی اور دین پر ایمان لایا۔''(۱)

اس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے متعہ کا انکار کیا اس نے گویا کفر اختیار کیا!!

۳) ابوعبداللہ (علیہ السلام) سے پوچھا گیا: کیا متعہ کرنے میں ثواب ہے؟ فرمایا: اگر اس سے اللہ کی رضا مقصود ہے تو اس دوشیزہ سے کی ہوئی ہر بات کے بدلے اللہ تعالیٰ ایک نیکی عطا فرمائے گا، اور جیسے ہی وہ اس کے قریب ہوگا اس کا ایک گناہ معاف فرمائے گا، اور جب وہ غسل کر چکے گا تو اس کے جسم کے جتنے بالوں پر سے پانی گذرے گا اللہ تعالیٰ اتنی ہی اس کی مغفرت فرما دیں گے۔''(۲)

۴) نبی اکرم (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: ''جس نے ایک مرتبہ متعہ کیا وہ ''جبار'' (اللہ تعالیٰ) کے غصہ سے مامون ہو گیا، اور جس نے دو مرتبہ متعہ کیا اس کا حشر ''ابرار'' (نیک لوگوں) کے ساتھ ہوگا، اور جس نے تین مرتبہ متعہ کیا وہ جنت میں میرے مقابلہ میں ہوگا۔''(۳)

متعہ کی اتنی فضیلتیں ہیں اور اتنا ثواب ہے کہ اس ثواب کی لالچ میں نجف کے علمائے حوزہ، سارے حسینی اور مشاہیر ائمہ بکثرت متعہ کرتے ہیں، اور خاص کر سید صدر، بروجردی، شیرازی، قزوینی، طباطبائی، اور سید مدنی اور ان میں بھی خاص کر ابھرتا ہوا نوجوان ابوالحارث یاسری وغیرہ کثرت سے اور بلاناغہ متعہ کرتے ہیں، محض اس ثواب کے

(۱) من لا یحضرہ الفقیہ ۳/۳۶۶ (۲) ایضاً (۳) ایضاً

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل کرنے کی شوق میں اور جنت میں نبی کریم (ﷺ) سے مقابلہ کے شوق میں۔

سید فتح اللہ کاشانی نے "منهج الصادقین" کی تفسیر میں نبی اکرم (ﷺ) کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جس نے ایک مرتبہ متعہ کیا اس کا مرتبہ حضرت حسین (علیہ السلام) کے برابر ہے، جس نے دو مرتبہ متعہ کیا اس کا مرتبہ حضرت حسن (علیہ السلام) کے برابر ہے، جس نے تین مرتبہ متعہ کیا اس کا مرتبہ حضرت علی (علیہ السلام) کے برابر ہے، اور جس نے چار مرتبہ متعہ کیا تو اس کا مرتبہ میرے برابر ہے۔"

کیا یہ ممکن ہے کہ ایک ایسا شخص جو کہ ملچھ ہے ایک مرتبہ متعہ کرے اور اس کا مرتبہ حضرت حسین (علیہ السلام) کے برابر ہو جائے؟ اور دو مرتبہ یا تین مرتبہ یا چار مرتبہ کرے اور وہ حضرت حسن (علیہ السلام)، حضرت علی (علیہ السلام) اور نبی کریم (ﷺ) کی برابری کا حق دار ہو جائے؟ کیا نبی اکرم (ﷺ) اور ائمہ کرام کا مرتبہ اس حد تک بے حیثیت ہے؟

متعہ کرنے والا شخص ایمان کے اعلیٰ مقام و مرتبہ پر فائز ہو تب بھی کیا وہ حضرت حسینؓ یا ان کے بھائی، باپ یا ان کے نانا جان کے قدموں کی گرد بھی پا سکتا ہے؟!

حضرت حسین (علیہ السلام) کا مقام و مرتبہ اس قدر بلند ہے کہ مضبوط سے مضبوط ایمان والا بھی اس تک نہیں پہنچ سکتا ہے۔ اسی طرح حضرت حسن، حضرت علی اور حضرت محمد (ﷺ) کا مقام سب سے اونچا اور بلند ہے، اس تک کسی کو رسائی نہیں۔

شیعوں نے عام عورتوں کے علاوہ ہاشمی شریف زادیوں تک کے ساتھ متعہ کی اجازت دی ہے۔ جیسا کہ طوسی نے اس کی صراحت کی ہے۔(۱) جبکہ میرا عقیدہ ہے کہ ہاشمی دوشیزاؤں کی یہ شان نہیں کہ ان کے ساتھ کوئی متعہ کرے! وہ اہل بیت سے ہیں اور خاندان نبوت کی چشم و چراغ ہیں، کہاں ان کی شان عالی اور کہاں یہ متعہ!

کلینی کا کہنا ہے کہ متعہ بالکل درست ہے اور اس کی کمتر شکل یہ ہے کہ مرد عورت کے ساتھ صرف لیٹ ہی جائے۔ اس کی وضاحت "فروع" میں موجود ہے۔(۲)

---

(۱) "التهذیب" ۲/۱۹۳ (۲) فروع الکافی ۵/۴۶۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متعہ کے لیے عورت کی عمر کتنی ہو؟

متعہ کے سلسلہ میں عورت کے عمر کی کوئی شرط نہیں ہے بلکہ شیعوں کا کہنا ہے کہ دس سال کی لڑکی کے ساتھ بھی متعہ کیا جا سکتا ہے۔

ابو عبد اللہ (علیہ السلام) سے پوچھا گیا کہ کیا کوئی شخص معصوم بچی کے ساتھ متعہ کر سکتا ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ کر سکتا ہے بس شرط یہ ہے کہ بچی نا سمجھ نہ ہو۔ پوچھا گیا کہ نا سمجھ نہ ہونے کی حد کیا ہے؟ فرمایا: دس سال۔(۱)

ان سارے دلائل کا ان شاء اللہ ہم آگے چل کر جائزہ لیں گے، لیکن یہاں قابل ذکر بات یہ ہے کہ حضرت ابو عبد اللہ (علیہ السلام) کی جانب اس بات کی نسبت کی گئی ہے کہ متعہ کے لیے لڑکی کا کم سے کم دس سال کا ہونا ضروری ہے تاہم میں ایسے لوگوں سے بھی واقف ہوں جو دس سال سے کم عمر کی لڑکی کے ساتھ بھی متعہ کو جائز قرار دیتے ہیں۔

امام خمینی کا واقعہ

بات ان دنوں کی ہے جب امام خمینی کا قیام عراق میں تھا، ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے اور ان سے علمی استفادہ کرتے تھے، اس طرح ہمارے تعلقات گہرے اور مضبوط ہوتے گئے۔ ایک مرتبہ ایک صاحب نے امام صاحب کی دعوت کی، ان کا مکان غرب موصل میں موٹر سے محض ڈیڑھ گھنٹے کی مسافت پر تھا، امام صاحب نے مجھ کو بھی ساتھ چلنے کو کہا اور میں ان کے ساتھ ہولیا، میزبان نے ہمارا بہت ہی پرجوش خیر مقدم کیا۔ ہم وہاں ایک شیعہ کے گھر ٹھہرے تھے، انھوں نے شیعیت کی ترویج واشاعت میں خاصی محنت کی تھی۔ اور جب تک ہم وہاں رہے انھوں نے ہماری خوب آؤ بھگت کی۔ ان کے پاس ہماری تصویریں ان خوش گوار لمحوں کی امین ہیں۔ وہاں سے فارغ ہو کر ہم بغداد کے لیے نکلے، چونکہ امام صاحب سفر کی وجہ سے تھک چکے تھے اس لیے راستہ میں انھوں نے کچھ دیر آرام کرنے کی خواہش ظاہر کی، تو ہم کو "عطیفیه" چلنے کی ہدایت دی گئی، جہاں "سید صاحب" نامی ایک ایرانی شخص کا مکان تھا، اس کے امام صاحب سے گہرے

(۱) دیکھیے کلینی کی الفروع ۵/۴۶۳، اور طوسی کی التھذیب ۷/۲۵۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مراسم تھے۔ظہر کے وقت ہم وہاں پہنچے، ہمارے وہاں پہنچنے سے وہ بہت خوش ہوا،اس نے پرتکلف کھانے کا نظم کیا، اپنے بعض تعلق والوں کو بھی خبر کردی، بڑی تعداد میں لوگ جمع ہوگئے، جب رات ہوئی تو سید صاحب نے امام صاحب سے رات اپنے ہی گھر گذارنے کی درخواست کی جسے امام صاحب نے بخوشی قبول کرلیا،رات کھانے سے فارغ ہونے کے بعد لوگ امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان کے ہاتھ چومتے ، اپنے سوالات پوچھتے اور امام صاحب ان کو جوابات دیتے، اس طرح خاصی رات گذرگئی، حاضرین نے اجازت چاہی اور وہ رخصت ہوگئے۔

امام صاحب کی نظر ایک چھوٹی بچی پر پڑی جس کی عمر بمشکل سات یا آٹھ سال سے زیادہ نہ تھی، لیکن وہ بلا کی خوبصورت اور جوانی کی دہلیز پر تھی، انھوں نے اس بچی کے ساتھ متعہ کی خواہش ظاہر کی، سید صاحب اس سے بہت خوش ہوئے ، اور پھر امام صاحب نے بچی کو اپنی باہوں میں لیا اور رات کی آغوش میں پہنچ گئے! ہم پوری رات اس بچی کی سسکیاں اور اس کی کراہ سنتے رہے۔

رات گذرگئی، صبح کو ہم ناشتہ کے لیے بیٹھے، اس وقت میرے چہرے پر ناگواری کے آثار صاف ظاہر تھے، مجھے سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کوئی شخص اس چھوٹی سی بچی کے ساتھ متعہ کیسے کرسکتا ہے جبکہ گھر میں دوسری جوان اور خوبصورت لڑکیاں موجود ہوں، اوران کے ساتھ متعہ کرنے میں کوئی چیز مانع بھی نہیں ہے۔

امام صاحب نے مجھ سے کہا: سید حسین! بچی کے ساتھ متعہ کرنے کے سلسلہ میں تمھارا کیا کہنا ہے؟

میں نے کہا: جناب جو فرمائیں وہی بہتر اور جناب کا فعل ہی سب سے درست ہے! آپ امام مجتہد ہیں، اور مجھ جیسوں کی کیا مجال جو جناب کے قول یا رائے سے ہٹ کر کوئی بات کہے؟! (کیونکہ میں جانتا تھا کہ اس وقت میں کسی قسم کا اعتراض نہیں کرسکتا)۔

امام صاحب نے کہا: ران سے ران رگڑنے، بوس وکنار کرنے ، اور تھوڑی سی مستی کر لینے میں کوئی حرج نہیں، اور رہی بات جماع کی تو ابھی وہ اس کا تحمل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں کرسکتی۔

امام خمینی شیر خوار بچی کے ساتھ بھی متعہ کو جائز کہتے تھے، ان کا کہنا تھا کہ شیر خوار بچی کے ساتھ متعہ درست ہے یعنی اس کو گلے سے چمٹانا، چومنا چاٹنا، اور ران پر ران کو مسلنا (یعنی اس کی رانوں پر عضو تناسل کو رگڑنا) وغیرہ۔(۱)

دو نوجوانوں کا قصہ

ایک مرتبہ میں امام خوئی کے دفتر میں بیٹھا ہوا تھا کہ دو نوجوان داخل ہوئے، ان کو دیکھتے ہی اندازہ ہوگیا کہ کسی مسئلہ میں ان کے مابین اختلاف ہوا ہے اور اسی کے حل کے لیے یہ امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔

ان میں سے ایک نے سوال کیا: حضرت! متعہ کے سلسلہ میں آپ کیا فرماتے ہیں، یہ حلال ہے یا حرام؟

امام خوئی نے اس کی طرف دیکھا اور کچھ سوچتے ہوئے پوچھا کہ تم کہاں رہتے ہو؟

نوجوان نے جواب دیا: میں موصل کا رہنے والا ہوں اور تقریباً دو مہینے سے نجف میں مقیم ہوں۔

امام نے کہا: تب تو تم سنی ہو گے؟

نوجوان نے جواب دیا: جی ہاں۔

امام نے فرمایا: متعہ ہمارے یہاں حلال ہے اور تمہارے یہاں حرام ہے۔

نوجوان نے کہا: اس شہر میں آئے مجھے دو مہینے ہو چکے ہیں، یہاں میرا جاننے والا کوئی نہیں، تو کیا یہ نہیں ہوسکتا کہ جب تک میں یہاں رہوں اس وقت تک کے لیے آپ اپنی بیٹی سے میرا نکاحِ متعہ کرادیں تا کہ میں آسودگی حاصل کرسکوں؟

امام کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمایا: میں سید ہوں اور سادات کے لیے یہ چیز حرام ہے، ہاں عام شیعوں کے لیے حلال ہے۔

(۱) ملاحظہ ہو امام خمینی کی کتاب تحریر الوسیلة ۲/ ۲۴۱ مسئلہ نمبر ۱۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوجوان نے مسکراتے ہوئے سید خوئی کی جانب دیکھا۔ اس کی نگاہیں بتا رہی تھیں کہ وہ سمجھ چکا ہے کہ امام نے ''تقیہ'' سے کام لیا ہے۔

دونوں نوجوان اٹھے اور واپس لوٹ گئے۔ میں بھی امام صاحب سے اجازت لے کر رخصت ہوا، راستہ میں میری ان دونوں سے ملاقات ہوئی، باتوں سے معلوم ہوا کہ سوال کرنے والا نوجوان سنی ہے اور اس کا ساتھی شیعہ ہے، اور ان دونوں میں متعہ کے جائز اور ناجائز ہونے کو لے کر اختلاف ہوا تھا، اسی کے حل کے لیے وہ امام خوئی کے پاس حاضر ہوئے تھے۔ میں نے جب ان دونوں سے گفتگو کی تو شیعہ نوجوان غصہ میں بپھر پڑا اور کہنے لگا کہ تم سب مجرم ہو! تم ہماری بیٹیوں کے ساتھ تو متعہ کو حلال ٹھہراتے ہو اور کہتے ہو کہ اس سے اللہ کا قرب حاصل ہوگا، اور خود اپنی بیٹیوں کے ساتھ ہمارے لیے متعہ کرنے کو حرام بتاتے ہو؟! اور پھر چیخنے اور گالیاں دینے لگا، اور قسم کھا کر کہنے لگا کہ وہ سنی مذہب اختیار کر کے رہے گا! میں نے اس کو سنبھالا دیا اور قسم کھا کر کہا کہ بلاشبہ متعہ حرام ہے، اور پھر دلائل کے ذریعہ اس کو مطمئن کر دیا۔

متعہ کی حرمت

سچائی یہ ہے کہ دور جاہلیت میں متعہ مباح تھا، اسلام کے آنے کے بعد ایک مدت تک اس کی حلت باقی رہی، پھر غزوہ خیبر کے موقع پر اس کو حرام قرار دے دیا گیا، مگر شیعہ اور ان کے جمہور فقہاء کے نزدیک یہ مشہور ہے کہ متعہ کو حرام قرار دینے والے حضرت عمر ابن الخطابؓ ہیں، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ خیبر کے موقع پر ہی متعہ حرام ہوگیا تھا۔

امیر المؤمنین (علیہ السلام) کا ارشاد ہے: ''اللہ کے رسول (ﷺ) نے خیبر کے موقع پر پالتو گدھے کے گوشت، اور متعہ کو حرام قرار دیا۔''(۱)

حضرت ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے دریافت کیا گیا: ''کیا عہد رسالت میں مسلمان بغیر گواہ کے نکاح کیا کرتے تھے''؟

انھوں نے جواب دیا: ہرگز نہیں۔(۲)

(۱) التھذیب ۲/۱۸۶، الاستبصار ۳/۱۴۲، وسائل الشیعۃ ۱۴/۴۴۱ (۲) التھذیب ۲/۱۸۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس پر طوسی نے یہ حاشیہ چڑھایا کہ ان کی مراد اس سے مستقل نکاح کی نہیں تھی بلکہ اس سے انھوں نے متعہ مراد لیا تھا، اسی لیے اس روایت کو متعہ کے باب میں ذکر کیا گیا ہے۔

ان دونوں روایتوں سے متعہ کا منسوخ اور حرام ہونا ثابت ہوتا ہے، امیر المؤمنین (علیہ السلام) اس کی حرمت نبی کریم (ﷺ) کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں جس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ امیر المؤمنین خیبر کے موقع سے متعہ کی حرمت کے قائل ہیں، اور بلاشبہ دیگر ائمہ کو متعہ کا علم اس کی حرمت کے علم کے بعد ہی ہوا ہے۔

متعہ کی حرمت کے دلائل

ہم یہاں پر ان احادیث اور دلائل کو ذکر کرتے ہیں جن سے متعہ کی حرمت ثابت ہوتی ہے، ساتھ ہی ائمہ کرام کی جانب منسوب ان اقوال کو بھی ذکر کریں گے جن میں متعہ کی ترغیب دی گئی ہے، جس کی وجہ سے ایک مسلمان اس کشمکش میں پڑ جاتا ہے کہ آیا وہ متعہ کرے یا نہ کرے؟

اس کا صحیح جواب یہ ہے کہ وہ قطعاً متعہ نہ کرے اس لیے کہ یہ حرام ہے، جس کی صراحت امیر المؤمنین کی طرف سے بھی ثابت ہو چکی ہے، اور جہاں تک ان روایتوں کا تعلق ہے جن میں متعہ کی حلت بیان کی گئی ہے اور ان کی نسبت ائمہ کرام کی جانب کی گئی ہے، تو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ وہ ساری روایتیں جھوٹی ہیں اور گڑھ کر ائمہ کرام کی جانب منسوب کر دی گئی ہیں، کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ ائمہ کرام کسی ایسی چیز کی مخالفت کریں جس کی حرمت کا حکم نبی کریم (ﷺ) نے اور پھر ان کے بعد امیر المؤمنین نے دیا ہو۔ اور ائمہ کرام وہ ہستیاں ہیں جنھوں نے یہ علم اپنے بزرگوں سے حاصل کیا ہے۔

پیچھے گذر چکا ہے کہ حضرت ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے دریافت کیا گیا کہ کیا عہد رسالت میں مسلمان بغیر گواہ کے نکاح کیا کرتے تھے؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ نہیں۔

اگر ان کو متعہ کے حرام ہونے کا علم نہ ہوتا تو وہ نفی میں جواب نہ دیتے، اور خاص کر کے جب یہ بات بالکل یقینی ہے کہ سوال متعہ کے ہی بارے میں تھا اور اس کے راوی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو جعفر طوسی نے اس کو متعہ ہی کے باب میں ذکر کیا ہے، جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

حضرت ابو عبداللہ (علیہ السلام)، ان کے پیش رو اور بعد کے ائمہ کی شان یہ نہیں کہ وہ اللہ کے رسول (ﷺ) کے کسی حکم کی مخالفت کریں، یا جسے آپ (ﷺ) حرام کہیں اسے یہ حلال ٹھہرائیں! یا کوئی ایسی نئی چیز پیش کریں جس کا آپ (ﷺ) کے زمانہ میں تصور بھی نہ تھا۔

اسی سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ائمہ کرام کی جانب منسوب وہ تمام اقوال جن میں متعہ کی ترغیب دی گئی ہے ان کا ایک حرف بھی صحیح نہیں ہے۔ بلکہ یہ سارے اقوال گڑھے ہوئے ہیں اور یہ ان لوگوں نے گڑھے ہیں جو بددین اور بدکردار تھے، اور اس سے ان کا مقصد اہل بیت کو بدنام کرنا اور ان پر کیچڑ اچھالنا تھا، ورنہ ان کے اس قول کی کیا توجیہ ہو سکتی ہے کہ ہاشمی خواتین کے ساتھ بھی متعہ کرنا جائز ہے اور یہ کہ جو متعہ نہ کرے وہ کافر ہے۔ جبکہ ائمہ کرام میں سے کسی سے بھی یہ ثابت نہیں کہ انھوں نے ایک بار بھی متعہ کیا ہو یا اس کو حلال کہا ہو! کیا وہ اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو ماننے والے تھے؟!

اس وضاحت کے بعد ہمیں بخوبی سمجھ لینا چاہیے کہ جن لوگوں نے اس طرح کی روایتیں گڑھی ہیں وہ سب کمینے تھے، بدکردار تھے اور ان کا مقصد اہل بیت اور ائمہ کرام کی شان میں گستاخی کرنا تھا، اس لیے کہ ان روایتوں پر عمل کرنے کا مطلب ائمہ کرام کو بھی کافر قرار دینا ہے۔ لہٰذا بہت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔

کلینی حضرت ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ میں نے زنا کیا ہے۔ آپ نے اس کو سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ امیر المؤمنین کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے اس عورت سے پوچھا کہ کیسے زنا کیا؟ اس عورت نے بتلایا کہ میرا گزر ایک گاؤں سے ہوا، مجھے بہت شدید پیاس لگی، میں نے ایک شخص سے پانی طلب کیا تو اس نے پہلے دینے سے انکار کیا، پھر یہ شرط رکھی کہ اگر میں اس کو اپنے اوپر قابو دے دوں تو وہ مجھ کو پانی دے دے گا، میں پیاس کی شدت سے نڈھال ہو رہی تھی، اور محسوس ہو رہا تھا کہ میری جان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکل جائے گی، اس لیے میں نے اس کی بات مان لی۔

یہ سن کر امیر المؤمنین (علیہ السلام) نے فرمایا: "رب کعبہ کی قسم! یہ تو نکاح ہوا"۔(۱)

یہاں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ متعہ کے لیے ضروری ہے کہ دونوں طرف سے رضامندی اور رغبت پائی جائے، رہی بات اس روایت کی تو اس میں ایک عورت مجبور، بے بس اور لاچار ہے، اور پانی کے دو گھونٹ کی خاطر اپنی آبرو کا سودا کر رہی ہے نہ کہ اپنی خوشی سے راضی ہے، اور اگر یہ زنا کے حکم میں نہیں تھا تو اس خاتون نے حضرت عمرؓ سے یہ درخواست کیوں کی کہ اس کو پاک فرمادیں؟! اور اس سے بڑھ کر یہ کہ امیر المؤمنین جن سے خیبر کے وقت متعہ کے حرام ہونے کی حدیث مروی ہے وہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ یہ نکاحِ متعہ ہے؟ ورنہ اس فتویٰ کا مطلب یہی ہوگا کہ اس مرد و عورت کے مابین جو کچھ ہوا اس پر آپ کو کوئی اعتراض نہیں بلکہ آپ مطمئن ہیں۔

اگر یہ فتوی کوئی عام طالب علم بھی دیتا تو نہ صرف یہ اس کی چوک بلکہ صریح غلطی گردانی جاتی، جس پر اس کی نکیر کی جاتی اور اس کو ہدف ملامت بنایا جاتا، تو اس فتویٰ کی نسبت امیر المؤمنین کی جانب کرنا کیونکر عقل میں آسکتا ہے؟! دنیا جانتی ہے کہ علم وفتویٰ میں ان کی ایک الگ ہی شان ہے۔

جس شخص نے بھی اس فتوی کی نسبت امیر المؤمنین کی جانب کی ہے وہ یا تو آپ سے بغض رکھتا ہے اور آپ کو مطعون کر کے دل کی بھڑاس نکالنا چاہتا ہے، یا اس سے اس کی کوئی نفسانی غرض مقصود ہے جس کی خاطر اس نے اس قصہ کو گڑھ کر امیر المؤمنین کی جانب منسوب کر دیا تاکہ متعہ کو شریعت کے لبادہ میں پیش کر کے جنسی تسکین کا سامان کرے اور دین کے نام پر صنف نازک کی شرمگاہ سے لطف اندوز ہو سکے، اگرچہ اس کا نتیجہ ائمہ کرام اور خود آنحضرت (ﷺ) کی ذات پر ایک بہتان ہی کیوں نہ ہو!!

---

(۱) الفروع ۱۹۸/۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متعہ کی تباہ کاری

متعہ کے مفاسد اور اس کی تباہ کاریاں بے شمار ہیں اور مختلف پہلوؤں سے ہیں، ہم یہاں ان میں سے کچھ کا ذکر کرتے ہیں:

۱) یہ شرعی نصوص کے بالکل مخالف ہے کیونکہ یہ اس چیز کو حلال ٹھہرانا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔

۲) اس کو ماننے کی صورت میں ان بہت سی من گھڑت روایتوں کو تسلیم کرنا پڑے گا جن کی نسبت ائمہ کرام کی جانب کی گئی ہے، جبکہ ان روایتوں میں ایسی ناشائستہ اور نازیبا باتیں ہیں جن کو کمزور سے کمزور ایمان والا بھی برداشت نہیں کر سکتا۔

۳) اس کی ایک برائی یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعہ ایک شادی شدہ عورت کے ساتھ اس کے شوہر کے علم کے بغیر متعہ کرنا درست ہو جاتا ہے، ایسی صورت میں شوہروں کو اپنی بیویوں پر کوئی اعتبار نہیں رہے گا، کیونکہ کوئی بھی عورت اپنے شوہر کی مرضی اور اس کے علم کے بغیر کسی بھی مرد کے ساتھ متعہ کا رشتہ قائم کر سکتی ہے! یہ ایک ایسی برائی ہے جس سے بڑھ کر کوئی برائی نہیں۔(۱)

ذرا سوچئے! ایک غیور و باحمیت شخص کے دل پر کیا گذرے گی جب اس پر یہ راز کھلے گا کہ اس کی بیوی متعہ کے نام پر کسی پرائے مرد کے ساتھ رشتہ بنا چکی ہے؟!!

۴) والدین اپنی جوان بیٹیوں سے بے فکر نہیں رہ سکتے کہ نہ جانے کب وہ متعہ کے نام پر کسی کے ساتھ جسمانی رشتہ قائم کر لے؟ اور انھیں اس کی بھنک بھی نہ لگ سکے! اور پھر اچانک باپ کو پتہ چلے کہ اس کی کنواری بیٹی حاملہ ہو گئی ہے، کیوں؟ کیسے؟ کس طرح؟ اسے کچھ نہیں پتہ! اسے یہ بھی نہیں پتہ کہ جس شخص کے ساتھ اس نے رشتہ قائم کیا ہے وہ کون ہے؟ کیونکہ وہ شخص اپنی خواہش پوری کر کے اپنے راستہ کو ہو لیا۔

۵) عام طور پر وہ لوگ جو متعہ کرتے ہیں وہ دوسروں کی بیٹیوں کو اپنے لیے

(۱) فروع الکافی ۵/۴۶۳، تہذیب الاحکام ۷/۵۵۴، الاستبصار ۳/۱۴۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مباح سمجھتے ہیں، اور جب کوئی ان کی بیٹی یا ان کی کسی عزیزہ کے ساتھ یہی تعلق قائم کرنا چاہتا ہے تو وہ صاف انکار کر دیتے ہیں اور اس کو گوارا نہیں کرتے ہیں، اس لیے کہ انھیں پتہ ہے کہ یہ کھلا ہوا زنا ہے، اور ان کے لیے بدنامی کا داغ ہے، اور انھیں اس وقت بھی اس کا احساس ہوتا ہے جب وہ دوسروں کی بیٹیوں کے ساتھ لطف اندوز ہو رہے ہوتے ہیں! تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی بیٹیاں دوسروں کے حوالہ کریں؟!

واہ! خود کے لیے تو دوسروں کی بیٹیاں جائز اور مباح! مگر دوسروں کے لیے اپنی بیٹیاں حرام اور ناجائز!!

اگر متعہ کرنا حلال ہے، اور ایک دینی کام ہے، تو اپنی بیٹی یا خاندان کی عورت دوسرے کے حوالہ کرنے پر واویلا کیوں؟؟

۶) متعہ کے لیے نہ گواہوں کی ضرورت ہے، نہ کسی اعلان کی اور نہ کسی ولی کی رضامندی کی، اور نہ متعہ کرنے والے شخص کی میراث میں اس عورت کا کوئی حق بنتا ہے، بلکہ اس کی حیثیت صرف ایک مستعار شیٔ کی ہے (جیسا کہ اس سلسلہ کی ایک روایت حضرت ابوعبداللہ (علیہ السلام) کی جانب منسوب کی گئی ہے)، جب یہ صورت حال ہے تو کیسے ممکن ہے کہ اس کو مباح سمجھا جائے اور لوگوں کو اس عمل پر ابھارا جائے اور ان کو اس کی ترغیب دی جائے؟

۷) متعہ کے ذریعے بدکردار، بدذات اور آوارہ نوجوانوں کے لیے دروازہ کھل جائے گا کہ وہ اپنی ہر برائی پر دین کا لیبل لگا لیں۔ اس طرح سے تو اہل دین کی شبیہ بگڑ جائے گی، اور دین کھلواڑ بن کر رہ جائے گا!!

یہ ہیں متعہ کی دینی، سماجی اور اخلاقی برائیاں جن کی وجہ سے متعہ حرام ہے، اگر اس کے اندر تھوڑا سا بھی نفع ہوتا تو یہ حرام نہ ہوتا، لیکن اس کی تباہ کاری اور اس کے مفاسد اتنے متنوع اور اس کثرت سے ہیں کہ نبی کریم (ﷺ) نے اور امیر المؤمنین (علیہ السلام) نے اسے حرام قرار دیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوٹ

خیبر کے موقع پر متعہ کی حرمت کے سلسلہ میں امیر المومنین کے قول کے بارے میں امام خوئی سے میں نے پوچھا، اور ابوعبداللہ کے اس جواب کے بارے میں بھی جو انھوں نے اس شخص کو دیا تھا جس نے پوچھا تھا کہ کیا بغیر گواہ کے نکاح جائز ہے؟ اور یہ کہ کیا ان باتوں کا چلن عہد نبوی (ﷺ) میں بھی تھا؟ تو امام خوئی نے جواب دیا کہ جہاں تک امیر المومنین کے قول کا تعلق ہے تو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ حرمت صرف خیبر کے دن کے لیے خاص تھی، اس کے بعد اس کی حرمت باقی نہیں رہی۔

رہی بات ابوعبداللہ (علیہ السلام) کی تو انھوں نے جو کہا تھا وہ بطور ''تقیہ'' کہا تھا۔ ہمارے فقہاء کا اس پر اتفاق ہے۔

میرا کہنا ہے کہ ہمارے فقہاء کا قول اس سلسلہ میں قطعی درست نہیں، اس لیے کہ متعہ کی حرمت کے ساتھ ساتھ پالتو گدھوں کی حرمت کا بھی حکم نازل ہوا تھا، اور اس پر خیبر کے وقت سے لے کر آج تک عمل ہے اور قیامت تک رہے گا۔ تو صرف متعہ کی حرمت کو خیبر کے دن کے ساتھ خاص کرنا ایک ایسا دعویٰ ہے جس کی کوئی بنیاد نہیں، کیونکہ گدھے کی حرمت اور متعہ کی حرمت ایک ساتھ نازل ہوئی تھی اور گدھے کی حرمت ابھی تک مسلّم ہے۔ اس کے علاوہ اگر متعہ کی حرمت محض خیبر کے دن کے ساتھ خاص تھی تو اس کی صراحت نبی کریم (ﷺ) ضرور فرماتے کہ اب یہ حرمت منسوخ ہو چکی ہے۔

ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ متعہ صرف حالت جنگ اور دوران سفر میں ہی حلال تھا، تو جنگ خیبر میں متعہ حرام کیسے ہوسکتا ہے جو نہایت سنگین اور ہولناک تھی اور جس میں اس کی ضرورت سب سے زیادہ تھی، کیونکہ وہاں نہ کسی کی بیوی تھی اور نہ کسی کی باندی، اور پھر یہ کہنا کیسے درست ہے کہ جنگ میں تو یہ حرام ہے اور عام دنوں میں حلال؟!

امیر المومنین (علیہ السلام) کے قول کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ متعہ کی حرمت کا آغاز خیبر کے دن سے ہوا، اور جہاں تک ہمارے فقہاء کے اقوال کا تعلق ہے تو محض نصوص اور دلائل سے کھلواڑ ہے اور کچھ نہیں!

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقیقی بات یہ ہے کہ متعہ کی حرمت اور پالتو گدھے کی حرمت ایک دوسرے سے مربوط ہیں، اوران دونوں کی حرمت کا حکم خیبر کے موقع پر ایک ساتھ نازل ہوا اور قیامت تک باقی رہے گا۔لہٰذا دین کے نام پر بلکہ دین کو بدنام کر کے نفسانی خواہشات کی تکمیل، اور ہوش ربا جنس سے پیہم آسودگی کی خاطر امیر المؤمنین کے کلام کے تاویل کی کوئی گنجائش نہیں۔

رہی یہ بات کہ ابو عبد اللہ (علیہ السلام) نے سائل سے جو بات کہی تھی وہ بطور تقیہ کہی تھی۔تو میں کہتا ہوں کہ سوال کرنے والا شخص ابو عبد اللہ (علیہ السلام) کے شیعوں میں سے تھا، تو پھر یہاں تقیہ کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟ جبکہ ابو عبد اللہ (علیہ السلام) ہی امیر المومنین سے خیبر کے موقع پر متعہ کی حرمت کی روایت کے ناقل ہیں۔

ہمارے فقہاء نے جس متعہ کو حلال قرار دیا ہے اس سے ایک آدمی کو یہ اختیار ملتا ہے کہ وہ جتنی عورتوں کے ساتھ چاہے، اور جب چاہے لطف اندوز ہو کوئی قید نہیں، اور چاہے ایک ہی وقت میں یہ تعداد ہزار تک کیوں نہ پہنچ جائے!

متعہ کی لعنت

کتنے ہی متعہ کرنے والے ایسے ہیں جنھوں نے ایک عورت کے ساتھ متعہ کیا اور پھر اس کی ماں، اس کی بہن، اس کی خالہ یا اس کی پھوپھی کے ساتھ بھی متعہ کیا، اور اسے کچھ احساس بھی نہیں!!

ایک عورت میرے پاس آئی اور اپنا ایک واقعہ سنانے لگی، اس نے بتلایا کہ ایک شیعہ عالم (سید حسین الصدر) نے تقریباً بیس سال قبل اس کے ساتھ متعہ کیا تھا، جس سے وہ حاملہ ہوگئی، اس نے قسم کھا کر بتایا کہ یہ حمل اسی کا تھا کیونکہ اس وقت تک اس شخص کے علاوہ اس کے ساتھ کسی اور نے جسمانی رشتہ قائم نہیں کیا تھا، جب سید صاحب کا مَن بھر گیا تو اس نے اس کو چھوڑ دیا، کچھ دنوں بعد اس کے گھر بیٹی پیدا ہوئی، لڑکی سیانی ہوئی، وہ بہت ہی خوبصورت اور پرکشش تھی، کچھ دنوں بعد اچانک یہ راز کھلا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اس کی بیٹی حاملہ ہے، اس نے اس سے اس کی حقیقت دریافت کی، تو لڑکی نے بتلایا کہ فلاں عالم (یعنی سید حسین الصدر) نے اس کے ساتھ متعہ کیا ہے، یہ سنتے ہی اس کے ہوش اڑ گئے، اس کے پیروں تلے سے زمین کھسک گئی اس نے خود کو کسی طرح سنبھالا اور اپنی بیٹی سے بتایا کہ وہی شخص اس کا باپ ہے، اور پھر اس نے اس کو پورا اول تا آخر پورا ماجرا سنایا۔

ہائے افسوس! ایک شخص ایک عورت سے متعہ کرتا ہے اور پھر وہ دن بھی آتا ہے جب اسی عورت کی بیٹی کو اپنی ہوس کا نشانہ بناتا ہے جو درحقیقت اس کی اپنی ہی بیٹی ہے!

اس کے بعد وہ عورت پھر میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ اب سید حسین الصدر کا اس کے ساتھ اور اس کی بیٹی کے ساتھ کیسا معاملہ ہونا چاہیے؟!

اس طرح کے واقعات بھرے پڑے ہیں کہ ایک شخص نے کسی عورت کے ساتھ متعہ کیا اور بعد میں پتہ چلا کہ وہ عورت اس کی متعہ شریک بہن ہے، اور ایسا بھی ہوا کہ کسی نے اپنے باپ کی ہی بیوی کے ساتھ متعہ کیا!

اس قسم کے واقعات اس کثرت سے ہیں کہ ان کا احاطہ کرنا مشکل ہے۔

شریعت کی رہنمائی

اس سلسلہ میں بہترین ہدایت اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے: ﴿وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحاً حَتَّىٰ يُغْنِيَهُمُ اللهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾ (النور-۳۳) (ترجمہ:- اور جو نکاح نہیں کر سکتے ان کو چاہیے کہ خود پر قابو رکھیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کے نکاح کا سامان کر دے)۔ جو شخص مالی قلت کی وجہ سے شرعی طور پر نکاح نہیں کر سکتا اس کو چاہیے کہ وہ عفت و پاکدامنی کے ساتھ زندگی گذارے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کے نکاح کا سامان کر دے۔

اگر متعہ حلال ہوتا تو ایسے شخص کو پاکدامنی اختیار کرنے اور شادی کے لیے حالات کے موافق ہونے تک انتظار کرنے کا حکم نہ دیا جاتا، بلکہ اس کو ہدایت کی جاتی کہ خواہشات

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی بھٹی میں جلتے رہنے کے بجائے متعہ کے ذریعے جنسی آسودگی حاصل کرلے۔

آگے اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا أَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ أَيْمٰنُكُمْ مِنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ...... ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ وَأَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (النساء/ ۲۵) (ترجمہ:- اور تم میں سے جو کوئی قدرت نہ رکھتا ہو کہ پاکباز مؤمن عورتوں سے نکاح کرے، تو وہ نکاح کرلے ان مسلمان کنیزوں سے جو تمھاری ملکیت میں ہیں، اور اللہ تمہارے ایمان سے خوب واقف ہے، تم آپس میں ایک ہو، سو ان سے ان کے مالکوں کی اجازت سے نکاح کرو، اور ان کو دستور کے موافق مہر ادا کرو، اس طور پر کہ وہ قید نکاح میں آنے والی ہوں نہ کہ مستی نکالنے والی اور نہ چوری چھپے آشنائی کرنے والی ہوں، جب وہ قید نکاح میں آجائیں اور پھر بے حیائی کا کام کریں تو ان کے لیے اس سزا کا نصف ہے جو آزاد عورتوں کے لیے ہے، یہ اس کے لیے جو تم میں سے بدکاری کا اندیشہ رکھتا ہو، اور اگر تم ضبط سے کام لو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے، اور اللہ بڑا بخشنے والا اور بڑا مہربان ہے)۔

جو لوگ مالی تنگی کی وجہ سے نکاح شرعی نہیں کرسکتے ان کو ہدایت دی جارہی ہے کہ وہ اپنی باندی کے ساتھ نکاح کرلیں اور جو اس کی بھی حیثیت نہیں رکھتے ان کے لیے حکم ہے کہ وہ صبر سے کام لیں اور خود پر قابو رکھیں، پس اگر متعہ حلال ہوتا تو اس کی طرف ضرور رہنمائی کی جاتی۔

حرمتِ متعہ کے سلسلہ میں ائمہ کے اقوال

اس کے علاوہ یہاں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ متعہ کی حرمت کے ثبوت میں ائمہ کرام کے اقوال بھی پیش کردیے جائیں:

۱) عبداللہ ابن سنان کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے متعہ کے

(۱) بحار الانوار ۱۰۰/۳۱۸ (۲) فروع الکافی ۲/۴۸، وسائل الشیعۃ ۱۴/۴۵۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: ''اپنے دامن کو اس سے کبھی آلودہ نہ کرنا۔'' (۱)

ابوعبداللہ (علیہ السلام) نے صراحت سے فرمادیا کہ متعہ کے ذریعہ اپنے دامن کو آلودہ نہ کرو، اگر یہ جائز ہوتا تو آپؑ ایسی بات نہ کہتے، آپ نے واضح طور پر اس کی حرمت بیان فرمادی ہے۔

۲) عمار کہتے ہیں کہ ابوعبداللہ (علیہ السلام) نے مجھ سے اور سلیمان ابن خالد سے فرمایا: ''تمہارے لیے متعہ حرام ہے۔'' (۲)

آپ (علیہ السلام) اپنے اصحاب کو متعہ پر پھٹکار لگاتے تھے اور اس پر ان کو تنبیہ کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ کیا تمھیں شرم نہیں آتی کہ عورت کی شرمگاہ تم دیکھو اور پھر بعد میں اس کی نسبت تمھارے شریف دوستوں اور بھائیوں کی طرف کی جائے!! (۱)

۳) علی ابن یقطین نے ابوالحسن (علیہ السلام) سے متعہ کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا: ''تم کو اس سے کیا غرض؟ اللہ نے تم کو اس سے بے نیاز فرمادیا ہے۔'' (۲)

جی ہاں! اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نکاح شرعی کے ذریعہ مسلمانوں کو متعہ سے بے نیاز فرمادیا ہے، اسی لیے اس کا کوئی ثبوت نہیں کہ کسی نے اہل بیت کی کسی خاتون کے ساتھ متعہ کیا ہو، اگر یہ چیز جائز ہوتی تو یہ شریف زادیاں اس پر عمل ضرور کرتیں، اس بات کی مزید تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ ابوعبداللہ بن عمیر نے ابوجعفر (علیہ السلام) سے کہا کہ کیا آپ اس کو گوارا کریں گے کہ آپ کی بیبیاں، آپ کی بیٹیاں اور آپ کی بہنیں کسی کے ساتھ متعہ کریں؟ یہ الفاظ سن کر ابوجعفر (علیہ السلام) نے ان کی طرف سے منھ پھر لیا۔ (۳)

اس سے ہر ذی شعور اور باہوش مسلمان کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں کہ متعہ حرام ہے، کیونکہ یہ قرآن وسنت اور ائمہ کے اقوال کی خلاف ورزی ہے۔

جو شخص بھی قرآن مجید کا بغور مطالعہ کرے گا اور مذکورہ دلائل کا جائزہ لے گا (اگر وہ واقعی حق کا طالب اور سچائی کا جویا ہے) تو وہ برملا کہہ اٹھے گا کہ متعہ پر ابھارنے اور

(۱) الفروع ۲/ ٤٤، وسائل الشیعة ٤ ١/ ٤٥٠ (۲) الفروع ۲/ ٤٣، الوسائل ١٤/ ٤٤٩

(۳) الفروع ۲/ ٤٢، التهذیب ۲/ ١٨٦

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی ترغیب دینے والی ساری روایتیں بے بنیاد ہیں کیونکہ یہ قرآن وسنت (جن کے علوم کے اہل بیت امین ہیں) سے پوری متصادم ہیں۔ اوراس کے مفاسد اس قدر ہیں کہ ان کو قید تحریر میں نہیں لایا جاسکتا۔ البتہ چند مفاسد کی طرف ہم نے اشارہ کردیا ہے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ دین اسلام نیکیوں اور بھلائیوں پر آمادہ کرنے اور برائیوں اور گھٹیا باتوں سے روکنے کے لیے آیا ہے، اوروہ بندوں کے لیے ایسے رہنما اصول فراہم کرتا ہے جن سے ان کی زندگیاں استوار ہوسکیں۔ اور یہ جگ ظاہر ہے کہ متعہ سے کسی کی زندگی سنور نہیں سکتی، اور اگر بالفرض کسی ایک کا اس سے بھلا ہو بھی جائے تو باقی سب کے لیے اس میں نقصانات بھرے پڑے ہیں۔ گذشتہ صفحات میں ان کی طرف اشارہ کیا جاچکا ہے۔

عورت کی شرمگاہ کو مستعار دینا

متعہ کے چلن کا نتیجہ یہاں تک آپہنچا کہ عورت کے مقام مخصوص کو مستعار بھی دیا جانے لگا۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ ایک شخص اپنی بیوی یا باندی کو کسی دوسرے شخص کے پاس کچھ وقفہ کے لیے چھوڑ دے تا کہ وہ اس کے ساتھ متعہ کرے یا اس سے دوسری خدمات حاصل کرے۔ چنانچہ جب کوئی شخص کسی سفر پر جانے کا ارادہ کرتا ہے اوراس کو یہ خوف ہوتا ہے کہ کہ اس کی عدم موجودگی میں کہیں اس کی بیوی زنا میں ملوث نہ ہوجائے، تو اس خوف سے بچنے کے لیے وہ اپنی بیوی کو پورے اختیار کے ساتھ اپنے پڑوسی یا کسی دوست یا کسی معتبر شخص کے سپرد کردیتا ہے۔

عورت کے مقام مخصوص کو منگنی دینے کی ایک دوسری صورت بھی ہے، وہ یہ کہ جب کوئی شخص کسی کے یہاں مہمان ہوتا ہے اور صاحب خانہ اس کی گرم جوشی سے ضیافت کرنا چاہتا ہے تو وہ اپنی بیوی اس مہمان کے حوالے کردیتا ہے جس سے وہ اس وقت تک لطف اندوز ہوتا ہے جب تک وہ اس کے گھر مہمان رہتا ہے۔

یہاں افسوس ناک بات یہ ہے کہ اس سلسلہ کی روایتیں گڑھ کر امام صادق

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(علیہ السلام) اور ان کے والد بزرگوار ابو جعفر (علیہ السلام) کی طرف منسوب کر دی جاتی ہیں۔

طوسی، محمد کے حوالہ سے ابو جعفر (علیہ السلام) کا یہ قول نقل کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ میں نے کہا: کیا کسی شخص کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ اپنے بھائی کو اپنی باندی کی شرمگاہ مستعار دے دے؟

انھوں نے جواب دیا کہ ہاں جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں، البتہ جتنے کی اجازت دی ہے اتنا ہی حلال ہوگا۔(۱)

کلینی اور طوسی، محمد بن مضارب سے نقل کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ابو عبداللہ (علیہ السلام) نے مجھ سے کہا کہ محمد! اس باندی کو لے جاؤ یہ تمہاری خدمت کرے گی، تم اس سے لطف اندوز بھی ہونا، اور جب جی بھر جائے تو واپس کر دینا۔(۲)

میرا کہنا ہے کہ اگر پوری انسانیت بھی قسم کھا کر یہ بات کہے کہ امام صادق (علیہ السلام) اور امام باقر (علیہ السلام) نے ایسی بات کہی ہے تب بھی میں تسلیم نہ کروں!!

ان دونوں اماموں کی شخصیت بہت ہی بلند ہے، ان کے شایان شان نہیں کہ وہ اس جیسی گھٹیا بات کہیں یا اس طرح کے گھناؤنے عمل کو درست قرار دیں جو اسلامی اخلاق واقدار کے سراسر منافی ہے۔ بلکہ یہ ایک کمینہ پن ہے جس سے وہ پاک اور مبرا ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ائمہ کرام سینہ بسینہ اپنے اسلاف سے ان علوم کے حامل ہوئے ہیں اور یہ سلسلہ رسول اللہ (ﷺ) تک پہنچتا ہے، تو ایسی باتوں اور ایسے اعمال کو ان کی جانب منسوب کرنا گویا رسول اللہ (ﷺ) کی جانب منسوب کرنا ہے جس کا لازمی نتیجہ اس کو شریعت الٰہیہ ثابت کرنا ہے۔

جب ہمارا ہندوستان کے دورہ پر جانا ہوا تھا تو یہاں کے شیعہ ائمہ سے بھی ہماری ملاقاتیں رہیں جیسے سید نقوی وغیرہ، اس وقت ہم نے بہت سے ہندوؤں کو دیکھا، گائے پوجنے والوں کو دیکھا اور بہت سارے سکھوں کو بھی دیکھا، متعدد بت پرست مذاہب کے پیروکاروں سے بھی واسطہ پڑا۔ اس کے علاوہ بہت سے باطل

---

(۱) الاستبصار ۳/۱۳۶ (۲) الفروع ۲/۲۰۰، الاستبصار ۳/۱۳۶

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذاہب کا ہم نے مطالعہ بھی کیا مگر کسی بھی مذہب میں یہ نہیں ملا کہ اس جیسے شنیع اور گھٹیا فعل کی اجازت دی گئی ہو؟ تو پھر اخلاقیات کے معمولی اصولوں سے بھی میل نہ کھانے والے اس فعل کی اسلام میں گنجائش کیسے ہو سکتی ہے؟!!

ہمارا ایران کے حوزہ میں بھی جانا ہوا، جہاں ایسے سادات سے ملاقاتیں رہیں جو عورت کو مستعار دینے کے قائل ہیں، اس کے مباح قرار دینے والوں میں سید لطف اللہ صافی جیسے لوگ بھی ہیں۔ انہی وجوہات کی بنا پر ایران میں عورت کی شرمگاہ کو مستعار لینے دینے کا عام رواج ہے۔ یہ سلسلہ مدتوں پرانا ہے یہاں تک کہ شاہ محمد رضا پہلوی کی ہلاکت اور پھر آیۃ اللہ العظمیٰ امام خمینی موسوی کی آمد اور پھر ان کی رحلت کے بعد بھی یہ سلسلہ بدستور جاری ہے۔

عصر حاضر میں شیعوں کی اس پہلی حکومت کی ناکامی کے بنیادی اسباب میں سے ایک اہم سبب یہ بھی ہے،(۱) حالانکہ پوری دنیا کے شیعہ اس حکومت سے آس لگائے بیٹھے تھے، مگر نتیجہ یہاں تک آپہنچا کہ بعض اہم شخصیات نہ صرف یہ کہ اس سے بیزار اور مایوس ہوئیں بلکہ اس کی مخالفت پر کمربستہ بھی ہوگئیں، ہمارے ایک دوست علامہ سید موسیٰ موسوی نے اس کا نام ''الثورہ البائسۃ'' یعنی ''ناکام انقلاب'' رکھا، اور اس کی مخالفت میں متعدد مضامین، مقالے اور کتابیں شائع کیں جن میں اس انقلاب کی خامیوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔

سید جواد موسوی کا کہنا ہے: ایران میں اسلامی انقلاب کے ساتھ اسلام کا

---

(۱) مجھے اور مجھ جیسے بہت سے سادات کو امام خمینی کی حکومت سے سخت مایوسی ہوئی کیونکہ ہمیں امید تھی کہ اس حکومت کے کے بعد ایران اسلام کا ایک مضبوط قلعہ ثابت ہوگا مگر افسوس کہ اقتدار حاصل کرنے کے بعد مخالفین کی بیخ کنی اور ان کے خون سے ہولی کھیلنے کا ایک طویل خونیں سلسلہ چل پڑا، خاندان کے خاندان مٹا دیے گئے، خون کی ندیاں بہتی رہیں، اور لوگ بے رحم تماشائی بنے دیکھتے رہے، حالانکہ سوچا تو یہ گیا تھا کہ جس فساد کا سلسلہ خاندان پہلوی نے شروع کیا تھا اس حکومت میں وہ تھم جائے گا، مگر فساد بدستور جاری رہا بلکہ امام خمینی کی آمد کے بعد تو اس میں اور شدت آتی گئی، مردوں اور عورتوں کے غسل خانے مخلوط رہے، زنا جو پہلے کھلم کھلا ہوتا تھا اب پس پردہ ہونے لگا اور پہلے سے کہیں زیادہ، بے پردگی نے فیشن کا روپ دھار لیا، لڑکیاں پتلون پہنتیں، بناؤ سنگار کرتیں، اور پردہ کے نام پر صرف ایک اسکارف ڈال لیتیں اور بس۔ رشوت اور چوری جیسی برائیاں عام ہوگئیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف اور صرف نام جڑا تھا۔

آیت اللہ العظمیٰ سید محمد کاظم شریعت مداری اس کے سخت معاندین میں سے تھے، کیونکہ اس انقلاب کے اندر وہ اسلام سے کھلا انحراف دیکھ رہے تھے۔

ان کے علاوہ ایسے بہت سے سادات ہیں جن کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ انھوں نے امام خمینی کی حکومت پر سخت تنقید کی اور ان سے متنفر اور کنارہ کش ہو گئے۔

تعجب خیز بات یہ ہے کہ ایسے سادات بھی ہیں جنھوں نے شرمگاہ کو مستعار دینے کو جائز قرار دیا ہے۔ جنوبی عراق اور بغداد کے ان علاقوں میں جہاں انقلاب کے اثرات پڑے تھے، بہت سے ایسے خاندان آباد ہیں جو سیستانی، صدر، شیرازی، طباطبائی اور بروجردی جیسے سادات کے فتاویٰ کو بنیاد بنا کر اس پر سختی سے کاربند ہیں، ان میں سے کسی کے یہاں جب کوئی مہمان آتا ہے اور اس کو کوئی عورت بھا جاتی ہے تو میزبان بلا تأمل اس کو مستعار دے دیتا ہے، اور مہمان اپنی مدت قیام میں اس سے مسلسل لطف اندوز ہوتا ہے۔

ہماری ذمہ داری ہے کہ اس حیا سوز، اخلاق سوز اور ایمان سوز عمل سے لوگوں کو آگاہ کریں، اور ان علماء کو بالکل منہ نہ لگائیں جو اس فعل قبیح کے جواز کا فتوی دیتے ہیں، جس پر دین کا رنگ چڑھانے، اور لوگوں کے درمیان اس کو رواج دینے میں کچھ ناپاک خفیہ ہاتھ بھی سرگرم رہے ہیں۔

عورتوں کے ساتھ لواطت

بات یہیں تک محدود نہیں۔ ان شیعوں نے عورتوں کے ساتھ لواطت تک کو مباح قرار دیا ہے، اور اس سلسلہ کی مفروضہ روایتیں ائمہ کرام کی جانب منسوب کی ہیں۔

عبداللہ بن ابی یعفور سے طوسی روایت کرتے ہیں: میں نے ابوعبداللہ (علیہ السلام) سے دریافت کیا کہ کیا کوئی شخص عورت کی پچھلی شرمگاہ سے خواہش پوری کرسکتا ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ اگر عورت راضی ہے تو کوئی حرج نہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے کہا: اگر یہ بات درست مان لی جائے تو اللہ رب العزت کے اس قول کا کیا مطلب ہوگا؟ ﴿فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ﴾ (ترجمہ:- تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے اللہ پاک نے تم کو حکم دیا ہے)۔

انھوں نے جواب دیا کہ یہ حکم اس وقت ہے جب اولاد کی خواہش ہو، یعنی اولاد کو اس طریقہ پر چاہو جیسا کہ اللہ نے حکم دیا ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿نِسَاۗءُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ﴾ (تمھاری بیویاں تمھاری کھیتی ہیں سو تم اپنے کھیت میں آؤ جس طرح چاہو)۔

طوسی ہی موسیٰ ابن عبدالملک کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے امام ابوالحسن رضا (علیہ السلام) سے عورت کی پچھلی شرمگاہ سے خواہش پوری کرنے کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے جواب دیا کہ اس کی حلت تو خود قرآن پاک میں لوط (علیہ السلام) کے اس قول میں موجود ہے: ﴿هٰٓؤُلَاۗءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ﴾ (هود/۷۸) (ترجمہ:- یہ میری بیٹیاں حاضر ہیں، یہ پاک ہیں تمھارے لیے)، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ان کو اگلی شرمگاہ کی خواہش نہیں ہے۔(۱)

طوسی کا بیان ہے کہ علی بن حکم کہتے ہیں: میں نے صفوان کو یہ کہتے سنا کہ میں نے رضا (علیہ السلام) سے عرض کیا کہ آپ کا ایک خادم آپ سے کچھ دریافت کرنا چاہتا ہے مگر وہ آپ سے شرماتا ہے اور رعب کھاتا ہے، اس لیے اس نے مجھے پوچھنے کے لیے کہا ہے۔ انھوں نے کہا کہ پوچھو کیا پوچھنا ہے؟ میں نے کہا کہ کیا کسی شخص کے لیے درست ہے کہ وہ اپنی بیوی کی "دُبُر" (پچھلی شرمگاہ) میں شہوت پوری کرے؟ انھوں نے جواب دیا: ہاں! جائز ہے۔(۲)

بلاشبہ یہ ساری روایتیں قرآنی نصوص کے سراسر خلاف ہیں، اللہ تعالی فرماتا ہے ﴿وَيَسْــَٔـلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ۭ قُلْ ھُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاۗءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْھُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ﴾ (البقرہ/۲۲۲) (ترجمہ:- اور وہ لوگ آپ سے

(۱) الفروع ۲/۲۰۰، الاستبصار ۳/۱۳۶ (۲) ایضاً

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیض کا حکم دریافت کرتے ہیں، آپ کہہ دیجیے کہ وہ ایک گندگی ہے، پس تم حیض کے دنوں میں عورتوں سے الگ رہو، اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان سے قربت نہ کرو)، تو اگر پچھلی شرمگاہ سے ضرورت پوری کرنا مباح ہوتا تو کہا جاتا کہ ایام حیض میں عورتوں کی ''شرمگاہ'' سے دور رہو لیکن چونکہ پچھلی شرمگاہ سے خواہش پوری کرنا حرام ہے اسی لیے حالت حیض میں اگلی اور پچھلی دونوں سے یہ کہہ کر روک دیا گیا کہ ﴿وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ﴾ یعنی ان کے قریب بھی نہ جانا۔

پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کی صراحت فرما دی کہ مرد کس طرح عورت کے قریب جائے؟ ارشاد ہے: ﴿فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللّٰهُ﴾ (ترجمہ:- پھر جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے اللہ پاک نے تم کو حکم دیا ہے)۔ اور اللہ پاک کا حکم ہے کہ اگلی شرمگاہ سے خواہش پوری کی جائے۔ ارشاد باری ہے: ﴿نِسَاءُ كُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ﴾ (ترجمہ:- تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں سو تم اپنے کھیت میں آؤ جس طرح چاہو) اور ''الحرث'' سے مراد ہے موضع ولادت۔

جہاں تک تعلق ہے ابو یعفور کی اس روایت کا جس میں ابو عبداللہ (علیہ السلام) کا یہ قول ذکر کیا گیا ہے کہ ''اولاد کی خواہش ''فرج'' (اگلی شرمگاہ) سے ہوتی ہے، اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول ﴿نِسَاءُ كُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ﴾ اسی حکم میں ہے یعنی اولاد کی خواہش میں۔ تو گویا اس کا مطلب یہ نکلا کہ ''فرج'' طلب اولاد کے ساتھ خاص ہے اور شہوت وجنسی تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے ''دبر'' (پچھلی شرمگاہ) ہے، سیاق کلام بھی اسی کی تائید کرتا ہے''۔

یہ ایک صریح غلطی ہے، اس لیے کہ فرج صرف افزائش نسل کے ساتھ خاص نہیں، اس سے خواہشات کی تکمیل بھی ہوتی ہے، اور آدم سے لے کر قیامت تک ہر شخص کی ازدواجی زندگی کی یہی حقیقت ہے۔ اور ابو عبداللہ (علیہ السلام) کی ذات سے تصور نہیں کہ وہ ایسی بھونڈی بات کہہ دیں۔ اور اگر بالفرض ہم یہ مان لیں کہ پچھلی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرمگاہ سے خواہش پوری کرنا جائز ہے تو اس آیت کریمہ ﴿فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللّٰهُ﴾ کا کیا مطلب ہوگا؟ اور ہمیں یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ آپ اس بات کے قائل ہیں کہ اگلی اور پچھلی دونوں شرمگاہ سے جنسی تسکین درست ہے، اور یہ بات بھی واضح ہے کہ اس مقصد کی خاطر تیسری کوئی جگہ نہیں تو پھر اس آیت کا کیا مفہوم بچے گا؟ اور اس میں جو حکم دیا جا رہا ہے اس کی کیا حقیقت ہوگی؟؟!

لہٰذا جب یہ طے ہو گیا کہ دونوں جگہوں میں سے ایک جگہ حلال ہے اور دوسری جگہ حرام، تو اب یہ سمجھنا ضروری ہے کہ کس جگہ سے خواہش پوری کی جائے، تو اللہ رب العزت نے ''موضع حرث'' سے ضرورت پوری کرنے کا حکم دیا ہے، اور ''موضع حرث'' وہ جگہ ہے جہاں سے اولاد کی خواہش کی جائے، پس یہ جگہ اولاد کی خواہش اور جنسی تسکین دونوں کے پورا کرنے کا ذریعہ ہے۔

رہی بات اس روایت کی جس کی نسبت امام رضا (علیہ السلام) کی جانب کی گئی ہے، جس میں عورت کے ساتھ لواطت کرنے کو حلال ٹھہرایا گیا ہے اور اس کی دلیل میں لوط (علیہ السلام) کا قول ذکر کیا گیا ہے، تو اس سلسلہ میں میرا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول ﴿هٰؤُلَآءِ بَنَاتِي هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ﴾ کی تفسیر ایک دوسری آیت سے ہوتی ہے جس میں کہا گیا ہے: ﴿وَلُوطاً إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِنَ الْعَالَمِينَ. إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُونَ السَّبِيلَ﴾ (العنکبوت/۲۸، ۲۹)

(ترجمہ:- اور ہم نے لوط (علیہ السلام) کو پیغمبر بنا کر بھیجا، جبکہ انھوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم ایسی بے حیائی کا کام کرتے ہو کہ تم سے پہلے دنیا جہان والوں میں سے کسی نے نہیں کیا؟! تم مردوں سے بدفعلی کرتے ہو اور راستہ کاٹتے ہو!)۔

''قطع السبیل'' کا مطلب صرف ''قطع الطریق'' (یعنی ڈاکہ ڈالنا) ہی نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب قطعِ نسل بھی ہے۔ اور اگلی شرمگاہ کو چھوڑ کر پچھلی شرمگاہ میں خواہش پوری کرنے کا مطلب ہی قطعِ نسل ہے، کیونکہ اگر لوگ لواطت کو عادت بنا لیں (خواہ مرد کے ساتھ یا عورت کے ساتھ) اور اگلی شرمگاہ کو چھوڑ دیں تو اس سے نسل منقطع ہو جائے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گی اور انسانیت کا سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ آیت کریمہ کا ایک مفہوم یہ بھی ہے اور سیاق کو ملحوظ رکھا جائے تو یہی مفہوم سامنے آتا ہے، اور ایسا ممکن نہیں کہ امام رضا (علیہ السلام) اس بدیہی مفہوم سے واقف نہ رہے ہوں۔ اس لیے ان کی جانب جس روایت کی نسبت کی گئی ہے وہ بالکل بے بنیاد، اور جھوٹ پر مبنی ہے۔

عورتوں کے ساتھ لواطت کے قائل صرف اہل تشیع اور ان میں بھی خصوصاً ''فرقۂ امامیہ اثنا عشریہ'' ہے۔

ہم آپ کو یہ بھی بتاتے چلیں کہ تقریباً سارے ہی سادات خواہ وہ حوزۂ نجف سے تعلق رکھتے ہوں یا دوسرے حوزوں سے یا کہیں اور کے ہوں سب کے سب لواطت کی اس لعنت میں ملوث ہیں۔

ہمارے ایک ساتھی علامہ سید احمد وائلی کا کہنا ہے کہ جب سے ان کو عورتوں کے ساتھ لواطت کے مباح ہونے کی روایتیں معلوم ہوئی ہیں وہ مستقل لواطت ہی کرتے ہیں، کم ہی ایسا ہوتا ہے جب وہ عورت کی اگلی شرمگاہ سے حاجت پوری کرتے ہوں!

جب بھی میری کسی شیعہ عالم سے ملاقات ہوتی ہے میں اس سے یہ ضرور پوچھتا ہوں کہ عورت کے ساتھ لواطت کرنا حلال ہے یا حرام؟ تو مجھے اس سے یہی جواب ملتا ہے کہ یہ حلال ہے، اور اس کے منھ سے اس کے مباح ہونے کی بہت سی روایتیں سننے کو ملتی ہیں، جن میں وہ روایتیں بھی ہوتی ہیں جن پر گذشتہ صفحات میں بحث کی جا چکی ہے۔

مردوں کے ساتھ لواطت

شیعوں نے نہ صرف عورتوں کے ساتھ لواطت کو حلال قرار دیا بلکہ مردوں اور خاص کر ''امرد'' (نوخیز لڑکے) کے ساتھ بھی اس کی اجازت دی ہے۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ میں حوزہ میں تھا، خبر ملی کہ عالی مرتبت سید عبد الحسین شرف الدین موسوی بغداد تشریف لانے والے ہیں، اور عنقریب سماحۃ الامام آل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کاشف غطاء سے ملاقات کے لیے حوزہ بھی تشریف لائیں گے، سید شرف الدین کو عوام وخواص میں بڑی مقبولیت حاصل تھی، "المراجعات"، اور "النص والاجتہاد" جیسی ان کی تصنیفات کے سامنے آنے کے بعد ان کی شہرت میں چار چاند لگ گئے تھے۔

سید صاحب کی جب نجف آمد ہوئی تو حوزہ بھی تشریف لائے، طلباء اور علماء سب ان کی زیارت کے لیے ٹوٹ پڑے، سید آل کاشف غطاء کے دفتر میں ایک نشست رکھی گئی، جس میں بعض ائمہ اور اور دیگر طلباء بھی شریک تھے، میں بھی وہاں حاضر تھا، دوران نشست ایک خوبرو نوجوان مجلس میں داخل ہوا، اس نے سلام کیا، حاضرین نے جواب دیا، وہ نوجوان سید کاشف غطاء سے مخاطب ہوا کہ جناب! کچھ پوچھنا ہے۔ سید صاحب نے کہا کہ جو کچھ پوچھنا ہے سید شرف الدین صاحب سے پوچھ سکتے ہو (انھوں نے سید صاحب کے اعزاز میں یہ بات کہی)۔

نوجوان نے کہا: جناب! میں لندن میں زیر تعلیم ہوں، اور پی ایچ ڈی کی تکمیل کر رہا ہوں، میری ابھی تک شادی نہیں ہوئی ہے، اور اب میں ایک عورت کا ساتھ چاہتا ہوں جو میرا تعاون کر سکے (اس نے اپنا حقیقی منشا ظاہر نہیں کیا)۔

سید شرف الدین نے اس سے کہا کہ تم شادی کر لو اور اپنی بیوی کو اپنے ساتھ رکھو۔

نوجوان نے جواب دیا: اپنے ملک کی کسی خاتون کو اپنے ساتھ رکھنے میں بڑی دشواریاں ہیں!

اس کے اس جواب سے شرف الدین صاحب اس کا منشا بھانپ گئے، انھوں نے کہا: پھر کیا تم کسی برطانوی عورت سے شادی کرنا چاہتے ہو؟

نوجوان نے کہا: جی ہاں!

شرف الدین صاحب نے کہا کہ یہ تو جائز نہیں ہے اس لیے کہ یہوی اور نصرانی عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہے۔

نوجوان نے کہا: پھر میں کیا کروں؟

شرف الدین نے کہا کہ وہاں مقیم کسی لڑکی کو تلاش کرتے رہو خواہ عرب کی ہو یا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہندوستان کی ہو یا کسی بھی ملک کی بشرطیکہ وہ مسلمان ہو۔

نوجوان نے کہا: میں نے بہت تلاش کیا مگر کوئی ایسی لڑکی نہیں ملی جس سے میں شادی کر سکوں، یہاں تک کہ متعہ کے لیے بھی کوئی لڑکی نہیں مل سکی۔

اب میرے سامنے دو ہی راستے ہیں: یا میں زنا کروں یا شادی کروں، اور یہ دونوں راہیں میرے لیے دشوار ہیں، کیونکہ زنا حرام ہے اور اور میں اس سے کلی طور پر مجتنب ہوں، اور رہی بات شادی کی تو میں یہ بھی نہیں کر سکتا جیسا کہ آپ کو بتا چکا ہوں، اور مجھے وہاں تقریباً ایک سال یا اس سے زیادہ ٹھہرنا ہے اور اس کے بعد بھی مجھے صرف ایک مہینہ کی ہی رخصت ملے گی، اس طرح میری مدت سفر خاصی طویل ہے۔ اب جناب ہی بتلائیں کہ میں کیا کروں؟

سید شرف الدین صاحب تھوڑی دیر خاموش رہے (ان سے کوئی جواب بن نہیں پا رہا تھا)۔ پھر فرمایا تمہاری صورت حال واقعی بڑی پیچیدہ ہے، بہرحال مجھے اس وقت امام جعفر صادق (علیہ السلام) کی ایک روایت یاد آ رہی ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس کو کثرت سے سفر کرنا پڑتا تھا، وہ نہ اپنے ساتھ اپنی بیوی کو رکھ سکتا تھا اور جہاں جاتا نہ وہاں کسی کے ساتھ متعہ کی گنجائش ہوتی، اس کی وہی صورت حال تھی جو اس وقت تمہاری ہے، تو ابو عبداللہ (علیہ السلام) نے اس سے فرمایا: ''جب تم کو لمبی مدت کے لیے سفر کرنا پڑ جائے تو تم مرد سے نکاح کر لیا کرو۔''(۱) بس یہی جواب تمہارے سوال کا بھی ہے۔(۲)

---

(۱) جب مجھے تنہائی میں سید آل کاشف غطاء سے گفتگو کا موقع ملا تو میں نے سید شرف الدین صاحب کی بیان کردہ اس روایت کے بارے میں دریافت کیا، تو انھوں نے جواب دیا کہ دوران مطالعہ میری نگاہوں سے یہ روایت کبھی نہیں گذری۔ اس وقت سے میں اس روایت کا حوالہ تلاش کر رہا ہوں کہ کسی بھی کتاب میں اس کا ذکر مل جائے، جتنی کتابیں مجھے مل سکیں میں نے کھنگال ڈالیں، لیکن یہ روایت مجھے کہیں نہیں ملی، میرا خیال ہے کہ انھوں نے برجستہ یہ روایت بیان کر دی تھی تاکہ حاضرین کے سامنے ان کی سبکی نہ ہو۔

(۲) سید شرف الدین کے بعض شاگردوں نے مجھ سے بتلایا کہ وہ جب بھی یورپ جاتے ہیں تو وہاں کی گوری چمڑی والی خوبصورت لڑکیوں کے ساتھ عیاشی کرتے ہیں، ہر دن کے لیے الگ ویشیا ہوتی ہے، اس کے علاوہ انھوں نے مارونی فرقہ کی ''نہار'' نامی ایک مسیحی (کتابیہ) لڑکی سے شادی بھی کر رکھی ہے۔ ایسا کیوں ہے کہ وہ اپنے لیے تو ایک چیز کو حلال سمجھتے ہیں اور وہی چیز دوسروں کے لیے حرام؟!

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ شخص وہاں سے چلا گیا لیکن اس کے چہرہ پر بے اطمینانی کے آثار بالکل نمایاں تھے۔ حاضرین بالکل خاموش تھے۔ ان میں حوزہ کے سرپرست بھی تھے، مگر کسی کے منھ سے ایک لفظ بھی نہ نکل سکا۔

مدرس حوزہ کی بدفعلی

حوزہ میں ایک عالم صاحب تھے، وہ ایک کم سن لڑکے کے ساتھ بدفعلی کرتے ہوئے پکڑے گئے، بہت سے کانوں تک ان کی اس حرکت کی خبر پہنچی، دوسرے دن موصوف ہاسٹل میں چہل قدمی فرما رہے تھے، تو حوزہ ہی کے ایک دوسرے عالم جنھیں اس واقعہ کا علم ہو چکا تھا ان کے قریب آئے اور بڑے بلیغ انداز میں چٹکی لیتے ہوئے پوچھا: جناب! ہول (Hole) مارنے کے سلسلہ میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ (۲)

انھوں نے اس سے بھی بلیغ انداز میں جواب دیا: صرف ''حشفہ'' (سپاری) کا داخل کرنا بہتر ہے۔ اور پھر فضا میں ان کے قہقہوں کی آواز گونجنے لگی۔

یہیں حوزہ میں ایک دوسرے عالم صاحب کا واقعہ ہے جو لواطت میں بدنامی کی حد تک مشہور تھے، انھوں نے حوزہ ہی کے ایک عالم کے ساتھ ایک کم سن لڑکے کو دیکھا، دریافت کیا کہ آپ کے ساتھ یہ بچہ کون ہے؟

انھوں نے جواب دیا: یہ میرا فلاں بیٹا ہے۔

اس پر انھوں نے کہا کہ آپ اس کو ہمارے پاس کیوں نہیں بھیجتے کہ ہم اس کو تعلیم دیں اس کی تربیت کریں اور پھر یہ بھی آپ کی طرح ایک بڑا عالم بن جائے؟!

یہ سن کر انھوں نے جھنجلاتے ہوئے کہا: کمینے! میں جانتا ہوں کہ تیری نیت کیا ہے، تو چاہتا ہے کہ میں اس کو تیرے پاس چھوڑ دوں اور پھر تو اس کے ساتھ .... کرے!!

یہ واقعہ مجھ سے حوزہ ہی کے ایک معتبر استاذ نے بیان کیا ہے۔ (۲)

---

(۱) ان کی مراد لواطت سے تھی (۲) اور یہ کوئی انوکھی یا تعجب خیز بات نہیں ہے کیونکہ ہم لُظم کا جو حصہ پڑھتے رہے ہیں اس میں صراحت سے یہ باتیں تک موجود ہیں، ع وجائز نكاح الغلام الأمرد.. (اور امرد لونڈے کے ساتھ نکاح جائز ہے)۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس طرح کے بہت سے واقعات ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں، اور جو کچھ ہم نے سنا ہے وہ اس سے کہیں زیادہ ہے۔ ہمارے ایک فاضل دوست سید عباس نے اس طرح کے بہت سے واقعات (پوری تفصیلات، تاریخ اور ناموں سمیت) جمع کر دیے ہیں اور اس کو "فضائح الحوزة العلمية في النجف" (نجف کے علمی حوزہ کی رسوائیوں کے افسانے) کے نام سے کتابی شکل میں شائع کرنے کا ارادہ بھی رکھتے ہیں۔ یہ کام اس لیے بھی ضروری ہے کہ ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ شیعہ عوام تک حقیقت پہنچے اور ان کو معلوم ہو کہ جو کچھ ان کے سامنے ہے وہ صرف ڈرامہ ہے جبکہ حقیقت کچھ اور ہی ہے! ان بے چاروں کو کچھ خبر نہیں کہ یہ "سادات" (شیعہ علماء) ان کا کیسے استحصال کرتے ہیں! عوام اپنی بیٹیوں، بیویوں اور بہنوں کو ان کے پاس زیارت کے لیے، یاحسین (علیہ السلام) کے نام پر نیاز چڑھانے کے لیے یا پھر اولاد کی تمنا میں بھیجتے ہیں، اور یہ "علماء" ایسے موقعوں کا خوب فائدہ اٹھاتے ہیں، اور خاص کر جب کوئی خوبصورت دوشیزہ ان کے پاس پہنچتی ہے تو اس کو ہاتھوں ہاتھ لیتے ہیں تاکہ اس کے ساتھ ہر نازیبا حرکت کی جا سکے اور ہر طرح سے اپنی خواہش پوری جا سکے!!

ولا حول ولا قوة الا بالله

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خُمس کی حقیقت

متعہ کے بعد شیعہ فقہاء و مجتہدین نے سب سے زیادہ جس چیز کے ذریعہ عوام الناس کا استحصال کیا ہے وہ ہے خمس۔ خمس ان کی آمدنی کا ایک اہم ذریعہ ہے جس کے ذریعہ ان کے قدموں پر دولت کے انبار لگ جاتے ہیں، حالانکہ نصوص شریعت صاف بتاتے ہیں کہ شیعہ عوام پر اس کی فرضیت باقی نہیں رہی، ان کا اپنے اوپر اس کا استعمال بالکل جائز ہے، اپنی کمائی کا یہ پانچواں حصہ نکالنا ان کے لیے ہرگز ضروری نہیں۔ اپنے مال و دولت اور اپنی کمائی میں تصرف کا نہ صرف انھیں پورا حق حاصل ہے بلکہ سادات اور مجتہدین کو خمس دینے والا گنہگاروں کے زمرہ میں ہے، اس لیے کہ یہ امیر المؤمنین (علیہ السلام) اور دیگر ائمۂ اہل بیت کے اقوال کی خلاف ورزی ہے۔

ہمارے معزز قارئین خمس کی حقیقت اور اس کے استعمال کے طریقوں سے بخوبی واقف ہو سکیں اس لیے ہم اس موضوع کو قدرے تفصیل سے لیتے ہوئے اس کے تاریخی ارتقاء پر بھی روشنی ڈالنا چاہیں گے، اور اپنی باتوں کی تائید میں نصوص شریعت، اقوال ائمہ، اور قابل استناد مجتہدین کے فتاویٰ بھی درج کریں گے:

۱) ضریس کنانی سے مروی ہے کہ ابوعبداللہ (علیہ السلام) نے ارشاد فرمایا: ''تمھیں کچھ پتہ بھی ہے کہ لوگوں میں یہ زنا کا چلن کہاں سے آیا؟ میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان! آپ ہی بتلا دیجیے! فرمایا: اہل بیت کی پاکیزہ اور اصلی نسل کو چھوڑ کر ہمارے نام نہاد ''اہل بیت'' کے اسی نظریۂ خمس کی بدولت۔ حقیقی اہل بیت کے لیے تو یہ حلال ہے کیوں کہ وہ اہل بیت ہیں۔''(۱)

(۱) أصول الكافي ۲/۵۰۲۔شرح الشيخ مصطفى

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ حکیم مؤذن بن عیسیٰ سے روایت ہے کہ میں نے ابوعبداللہ (علیہ السلام) سے دریافت کیا کہ اس آیت ﴿وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبىٰ... ﴾ (الأنفال/۴۱) (ترجمہ:- اور جان لو کہ بطور غنیمت جو کچھ تمھیں ملے اس کا پانچواں حصہ ہے اللہ کے لیے، (اس کے) رسول کے لیے، (رسول کے) رشتہ داروں کے لیے...) کا کیا مفہوم ہے؟ اس پر ابوعبداللہ (علیہ السلام) نے کہنیاں موڑ کر گھٹنوں پر رکھیں اور ہاتھوں سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''بخدا! آیت کا مطلب یہ ہے کہ روزمرہ کی آمدنی میں پانچواں حصہ اہل بیت کو دیا جائے، البتہ میرے والد نے شیعوں پر یہ پابندی نہیں رکھی ہے تا کہ وہ پاکیزہ زندگی بسر کر سکیں۔'' (۱)

۳۔ عمر بن یزید کہتے ہیں کہ میں نے مدینہ میں ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اپنا مال لے کر ابوعبداللہ (علیہ السلام) کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ابوعبداللہ (علیہ السلام) نے اسے واپس کر دیا اور فرمایا: ابوسیار! ہم نے اسے تمھارے لیے پاک کر دیا ہے اور تم لوگوں کو اس میں تصرف کا حق دے دیا ہے، اپنا مال لے جاؤ، شیعوں کے پاس جو بھی مال ہے وہ سب ان کا اپنا ہے، جب تک کہ روئے زمین پر ہماری حکومت قائم نہ ہو جائے۔'' (۲)

۴) محمد بن مسلم حضرات حسنین میں سے کسی سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: قیامت کے روز سب سے زیادہ کٹھن گھڑی وہ ہوگی جب خمس والا کھڑا ہوگا اور فریاد کرے گا: پروردگار! میرا خمس!! ہم نے اپنے شیعوں کو اس سے بے نیاز کر دیا ہے تا کہ ان کی اولاد نیک اور پاکیزہ ہو۔'' (۳)

۵) ابوعبداللہ (علیہ السلام) فرماتے ہیں: ''لوگ سب کے سب ہمارے احسان کے سائے میں پلتے ہیں، مگر ہم نے اپنے شیعوں کو اس سے پاک کر دیا ہے۔'' (۴)

۶) یونس بن یعقوب کہتے ہیں کہ میں ابوعبداللہ (علیہ السلام) کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص آیا جس کے چہرے پر ندامت کے آثار تھے، وہ کہنے لگا: میں آپ

---

(۱) الکافی ۲/۴۹۹ (۲) أصول الکافي ۲/۲۶۸

(۳) أصول الکافي ۲/۵۰۲ (۴) من لا یحضره الفقیه ۲/۲۴۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر قربان! ہمارے ہاتھ میں بہت سا مال اور ڈھیر سارا سامان تجارت رہتا ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ آپ حضرات کا بھی اس میں حق ہے، مگر اس حق کی ادائیگی میں ہم سے کوتاہی ہو جاتی ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ اگر ہم نے تم لوگوں پر اس کا بوجھ ڈالا ہے تو ہم سے بڑا ظالم کوئی نہیں!(۱)

۷) علی بن مہزیار کہتے ہیں کہ میں نے ابو جعفر (علیہ السلام) کی ایک تحریر پڑھی ہے جس میں لکھا تھا کہ ان کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا، وہ چاہتا تھا کہ خمس کی ادائیگی سے اسے معاف کر دیا جائے اور وہ اس مال کو اپنے حسب منشا اپنے اوپر استعمال کر سکے، اس پر ابو جعفر (علیہ السلام) نے خود یہ تحریر لکھی کہ جو ہمارا حق ادا کرنے سے قاصر ہے اس سے یہ حکم معاف کیا جاتا ہے۔''(۲)

۸) ایک شخص امیر المؤمنین (علیہ السلام) کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ مجھے کچھ مال ملا جس میں سے کچھ میں نے اپنے اوپر خرچ کر لیا، تو کیا اب میرے لیے توبہ کی گنجائش ہے؟ فرمایا: لاؤ پہلے میرا حق خمس مجھے دے دو۔ وہ خمس لے آیا۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا: لے جاؤ، یہ بھی تمہارا ہی حق ہے۔ اور انسان جب توبہ کرتا ہے تو اس کے ساتھ اس کے مال کی بھی توبہ ہو جاتی ہے۔(۳)

یہ اور اس طرح کی بہت سی روایتوں سے واضح ہو جاتا ہے کہ شیعوں سے خمس کی فرضیت ساقط ہو چکی ہے، انھیں خمس کے مال میں تصرف کا پورا حق حاصل ہے، چاہے اسے وہ خود کھائیں، اہل بیت پر قطعی خرچ نہ کریں یا جو ان کے جی میں آئے کریں ان کو مکمل اختیار ہے، اس پر کوئی گناہ نہیں، بلکہ مذکورہ بالا تیسری روایت کی روشنی میں تو خمس نکالنا ہی ضروری نہیں جب تک کہ امام غائب نہ آ جائیں۔

اور یاد رہے کہ امام غائب کے آنے کے باوجود بھی یہ مال ان کے حوالے نہیں کیا جائے گا جب تک کہ اہل بیت کی حکومت قائم نہ ہو جائے۔

اس تصریح کے بعد اس مال کو فقہاء اور مجتہدین کے حوالے کرنا کہاں سے درست ہو سکتا ہے!؟

---

(۱) من لا یحضرہ الفقیہ ۲/۲۳ (۲) من لا یحضرہ الفقیہ ۲/۲۲ (۳) من لا یحضرہ الفقیہ ۲/۲۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقہاء کرام کے فتاویٰ

مذکورہ روایات اور ان جیسے بہت سارے نصوص کی روشنی میں جن میں صراحت کے ساتھ شیعوں کو خمس سے معاف رکھا گیا ہے، ہمیں متعدد کبار فقہاء اور مجتہدین کے فتاویٰ ملتے ہیں جن میں صاف طور پر شیعوں کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ اہل بیت کی حکومت کے قائم ہونے تک خمس کا مال کسی کے حوالے نہ کریں بلکہ وہ خود ہی اس کا استعمال کریں۔ یاد رہے کہ یہ وہ فقہاء ہیں جن کا علمی مقام ومرتبہ بہت اونچا ہے اور علمائے شیعہ کے نزدیک ان کی بڑی قدر ومنزلت ہے۔ ملاحظہ کیجیے:

۱۔ محقق حلّی نجم الدین جعفر بن حسن (م ۶۷۶ھ)

انھوں نے امام غائب کی غیوبت کے زمانے میں تجارت کے منافع، اور رہنے سہنے کے ساز وسامان کو بلا تکلف استعمال کرنے کی اجازت دی ہے (یعنی کسی میں خمس کا نکالنا ضروری نہیں ہے)، اور فرمایا ہے کہ موجودہ خمس کے مستحقین کو دینے کے لیے خمس نکالنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔(۱)

۲۔ یحییٰ بن سعید حلّی (م ۶۹۰ھ)

آپ کا یہ نظریہ تھا کہ ائمہ کرام نے شیعوں کے اعزاز اور ان کے اکرام میں ان کو اپنے اوپر خمس کے استعمال کی اجازت دی ہے، جس کی صراحت آپ کی کتاب ''الجامع للشرائع'' (صفحہ/۱۵۱) میں ملتی ہے۔

۳۔ حسن بن مطہر حلّی

ان کا زمانہ آٹھویں صدی ہجری کا ہے، انھوں نے شیعوں سے خمس کے سقوط اور ان کے لیے اس کے استعمال کے جواز کا فتویٰ دیا تھا، یہ فتویٰ ''تحریر الأحکام'' میں صفحہ نمبر/۷۵ پر موجود ہے۔

---

(۱) کتاب شرائع الاسلام/۱۸۲-۱۸۳ کتاب الخمس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴-شہید ثانی (م ۹۶۶ھ)

انھوں نے "مجمع الفائدة والبرهان" (۱) میں اپنی اس رائے کا اظہار کیا کہ خمس کا استعمال مطلقاً جائز ہے، نیز فرمایا کہ یہی بات صحیح ہے جیسا کہ کتاب "مسالك الأفهام" (صفحہ/۶۸) میں درج ہے۔

۵-مقدس اردبیلی (م ۹۹۳ھ)

آپ اپنے دور کے بہت بڑے فقیہ تھے۔لوگوں میں آپ کے مقام ومرتبہ کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کو "مقدس" کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔آپ کا کہنا تھا کہ شیعوں کو امام غائب کے مالِ خمس میں تصرف کا پورا حق ہے، خاص کر جب ان کو اس کی سخت ضرورت ہو۔مزید فرمایا کہ روایات کے عموم سے ثابت ہوتا ہے کہ خمس کلی طور پر ساقط ہے خواہ زمانۂ غیبوبت ہو یا زمانۂ حضوری، کیونکہ کسی بھی قسم کے منافع پر یہ سرے سے واجب ہی نہیں، اس لیے کہ اس سلسلہ میں نہ کوئی پختہ دلیل موجود ہے اور نہ "مالِ غنیمت" ہی موجود ہے۔

ہمارا خیال ہے کہ اس آیت کی روشنی میں انھوں نے یہ رائے ظاہر کی ہے: ﴿وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَيْءٍ﴾ (الأنفال/۴۱) (ترجمہ: اور جان لو کہ جو کچھ تم کو مالِ غنیمت میں سے ملے)۔

انھوں نے اس کی بھی صراحت کی ہے کہ بہت سی روایات میں امام مہدی نے فرمایا ہے کہ ہم نے شیعوں کے لیے خمس کو حلال کردیا ہے۔

۶-علامہ سلار

آپ کا کہنا ہے کہ غیبوبت کے زمانے میں ائمہ نے شیعوں کے اعزاز واکرام میں خمس کو ان کے لیے معاف کردیا ہے۔(۲)

(۱) ۴/۳۵۵-۳۵۸ (۲) المراسیم صفحہ/۶۳۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷-سید محمد علی طباطبائی

آپ کی وفات گیارہویں صدی کے اوائل میں ہوئی ہے، آپ کا کہنا ہے کہ خمس کے سلسلہ میں صحیح قول اباحت ہی کا ہے۔(۱)

۸-محمد باقر سبزواری

آپ کا زمانہ گیارہویں صدی کے اواخر کا ہے، آپ فرماتے ہیں کہ خمس کا مال شیعوں کے لیے حلال ہے، اور اس کے ثبوت کے لیے یہ حوالے کافی ہیں: صحیحة الحارث بن المغيرة، صحيحة الفضلاء، رواية محمد بن مسلم، رواية داود بن كثير، رواية اسحاق بن يعقوب، رواية عبدالله بن سنان، صحيحة زرارة، صحيحة علي بن مهزيار، صحيحة كريب، وغیرہ۔

اس رائے پر وارد ہونے والے بعض اشکالات کا جواب دینے کے بعد فرماتے ہیں کہ جواز کی روایتیں ہی زیادہ صحیح اور صریح ہیں، لہٰذا مذکورہ روایات کی بنا پر اس سے ہٹ کر دوسری بات کہنا بالکل درست نہیں۔

خلاصۂ کلام یہ کہ امام غائب کی روپوشی کے زمانے میں خمس کے استعمال کی اجازت والا قول ہی قوی ہے۔(۲)

۹-محمد حسن فیض کاشانی

انھوں نے اپنی کتاب "مفاتيح الشريعة"(۳) میں اس حق کے سقوط کا قول اختیار کیا ہے جس کا تعلق امام مہدی سے ہے اور فرمایا ہے کہ اس کی دلیل یہ ہے کہ شیعوں کو اس کے استعمال کی اجازت ائمہ نے دی ہے۔

۱۰-جعفر کاشف غطاء (م ۱۲۲۷ھ)

آپ نے "كشف الغطاء" (صفحہ/۳۶۴) میں ائمہ کے ذریعے شیعوں کو

(۱) مدارك الأفهام/۳۴۴ (۲) ذخيرة المعاد صفحہ/۲۹۲ (۳) صفحہ/۲۲۹، مفتاح نمبر ۲۶۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دی گئی خمس کی حلت اور ان کے ذمہ سے اس کے سقوط کا تذکرہ کیا ہے۔

۱۱-محمد حسن نجفی (م ۱۲۶۶ھ)

انھوں نے اپنی کتاب "جواهر الكلام"(۱) میں یہ ثابت کیا ہے کہ امام غائب کی غیبوبت کے زمانہ میں بلکہ ان کی حضوری کے زمانے میں بھی (جو کہ غیبوبت ہی کے مثل ہے) شیعوں کے لیے خمس کا استعمال بالکل جائز ہے، اور اس کی بھی وضاحت کی ہے کہ اس سلسلہ کی روایات قریب قریب حد تواتر تک پہنچتی ہیں۔

۱۲-شیخ رضا ہمدانی (م ۱۳۱۰ھ)

اب میں اخیر میں شیخ رضا ہمدانی کی رائے نقل کرنا مناسب سمجھتا ہوں جو انھوں نے اپنی کتاب "مصباح الفقيه"(۲) میں ظاہر کی ہے، ان کی رائے ہے کہ غیبوبت امام کے زمانہ میں خمس کا مال شیعوں کے لیے حلال ہے۔

خیال رہے کہ شیخ ہمدانی اخیر دور کے عالم ہیں، ان کا زمانہ تقریباً ایک صدی قبل کا ہے۔

اس طویل بحث سے یہ بات کھل کر سامنے آ گئی کہ متاخرین ومتقدمین تمام ائمۂ مجتہدین کا یہ کہنا ہے کہ خمس کا استعمال شیعوں کے لیے جائز ہے، اس کی ادائیگی ان کے لیے ضروری نہیں ہے۔ چودھویں صدی کے اوائل تک اس پر عمل ہوتا رہا۔ اس کے علاوہ نصوص سے بھی خمس کے جواز کی دلیل ملتی ہے۔

جب صورتحال یہ ہے تو پھر خمس کا مال آج کے فقہاء ومجتہدین کے حوالے کرنا کیسے درست ہوسکتا ہے؟ جب کہ خود ائمۂ کرام نے خمس کا مال لینے سے انکار کیا اور اس کے مالکوں کو واپس کر دیا، تو کیا فقہاء ومجتہدین کا مرتبہ اور ان کی حیثیت ائمہ علیہم السلام سے بھی بڑھ کر ہے؟!

خمس کے جواز کے سلسلہ میں ائمہ کرام کے سیکڑوں اقوال وفتاویٰ موجود ہیں،

(۱) ۱۴۱/۱۶ (۲) صفحہ/۱۵۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان میں سے ہم نے بطور مثال محض چند کا ذکر کیا ہے۔ چونکہ اس مسئلہ میں یہی قول راجح ہے، اور نصوص اور عمل ائمہ کے مطابق بھی ہے، اس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ ہر صدی میں اس کے قائل فقہاء کی ایک بڑی تعداد رہی ہے، اسی لیے ہم نے ہر صدی میں سے ایک شخصیت کا انتخاب کر کے اس کے قول کو ذکر کیا ہے۔

شیخ مفید کا فتویٰ

آیئے! اب ہم شیعہ مکتبہ فکر کی دو ممتاز شخصیتوں کے فتاویٰ دیکھتے ہیں: شیخ مفید اور شیخ طوسی۔

شیخ مفید ارشاد فرماتے ہیں:

امام غائب کی غیوبت کے زمانے میں خمس کی ادائیگی اور عدم ادائیگی کے سلسلہ میں اختلاف پایا جاتا ہے، ایک فریق کسی بات کا قائل ہے تو دوسرا فریق دوسری رائے رکھتا ہے۔ (پھر آپ نے اس سلسلہ کے اقوال گنانے کے بعد فرمایا کہ) بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ جب امام غائب ہیں تو پھر یہ مال کس کو دیا جائے؟ لہٰذا خمس کا نکالنا واجب نہیں ہے۔ اس کی تائید میں متعدد روایتیں موجود ہیں۔

بعض حضرات اس بات کے قائل ہیں کہ اس مال کو دفن کر کے رکھا جائے گا، اس کی تائید میں یہ روایت پیش کرتے ہیں کہ امام غائب جب حاضر ہوں گے تو زمین اپنے خزانے اگل دے گی، اور جب وہ اقتدار میں آئیں گے تو اللہ تعالیٰ انھیں ان خزانوں کا پتہ بتا دے گا، جنھیں وہ ان کی جگہ سے حاصل کر لیں گے۔

پھر ان اقوال میں سے ایک قول کو اختیار کرتے ہوئے شیخ مفید فرماتے ہیں کہ صاحب امر (یعنی امام غائب) کے لیے خمس کو الگ کر کے رکھا جائے گا، اگر ان کے ظہور سے پہلے کسی کو اپنی موت کا یقین ہو جائے تو اس کے لیے ضروری ہوگا کہ کسی ایسے شخص کو وصیت کر جائے جو عقل اور دین کے متعلق قابل اطمینان ہو یہاں تک کہ امام کا زمانہ آ جائے اور وہ اسے ان کے حوالے کر دے، ورنہ پھر وہ شخص اپنی موت کا وقت آ جانے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر کسی دوسرے شخص کو جس کی عقل اور دین پر اس کو اطمینان ہو، یہ مال حوالے کر دے۔ مذکورہ شرط کے ساتھ یہی سلسلہ چلتا رہے گا تا آنکہ امام غائب کا ظہور ہو جائے۔

یہی قول میرے نزدیک سابقہ تمام اقوال میں زیادہ واضح ہے اس لیے کہ خمس امام غائب کا حق ہے، اور امام اپنی غیبوبت سے قبل اس کی ادائیگی کے لیے کوئی واضح طریقہ چھوڑ کر نہیں گئے جس پر عمل کرنا واجب ہو۔

مزید فرماتے ہیں کہ خمس کا حکم زکوٰۃ ہی کی طرح ہوگا، جس طرح زکوٰۃ کا وقت آنے پر اسے ادا کرنا اور مستحقین تک اس کو پہنچانا ضروری ہے، اسی طرح خمس کا بھی حکم ہوگا۔

یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنے مال خمس کے دو حصے کر کے ایک امام کے لیے محفوظ کر دے اور دوسرے حصہ سے قرآن کی روشنی میں محمد (ﷺ) کی آل اطہار میں سے جو یتیم ہوں، مسافر ہوں، مسکین ہوں ان کی ضرورتوں کی تکمیل کرے تو وہ راہ راست سے دور نہیں مانا جائے گا، بلکہ اس کا یہ عمل درست ہوگا۔ اگرچہ اس سلسلہ میں فقہاء کے مابین اختلاف رائے موجود ہے۔(۱)

شیخ طوسی کا فتویٰ

شیخ طوسی (م ۴۶۰ھ) حوزۂ نجف کے بانی واولین سرپرست ہیں، آپ خمس کے احکام ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

خمس کی فرضیت کا حکم امام کے زمانۂ ظہور سے وابستہ ہے (۲) اور امام کے عدم ظہور کی صورت میں فقہاء نے شیعوں کو نکاح، تجارت اور مکانات جیسی ضروریات میں اس کے تصرف کی اجازت دی ہے۔ اس کے علاوہ کسی بھی صورت میں کسی بھی طرح کے تصرف کی اجازت نہیں ہے۔ اور جہاں تک تعلق ہے امام غائب کی حاضری

(۱) المقنعۃ/۴۶ (۲) یعنی امام کے ظاہر ہونے کے بعد خمس کا حکم دوسرا ہے، اور ظہور نہ ہونے کی صورت میں دوسرا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے قبل کے دفینے اور خزانے کا تو ہمارے اصحاب کے مابین اس سلسلہ میں اختلاف ہے، کیونکہ اس ضمن میں کوئی صریح دلیل موجود نہیں۔ اسی لیے سارے فقہاء نے اس سلسلہ میں احتیاط سے کام لیا ہے۔

پھر طوسی نے ان آراء کو چار اقوال میں دائر کیا ہے :

۱۔ بعض کہتے ہیں کہ جتنی طویل مدت امام غائب' روپوش یا غائب رہیں تو ہر چیز ہمارے لیے مباح ہے تو نکاح وتجارت جیسے معاملات ہی کی طرح خمس کا بھی حکم ہوگا۔ یہی قول سب سے زیادہ صحیح ہے اس لیے کہ یہی قول ائمہ سے منقول نصوص کے موافق ہے، اور اکثر فقہاء کا اسی پر فتویٰ ہے۔

۲۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ جب تک انسان زندہ رہے خمس نکال کر اس کی حفاظت کرتا رہے، مرنے کا وقت آنے پر اپنے کسی قابل اعتماد مؤمن بھائی کو اس کی وصیت کر کے مرے کہ صاحب امر (یعنی امام) کے آنے پر ان کے حوالے کرے یا پھر وہ بھی اپنے بعد آنے والوں کو وصیت کر کے مرے، یہ سلسلہ چلتا رہے یہاں تک کہ امام غائب کا ظہور ہو جائے اور یہ امانت ان تک پہنچ جائے۔

۳۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کو دفن کرنا واجب ہے، اس لیے کہ امام غائب کی حاضری کے بعد زمین اپنے خزانے اگل دے گی۔

۴۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ خمس کے چھ حصے کرنا واجب ہے؛ تین حصے امام کے لیے دفنا دیے جائیں یا قابل اعتماد لوگوں کے پاس امانت کے طور پر رکھوا دیے جائیں (یہی قول طوسی نے اختیار کیا ہے)، اور بقیہ تین حصے آلِ محمد (ﷺ) کے یتیموں، مسکینوں اور مسافروں میں جو اس کے مستحق ہیں ان پر تقسیم کر دیے جائیں۔

اس رائے پر عمل کرنا زیادہ مناسب ہے، خمس کو زکوٰۃ پر قیاس کر کے جو فتویٰ شیخ مفید نے دیا ہے یہ قول ان کے اس فتویٰ کے مطابق ہے۔

---

(۱) ان کا یہ کہنا کہ کوئی صریح نص موجود نہیں یہ خود محل نظر ہے، اس لیے کہ زمانۂ غیبوبت میں شیعوں کے حق میں خمس کے مباح ہونے کے سلسلہ میں بہت سارے نصوص ہیں جن میں سے بعض کا تذکرہ ہم کر چکے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر فرماتے ہیں کہ اگر انسان احتیاط کو پیش نظر رکھے اور دفن یا وصیت جیسے مذکورہ اقوال میں سے کسی قول پر عمل کر لے تو وہ مجرم نہیں ہوگا (انتہی بتصرف یسیر)۔

غیبوبت امام کے زمانے میں خمس میں تصرف سے متعلق اقوال کا طوسی نے ان چار اقوال میں حصر کیا ہے، اور ان میں سے خود چوتھا قول انھوں نے اختیار کیا ہے (۱) اور یہ بھی واضح کیا ہے کہ ان چاروں میں سے کسی قول پر بھی عمل کرنے والا مجرم نہیں۔

یہ چاروں اقوال ہمارے پیش نظر ہیں، اگرچہ کہ ان کی بعض تفصیلات وجزئیات میں اختلاف ہے مگر ایک چیز پر سب کا اتفاق ہے، اور وہی ہماری گفتگو کا محور ہے، وہ یہ کہ اس مالِ خمس میں (جو کہ امام غائب کا حق ہے) علماء اور مجتہدین میں سے کسی کا کوئی حق نہیں۔

یہ چاروں اقوال اموالِ خمس سے متعلق ہیں اور ان میں تصرف کے سلسلہ میں مختلف طریقے بیان کیے گئے ہیں، مگر کہیں بھی صراحتاً تو دور کی بات اشارۃً وکنایۃً بھی یہ ذکر نہیں ملتا کہ فقہاء ومجتہدین کو خمس کا پورا مال یا اس کا کچھ حصہ ہی ملنا چاہیے۔

چوتھا قول جسے شیخ طوسی نے بھی اختیار کیا ہے یہی شیعوں کا بھی قول ہے، ظاہر ہے شیخ طوسی سید الطائفہ اور حوزۂ علمیہ کے مؤسس بھی ہیں۔

سوچیے! شیخ اور ان سے پہلے اور بعد کے سب شیعہ کیا غلطی پر تھے؟ حوزۂ نجف کے اولین سرپرست کا فتویٰ آپ نے ملاحظہ فرمالیا۔ اب آیئے! حوزہ کے آخری سرپرست مولانا مرحوم ابو القاسم خوئی کا فتویٰ دیکھتے ہیں تاکہ حوزہ کے پہلے اور آخری سرپرست کے درمیان فتوؤں کا فرق واضح ہو جائے:

امام خوئی کا فتویٰ

خمس کے مستحقین اور اس کے مصارف کو بیان کرتے ہوئے امام خوئی فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں (جو کہ غیبوبت کا زمانہ ہے) خمس کے دو حصے کیے

(۱) یہی اکثر فقہاء کی بھی رائے ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائیں گے؛ ایک حصہ امام موعود کے لیے (ہماری روحیں ان پر قربان!) اور ایک حصہ بنی ہاشم کے یتیموں، مسکینوں، اور مسافروں کے لیے۔

آگے فرماتے ہیں کہ جو ایک حصہ امام کا حق ہوگا وہ ان کی غیبوبت کے زمانہ میں ان کے نائب کو دیا جائے گا بشرطیکہ وہ فقیہ ہو، قابل اعتماد ہو، مصارف کا مکمل علم رکھتا ہو، یہ حصہ اس کے حوالے کردیا جائے گا، یا اپنے لیے اس سے اجازت لے لی جائے گی۔(۱)

امام خوئی کا یہ فتویٰ شیخ طوسی کے فتویٰ سے بالکل مختلف ہے؛ شیخ طوسی خمس یا اس کے کسی بھی حصہ کو فقیہ مجتہد کے حوالے کرنے کے قائل نہیں ہیں، اوران کے اسی فتویٰ کی روشنی میں ان کے معاصر جمہور شیعہ کا عمل بھی رہا ہے، جب کہ مولانا مرحوم امام خوئی کا فتویٰ صاف بتارہا ہے کہ خمس یا اس کے حصوں کو فقیہ یا مجتہد کے حوالے کیا جائے گا۔

(۱) ضیاء الصالحین، مسئلہ نمبر ۱۲۵۹ صفحہ / ۳۴۷

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظریۂ خمس کے ارتقاء پر ایک نظر

پہلا قول

سلسلۂ امامت کے انقطاع اور امام مہدی کی روپوشی کے بعد یہ رائے سامنے آئی کہ خمس کا مال امام غائب کے لیے مخصوص ہے، کسی فقیہ و سید یا کسی مجتہد کا اس میں کوئی حق نہیں؛ یہی وجہ تھی کہ بیسیوں لوگوں نے صرف خمس کا حقدار بننے کے لیے امام غائب کی نیابت کا دعویٰ کیا، اور کہا کہ امام غائب سے ہماری ملاقات ہوتی رہتی ہے، اور ہم ان کا حق خمس ان تک پہنچا سکتے ہیں۔

یہ رائے غیبوبت صغریٰ کے زمانے میں سامنے آئی، اس پر ایک یا دو صدی اس حال میں گذر گئی کہ کسی مجتہد یا کسی سید کو خمس نہیں دیا گیا، اسی دور میں شیعوں کی مشہور و معروف کتابیں جو کہ ''صحاح اربعہ'' (ابتدائی چار صحاح) کے نام سے مشہور ہیں، منظر عام پر آئیں۔ ان تمام کتابوں میں شیعوں کو خمس سے معاف رکھا گیا ہے اور ان کے لیے اس کے استعمال کی اجازت ذکر کی گئی ہے۔ سادات اور مجتہدین کے حوالے خمس کرنے کا کوئی فتویٰ ان میں درج نہیں ہے۔

دوسرا قول

مذکورہ قول کی روشنی میں غیبوبت کے زمانے میں شیعوں کو جب خمس کے استعمال کی اجازت مل گئی تو پھر اس نظریہ کے ارتقاء کا سفر آگے بڑھا، اور خود غرض شیعوں نے جب پہلے قول سے راہ فرار اختیار کرنا چاہا تو خمس کے وجوب کا فتویٰ صادر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دیا گیا، اور یہ کہا گیا کہ خمس نکالنا واجب ہے اور امام غائب کی حاضری تک اس کو زمین میں دفن کر کے محفوظ رکھا جائے گا۔

تیسرا قول

ذرا اور ترقی ہوئی تو یہ کہا گیا کہ یہ مال کسی امانت دار شخص کے پاس رکھا جائے، اور اس کے لیے سب سے زیادہ موزوں فقہاء کرام کی شخصیتیں ہیں۔ یہ بھی واضح رہے کہ یہ کوئی فرض نہیں بلکہ صرف مستحب ہے۔ پھر یہ فقیہ کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ ان امانتوں کی حفاظت کرے اور ان میں کوئی تصرف نہ کرے یہاں تک کہ امام مہدی تک پہنچا دے۔

نوٹ

کیا کوئی فقیہ ایسا بھی گزرا ہے جس نے ان امانتوں کا خیال رکھا ہو اور اس حد تک رکھا ہو کہ اپنے بعد اپنے جانشین کو تاکید کی ہو کہ یہ امانتیں ہیں، ان کا لحاظ رکھنا، اور صحیح سلامت آنے والے جانشینوں کے حوالے کر دینا؟!

بلا شبہ سچائی یہی ہے کہ اس طرح کے ''امانت دار فقیہ'' کا دیدار نہ ہماری آنکھوں کو نصیب ہوا اور نہ ہی اس کا تذکرہ ہماری سماعت سے ٹکرایا، جس کے بارے میں یہ کہا جا سکے کہ خمس کا مال اس کے پاس محفوظ تھا اور اس نے آنے والوں کے لیے اسے بطور امانت چھوڑا ہو!

حقیقت یہی ہے کہ جو مال ہمارے فقہاء کے پاس امانت کے طور پر رکھوائے گئے، ان کی وفات کے بعد ان کے ورثاء نے میراث سمجھ کر اس پر خوب ہاتھ صاف کیا، اس طرح سے خمس کی امانت جو امام غائب تک سلسلہ وار پہنچنی تھی وہ راستہ ہی میں ہمارے ''امانت دار فقہاء'' کے وارثوں میں تقسیم ہوگئی، اور ورثاء کو بھی یہ میراث اس وقت نصیب ہوئی جبکہ ہمارے فقہاء اپنی زندگی میں امانتوں کا لحاظ رکھنے والے رہے ہوں اور اس امانت کو انھوں نے اپنی ذاتی ملکیت نہ سمجھ لی ہو!

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ قاضی ابن بہراج (براج) نے اس نظریہ کو ایک منزل اور آگے بڑھاتے ہوئے استحباب سے نکال کر وجوب کے درجہ تک پہنچا دیا۔ یہ وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے امام غائب کی آمد تک ان کا حصہ قابل اعتماد فقہاء (اگر فقہاء کی زندگی میں امام غائب آگئے تو یا پھر نسل در نسل ان کے قابل اعتماد ورثاء) کے پاس امانت رکھوانے کے وجوب کا فتویٰ دیا۔(۱)

ارتقاء کے سفر کا یہ ایک اہم اور قابل ذکر مرحلہ تھا۔

چوتھا قول

اس کے بعد متأخرین علماء کا دور آیا، انھوں نے آہستہ آہستہ اور منزلیں طے کیں، یہاں تک کہ اخیر سے پہلے والا (Second Last) مرحلہ آیا اور انھوں نے خمس کا مال فقہاء کے حوالے کرنے کے وجوب کا فتویٰ دیا، اور فقہاء کو یہ اختیار دیا کہ جن یتیموں اور مسکینوں کا تعلق اہل بیت سے ہو ان میں سے مستحقین کے درمیان اسے تقسیم کر دیں۔

کتاب ''الوسیلة'' (۱) کی تصریح کے مطابق راجح قول یہی ہے کہ چھٹی صدی میں فقیہ ابن حمزہ وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے یہ رائے پیش کی، اور صاحب خمس کے خود سے تقسیم کرنے کے بجائے (بالخصوص اس وقت جب کہ اچھی طرح تقسیم کرنا اسے نہ آتا ہو) فقہاء کے حوالے کرنے کو افضل بتایا۔

پانچواں قول

رفتہ رفتہ اس نظریہ نے اپنے ارتقائی سفر کے اور مراحل طے کیے اور قریبی زمانہ میں (غالباً ایک صدی قبل) اس کا آخری مرحلہ سامنے آیا، اور بعض فقہاء نے امام غائب کے اس حصہ کو طالبانِ علوم پر اور دینی شعائر کے قیام پر نیز فقیہ کے ذریعے مناسب سمجھے

(۱) اس کی تصریح کتاب المهذب ۱۸۰/۸ میں موجود ہے۔ (۲) الوسیلة فی نیل الفضیلة صفحہ/۶۸۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئے دیگر مصارف میں بھی خرچ کرنے کے جواز کا فتویٰ دیا، مثال کے طور پر سید محسن حکیم کا فتویٰ جوان کی کتاب ''مستمسك العروة الوثقیٰ'' میں موجود ہے۔(۱)

یہ بھی واضح رہے کہ انھوں نے یہاں تک کہہ دیا ہے کہ امام غائب کے اس حصہ کو صرف کرنے کے لیے کسی فقیہ کی طرف رجوع کی بھی ضرورت نہیں۔

اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ یہ قصہ ماضی قریب ہی کی اختراع ہے۔ شیعوں نے جب اپنی صورتحال کا جائزہ لیا تو انھیں اپنے مدارس اور مطابع خستہ حال نظر آئے، نیز اپنی ذاتی ضرورتوں کا خیال بھی انھیں ستانے لگا، ان ضرورتوں کی تکمیل اور مسائل کے حل کے لیے انھیں ایک زبردست بجٹ اور خطیر رقم کی ضرورت تھی، اب یہ ''بیچارے'' کیا کرتے؟!

بالآخر جملہ ضرورتوں کی تکمیل اور ذاتی مفادات کو بروئے کار لانے اور پھر زبردست صاحبِ جاہ وثروت بننے کے لیے نظریۂ خمس ان کے حق میں سب سے مؤثر اور اچھا ذریعہ ثابت ہوا۔ آج فقہاء ومجتہدین کی صورت حال کا مشاہدہ کچھ اسی طرح کے نتائج تک پہنچاتا ہے۔

یہ نظریہ اپنے ارتقائی سفر کے متعدد مراحل طے کرتا اور مختلف تبدیلیوں سے آشنا ہوتا ہوا اس نتیجہ پر پہنچا کہ کمائی کا خمس (پانچواں حصہ) فقہاء اور مجتہدین کے حوالے کرنا واجب ہے۔

اس سے یہ بات پوری طرح کھل کر سامنے آگئی کہ خمس کے سلسلہ میں نہ کتاب وسنت میں کوئی دلیل ہے اور نہ ہی اقوال ائمہ میں کوئی ثبوت، بلکہ یہ اخیر دور کی پیداوار ہے جو بعض مجتہدین کے ذہنوں کی اختراع ہے، اور یہ کتاب وسنت اور ائمہ اہل بیت اور معتبر ومستند علماء وفقہاء ومجتہدین کے اقوال کے سراسر خلاف ہے۔

مخلصانہ اپیل

میں اپنے شیعہ بھائیوں اور بیٹوں سے مخلصانہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنی کمائی

---

(۱) ۵۸۴/۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوراس کے منافع کا خمس (پانچواں حصہ) سادات اور مجتہدین کے حوالے ہرگز ہرگز نہ کریں، اس لیے کہ آپ لوگوں کے لیے اس کا استعمال بالکل جائز ہے، کسی سید یا فقیہ کا اس میں کوئی حق نہیں بنتا، اور جو اس جرم کا ارتکاب کرتا ہے کہ مجتہد یا فقیہ کو خمس دے وہ ائمہ کے اقوال کی خلاف ورزی کی وجہ سے گناہگار شمار ہوگا، اس لیے کہ تمام شیعوں سے اس وقت تک کے لیے خمس کی فرضیت ساقط ہے جب تک کہ امام غائب کا ظہور نہ ہو جائے۔

امام خمینی کا قول

اس موقع پر یہ بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اس سلسلہ میں آیۃ اللہ العظمیٰ امام خمینی کا قول بھی نقل کر دوں، ۱۳۸۹ھ کی بات ہے کہ حوزہ میں ہم لوگوں کے سامنے ایک محاضرہ (۱) میں آپ نے فرمایا تھا:

”بڑی کوتاہ نظری ہوگی اگر یہ کہا جائے کہ شریعت میں خمس کا حکم صرف آل رسول ﷺ کی معاشی ضرورتوں کی کفالت کے لیے دیا گیا ہے، کیونکہ اس مقصد کے لیے ہزاروں ہزار کے اس بجٹ کا صرف ایک معمولی حصہ ہی کافی تھا۔ تہران، دمشق اور استنبول وغیرہ کی زبردست تجارتی منڈیوں کا ذکر چھوڑیے، صرف بغداد کی ایک منڈی ہی کو لیجیے، اس کا پانچواں حصہ ہی ان کی کفالت کے لیے کافی تھا! تو آپ ہی بتائیے بقیہ مال آخر کہاں کھپے گا؟!“

مزید فرمایا:

”میرا ماننا ہے کہ انصاف پسند اسلامی حکومتوں کو بھی چھوٹے چھوٹے اور مصلحت عامہ سے ہٹے ہوئے کاموں کے لیے اتنے بڑے بجٹ کی ضرورت نہیں پڑتی۔“

بات کو جاری رکھتے ہوئے کہتے ہیں:

”فقراء اور مساکین کو دینے کے لیے زکوٰۃ کا ٹیکس، اور سادات اہل بیت کی

(۱) یہ محاضرہ بعد میں ”الحکومۃ الاسلامیۃ“ یا ”ولایۃ الفقیہ“ کا نام سے شائع ہوا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاشی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے خمس کا ٹیکس لاگو نہیں کیا گیا، یہ تو ان کی ضرورتوں سے ہزار ہا ہزار گنا بڑھا ہوا ہے۔ تو کیا یہ ممکن ہے کہ اسلام اس کے بعد بھی زکوٰۃ اور خمس کا ٹیکس فقراء اور سادات کے لیے باقی رکھے؟ اور پھر ان کی ضرورتوں کی تکمیل کے بعد بچے ہوئے مال کا کیا ہوگا؟ کیا اس کو دریائی موجوں کے حوالے کیا جائے گا یا سپرد خاک کر دیا جائے گا؟!

شروع زمانے میں جن سادات کا اسی پر مدار تھا ان کی تعداد سو سے متجاوز نہ تھی۔ مان لیجیے آج ان کی تعداد پانچ لاکھ ہے تو کیا یہ معقول بات ہوگی کہ اسلام اس چھوٹی سی ضرورت کی تکمیل کے لیے اتنا بڑا بجٹ منظور کر لے جو روز افزوں (جیسے جیسے تجارت کا سلسلہ بڑھتا جاتا ہے، صناعتوں کی ترقی ہوتی جاتی ہے) بڑھتا ہی جا رہا ہے؟! کیا یہ اتنا بڑا بجٹ محض ذریت رسول کی معاشی آسودگی کے لیے ہے؟" (۱)

دیکھیے! امام خمینی کس صراحت سے فرما رہے ہیں کہ اس وقت خمس کا مال بہت زیادہ ہے، جب کہ یہ اس وقت کی بات ہے جب حوزہ میں امام خمینی کا محاضرہ ہو رہا تھا، اب آپ سوچیے! ہر شخص کی تجارت کا پانچواں حصہ آج کس قدر ہوگا؟!

آپ نے صاف فرمایا کہ اس زبردست بجٹ کا ایک معمولی سا حصہ بھی اہل بیت کے لیے کافی ہے! تو پھر بقیہ حصوں کا کیا کیا جائے؟!

"تو ہر حال میں اسے فقہاء اور مجتہدین پر ہی خرچ کیا جائے"۔ شاید امام خمینی یہی کہنا چاہ رہے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ امام خمینی بہت رئیس شخص تھے، عراق کے زمانۂ قیام میں ان کے پاس دولت کے انبار تھے حتیٰ کہ جب انھوں نے فرانس میں قیام کا ارادہ کیا تو اپنا سرمایہ عراقی دینار سے امریکی ڈالر میں تبدیل (Convert) کرایا اور پیرس کے بینکوں میں ایکسچینج (Exchange) کے زبردست منافع کے ساتھ خزانوں پر خزانے جمع کیے۔

---

(۱) تفصیل کے لیے امام خمینی کی مذکورہ کتابیں (۱/۳۹-۴۲، طبع مطبعة الآداب، نجف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسان کی بربادی کے دو راستے

انسان میں بگاڑ و فساد دو راستوں سے آتا ہے: جنس اور مال؛ اور یہ دونوں چیزیں ہمارے علماء کو میسر ہیں۔ متعہ کے حوالے سے اگلی اور پچھلی شرمگاہیں۔ خمس اور نذرانوں کے نام پر سیم و زر کے انبار!!

اب کون ہوگا جو ان پیش کشوں کو ٹھکرائے اور ان کے آگے پہاڑ بن کر ڈٹ جائے؟! بالخصوص جب یہ بات بھی واضح ہو چکی ہو کہ اس نے اس راستہ کا انتخاب اور اپنے سر پر دستار فضیلت رکھی ہی اس لیے ہے کہ جنسی آسودگی، اور دولت خمس کے ذریعے سے اپنی شکم پروری کا سامان کرے!

مجتہدین کے مابین مقابلہ آرائی

حصول خمس کی دوڑ میں علماء شیعہ اور مجتہدین کے درمیان زبردست مقابلہ آرائی بھی شروع ہو چکی ہے، خمس کا اوسط گھٹانے میں ہر ایک پیش پیش ہے، ہر کوئی ایک دوسرے سے بازی لے جانا چاہتا ہے تاکہ دوسرے کے مقابلہ میں لوگ اس کے پاس زیادہ آئیں اور اسے مال اینٹھنے کے خوب مواقع مل سکیں، اس کے لیے نت نئے شیطانی ہتھکنڈے اور فریب سے بھرپور چالیں بھی اختیار کی جا رہی ہیں۔

ایک شخص سید سیستانی کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ حضرت! مجھ پر پانچ ملین کا حق خمس بنتا ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ اس کا آدھا (یعنی ڈھائی ملین) ادا کر کے چھٹی پاؤں، اس پر حضرت سیستانی نے فرمایا: لاؤ ڈھائی ملین۔ اس نے دے دیا، تو آپ نے اسے ہاتھوں میں لے کر ارشاد فرمایا: یہ میں نے تمھیں ہبہ کر دیا (یعنی وہ رقم اسے واپس کر دی)۔ پھر سید سیستانی نے فرمایا: دوبارہ دو۔ اس نے دوبارہ دیا تو فرمایا: اب مجموعی طور پر تمھاری طرف سے دی گئی رقم پانچ ملین ہو گئی، جاؤ، اب تم ذمہ سے بری ہو۔

دوسرے علماء نے جب یہ دیکھا تو وہ بھی خمس کا اوسط کم کرنے پر تُل گئے اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طریقے کو استعمال کرنے لگے بلکہ لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لیے دوسرے طریقے بھی ایجاد کیے گئے، اس طرح خمس کے حصول کے لیے علماء کے مابین ایک "شریفانہ مقابلہ" کی شکل بن گئی۔ خمس کا اوسط کم سے کم تر ہوتا گیا اور دولتمند طبقہ اسی فراق میں رہنے لگا کہ کون سب سے کم اوسط (Percentage) پر راضی ہو رہا ہے جس کے پاس جا کر اس فریضہ سے سبکدوشی ہو سکے۔

جب حوزہ کے سرپرست نے حصول خمس کے لیے مقابلہ کی گرم بازاری اور خمس کی مقدار کم سے کم تر ہوتی دیکھی تو انھیں بے حد تشویش ہوئی اور دوسرے ہی لمحہ انھوں نے فتویٰ صادر کیا کہ سادات علماء میں سے ہر کس و ناکس کے ہاتھ میں خمس سونپنا جائز نہیں، بلکہ چند مخصوص شخصیات ہی کے حوالے کیا جائے، اور خود انھیں اور مختلف علاقوں میں پھیلے ہوئے ان کے "جانشینوں" کا اس میں سب سے بڑا حصہ ہونا چاہیے۔

عراق کی موجودہ کرنسی کی خستہ حالی کے پیش نظر ان ذخیروں کو اینٹھنے کے بعد سرپرست حوزہ انھیں سونے کی شکل میں تبدیل (Convert) کر دیتے ہیں، اس طرح وہ آج سونے سے بھرپور دو کمروں کے مالک ہیں! اور حضرت کے علم کے بغیر جو آپ کے جانشینوں کی جیب میں چلا جاتا ہے اس کا کوئی حساب نہیں!

امیر المؤمنین کا ارشاد اور ہمارے علماء کا طرز عمل

امیر المؤمنین (علیہ السلام) نے ارشاد فرمایا تھا: "خوش خبری ہو ان لوگوں کے لیے جو دنیا سے بے رغبت ہیں، جن کی دلچسپیاں آخرت کے ساتھ وابستہ ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے زمین کو فرش بنایا، مٹی کو بستر بنایا، پانی کو خوشبو بنایا، قرآن کو سینہ سے لگایا، دعا کو حرز جاں بنایا، پھر دنیا اس حال میں گذاری جس طرح حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے گزاری تھی۔ شب کے انھیں لمحات کے بارے میں حضرت داؤد (علیہ السلام) نے فرمایا تھا کہ یہی وہ لمحے ہیں جن میں بندہ کی ہر دعا شرف قبول سے باریاب ہوتی ہے الا یہ کہ وہ بندہ لوگوں سے "عشر" لینے والا یا کاہن یا داروغہ نہ ہو۔" (۱)

(۱) نہج البلاغۃ ۴/۲۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک طرف امیر المؤمنین کا یہ فرمان ملاحظہ کیجیے اور دوسری طرف ہمارے سرپرستوں کی زندگیاں دیکھیے اور پھر دونوں کے درمیان موازنہ کرکے آپ خود ہی فیصلہ کیجیے! ع ببیں تفاوتِ رہ از کجا تا کجاست

ہمارے آج کے فقہاء و مجتہدین کی مجلسوں میں آپ کو اس طرح کی باتوں کی ہلکی سی صدا بھی سنائی نہیں دے گی! جس خوش عیشی و سرمستی بلکہ خرمستی کی زندگی یہ گزار رہے ہیں اس نے انھیں امیر المؤمنین (علیہ السلام) کی پاکیزہ و زاہدانہ زندگی سے غافل کررکھا ہے، اور ان کی نگاہوں پر پردہ ڈال دیا ہے کہ وہ آپ کے اس ارشاد پر غور کریں اور اسے اپنی زندگیوں میں نافذ کریں۔

آپ کے ارشاد کے مطابق جب ''عشر'' (دسواں حصہ) لینے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی تو پھر ''خمس'' (پانچواں حصہ) لینے والا کس شمار میں؟ خمس لینے والے کی تو بدرجۂ اولی دعائیں قبول نہیں ہوتیں، اس لیے کہ عشر لینے والے کے مقابلہ میں خمس لینے والے کا جرم بڑا ہے کیوں کہ یہ اس سے دوگنا لے رہا ہے۔ بس اللہ ہی حفاظت فرمائے!

خلاصۂ کلام

اس موضوع کے تمام پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد قارئین کو اندازہ ہو ہی گیا ہوگا کہ خمس پر فقہاء و مجتہدین میں سے کسی کا حق نہیں۔ اس وضاحت کے بعد ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس کی بھی وضاحت کردی جائے کہ وہ علماء جو خود کو دینی مرجع کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں اور اپنا انتساب اہل بیت کی طرف کرتے ہوئے امام کاظم تک اپنا شجرۂ نسب پڑھ کر سنا بھی دیتے ہیں ان کی باتیں بالکل بے بنیاد ہیں۔ عراق، ایران، سوریہ، لبنان، ہندو پاک اور خلیجی ملکوں میں بسنے والے علماء وفقہاء کی ایک زبردست بھیڑ ہے اور اس بھیڑ کا اہل بیت میں سے ہونا بالکل ناممکن اور محال ہے۔ صرف عراق کے فقہاء ہی کو شمار کریں تو ان کی تعداد اس حد تک ہے کہ ان کا اہل بیت میں سے ہونا ناممکن ہے، چہ جائیکہ دوسرے ممالک کے فقہاء و مجتہدین کو بھی شمار کرلیں جن کی تعداد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یقیناً لاکھوں سے متجاوز ہے۔ تو کیا یہ ممکن ہے کہ یہ سب کے سب اہل بیت ہوں؟!

اس کے علاوہ یہ بھی یاد رہے کہ حوزہ میں شجرہائے نسب کا سودا ہوتا ہے، حسب ونسب بکتے ہیں، اہل بیت کی عالی نسبی جسے چاہیے ہوتی ہے تو اسے بجز اس کے اور کچھ نہیں کرنا پڑتا کہ وہ اپنی بہن یا اپنی بیوی کو (اگر وہ خوبصورت ہو تو) متعہ کے لیے کسی سید (یعنی شیعہ عالم) کی بوالہوسی کے حوالے کر دے، یا پھر دوسری شکل یہ کہ مال کا ایک بڑا ذخیرہ اس کی خدمت میں نذرانہ کے طور پر پیش کر دے، ان ہر دو طریقوں سے عالی نسبی کا پروانہ مل جاتا ہے۔ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں حوزہ میں یہ سب باتیں مشہور ومعروف ہیں۔

اسی وجہ سے کہتا ہوں: خوب کان کھول کر سن لو! کسی کتاب کے شروع میں سادات اور مؤلفین کا شجرۂ نسب دیکھ کر کبھی دھوکہ نہ کھانا! یہ سب ہوتا ہے! پہلے صفحہ پر مؤلف اپنا شاندار شجرۂ نسب دکھا دیتا ہے تا کہ بیچارے سادہ لوح عوام اس کے جھانسے میں آجائیں اور وہ اپنی کمائی کا خمس اس کی خدمت میں پیش کرنے کی ''سعادت'' حاصل کرلیں!!

اس بحث کے اختتام پر مجھے اپنے فاضل دوست احمد صافی نجفی کی باتیں یاد آرہی ہیں جو کہ مناظرہ میں بے مثال اور شعر وشاعری میں طاق تھے، ان سے میری شناسائی اس وقت سے ہے جب مجھے اجتہاد کی ڈگری ملی تھی، وہ مجھ سے عمر میں تیس سال بلکہ اس سے زیادہ ہی بڑے تھے، مگر عمر کے اس تفاوت کے باوجود ہم دونوں میں بڑی بے تکلفی تھی، وہ مجھ سے کہا کرتے تھے: ''بیٹے حسین! اپنے دامن کو کبھی خمس کی گندگی سے آلودہ نہ کرنا، یہ سراسر حرام خوری ہے۔'' اس موضوع پر وہ مجھ سے بحث بھی کرتے، بالآخر اس کی حرمت کے متعلق انھوں نے مجھے مطمئن اور منشرح کر دیا۔

اسی مناسبت سے ان کے کچھ اشعار بھی ہیں، جو انھوں نے اس وقت مجھے پڑھ کر سنائے بھی تھے، یہ اشعار آج بھی میری ڈائری میں محفوظ ہیں، آیئے! میرے ساتھ آپ بھی پڑھیے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عجبت لقوم شحذهم باسم دينهم

وكيف يسوغ الشحذ للرجل الشهم؟!

(تعجب ہے ایسے لوگوں پر جو دین کے نام پر بھیک مانگتے ہیں، اچھے خاصے شریف آدمی کے لیے بھیک مانگنا کہاں تک صحیح ہے؟!)

لئن كان تحصيل العلوم مسوّغاً

لذاك فانّ الجهل خيرٌ من العلم

(اگر علم کا حصول ہی اس بھیک کی راہ ہموار کرتا ہے تو ایسے علم سے جہالت ہی بہتر ہے!)

وهل كان في عهد النبي عصابةٌ

يعيشون من مال الأنام بذا الاسم؟!

(کیا رسول اللہ (ﷺ) کے زمانے میں بھی ایسے لوگ ہوئے ہیں جو اس نام سے لوگوں کے مال پر گذر بسر کرتے رہے ہوں؟؟)

لئن أوجب الله الزكاة فلم تكن

لِتُعطىٰ بذُلٍّ بل لِتُؤخَذ بالرغم

(اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر زکوٰۃ واجب کی ہے تو اس لیے نہیں کہ ذلت کے ساتھ اس کو دیا جائے بلکہ اس لیے کہ نہ دینے پر بالجبر اسے لیا جائے!)

أتانا بها أبناء ساسان حرفةً

ولم تك في أبناء يعرُب من قِدمِ

(یہ پیشہ تو ساسانی ہمارے یہاں لائے ہیں، فرزندانِ عرب کا کبھی یہ شیوہ نہیں رہا ہے)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آسمانی کتابیں

اس میں کسی مسلمان کو ادنیٰ شک نہیں کہ قرآن کریم ہی وہ آسمانی کتاب ہے جو پیغمبر اسلام محمد بن عبداللہ (ﷺ) پر اللہ کی طرف سے نازل ہوئی، لیکن اپنے یہاں کی معتبر اور مستند کتابوں کے پیہم مطالعہ نے مجھے قرآن مجید کے علاوہ بعض ایسی کتابوں سے واقف کرایا جن کے متعلق فقہائے شیعہ کا دعویٰ ہے کہ یہ کتابیں بھی نبی کریم (ﷺ) پر نازل ہوئیں، اور ان کے متعلق آپ نے صرف امیر المؤمنین (علیہ السلام) ہی کو بتلایا تھا، وہ کتابیں حسب ذیل ہیں:

۱) الجامعة

ابوبصیر، ابوعبداللہ (علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ''میں محمد ہوں، ہمارے پاس "الجامعة" ہے، لوگوں کو کیا معلوم کہ "الجامعة" کیا ہے؟!

فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان! یہ "الجامعة" کیا ہے؟

فرمایا: ''یہ وہ صحیفہ ہے جس کی لمبائی اللہ کے رسول (ﷺ) کے ہاتھ سے ستر گز ہے، اس کا خود آپ (ﷺ) نے اپنی زبان مبارک سے املا کرایا اور حضرت علی نے اپنے ہاتھوں سے اس کو قلمبند کیا، اس میں حرام وحلال کی تفصیلات، اور لوگوں کو پیش آنے والے چھوٹے بڑے جملہ مسائل کی وضاحت ہے، حتیٰ کہ خراش لگنے پر دیت سے متعلق بھی صراحت موجود ہے۔'' (۱)

(۱) الکافی ۱/۲۳۹، بحار الانوار ۲۶/۲۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس طرح کی اور بھی بہت سی روایات ہیں جو "الکافی" "البحار" "بصائر الدرجات" اور "وسائل الشیعہ" کے صفحات میں بکھری پڑی ہیں، ہم نے اختصار کے پیش نظر صرف ایک ہی روایت پر اکتفا کرنا مناسب سمجھا۔

میں نہیں جانتا کہ "جامعہ" کی کوئی حقیقت بھی ہے؟ اور اس کے اندر قیامت تک پیش آنے والے مسائل کا حل بھی ہے یا نہیں؟ اگر ایسا ہے تو اس کو پردہ میں کیوں رکھا گیا؟ اور ہمیں اس کتاب سے اور اس میں موجود حلال وحرام کے مسائل اور ان دینی احکام سے جن کی لوگوں کو قیامت تک ضرورت پیش آئے گی محروم کیوں کر دیا گیا؟ کیا یہ کتمان علم نہیں ہے؟!

۲) صحیفۃ الناموس

امام قائم سے متعلق علامات والی حدیث میں رضا (علیہ السلام) کے حوالہ سے نقل کیا گیا ہے کہ آپ کہتے ہیں: "اور اس کے پاس ایک صحیفہ ہوگا جس میں قیامت تک آنے والے شیعوں کے اسماء ہوں گے، اور دوسرے صحیفہ میں قیامت تک آنے والے دشمنان شیعہ کے نام درج ہوں گے۔"(۱)

میں پوچھتا ہوں کہ یہ کیسا صحیفہ ہے جس میں قیامت تک آنے والے سبھی شیعہ حضرات کے نام سما سکتے ہیں؟!

اگر ہم آج صرف عراقی شیعوں کے نام کسی رجسٹر میں درج کرنا چاہیں تو یقیناً اس کے لیے کم از کم سو جلدیں درکار ہوں گی۔

اگر ایران، ہندوستان، پاکستان، سوریہ، لبنان اور خلیجی وغیر خلیجی ممالک کے شیعوں کے بھی کے نام شمار کرنے لگیں تو کیا ہوگا؟!

شیعیت کے ظہور سے لے کر آج تک وفات پانے والے تمام شیعوں کے ہی نام لکھنے بیٹھیں تو نہ جانے کتنے صفحات سیاہ ہو جائیں!

تو پھر غور کیجیے کہ قیامت تک آنے والے شیعوں کے ناموں کے لیے کتنے

(۱) بحار الانوار ۲۵/ ۱۱۷۔ نیز جلد ۲۶ جس میں اس موضوع کی دیگر روایات ہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دفتر چاہیے ہوں گے؟! اور پھر اس صحیفہ کے ظہور سے لے کر قیامت تک آنے والے ان کے دشمنوں کے ناموں کے لیے کتنی جلدوں کی ضرورت پڑے گی؟

اگر سات سمندر بھی روشنائی میں تبدیل ہو جائیں تب بھی ناموں کی اس بھاری بھرکم تعداد کو قید تحریر میں لانے کے لیے ناکافی ہوں گے۔ بلکہ جدید تکنیک سے لیس جملہ کمپیوٹر اور روبوٹ بھی اکٹھا کر لیے جائیں تب بھی ناموں کی اس وہمی وخیالی تعداد کا احاطہ ممکن نہیں۔

جب عوام الناس کی عقلیں ان جیسی روایات کو قبول نہیں کرسکتیں تو ''دانشورانِ قوم'' کیسے قبول کر سکتے ہیں؟!

یہ بات کیسے ممکن ہوسکتی ہے کہ ائمہ (علیہ السلام) ایسی باتیں کہیں جو عقل و منطق کی کسوٹی پر کھری نہ اترتی ہوں۔ اگر ان باتوں کا علم اسلام دشمنوں کو ہو گیا تو وہ نہ جانے کیسے کیسے جملے کسیں گے، کیسے کیسے الزامات لگائیں گے، اور اسلام کے بارے میں کیا کچھ نہیں کہیں گے؟! اس طرح انھیں اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کا خوب موقع ہاتھ آ جائے گا۔ لاحول ولا قوۃ إلا باللّٰہ!!!

۳) صحیفة العبیطة

امیر المومنین (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: ''... خدا کی قسم! میرے پاس بہت سے ایسے صحیفے ہیں جو اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اہل بیت نے خاص مجھ ہی کو عنایت کیے تھے، ان میں سے ایک کا نام ''العبیطة'' ہے، اہل عرب کے لیے اس سے سخت کوئی صحیفہ نہیں، اس میں عرب کے ایسے ستر باطل قبیلوں کا تذکرہ ہے جن کا اللہ کے دین میں کوئی حصہ نہیں۔''(۱)

یہ روایت نہ عقلاً درست ہے اور نہ نقلاً ہی، کیونکہ جب قبائل کی اتنی بڑی تعداد کا اللہ کے دین میں کوئی حصہ ہی نہیں تو پھر کوئی ایسا مسلمان نہیں بچا جس کی اللہ کے دین

(۱) بحار الأنوار ۳۷/۲۶

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کوئی جگہ ہو! اس کے علاوہ اس سنگین حکم کے ساتھ عرب قبائل کے تذکرہ سے قبائلی وعلاقائی عصبیت کی بو بھی آتی ہے۔ اس کی وضاحت آئندہ فصل میں کی جائے گی۔

۴) صحیفة ذؤابة السیف

ابوبصیر سے مروی ہے؛ وہ ابوعبداللہ (علیہ السلام) سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول (ﷺ) کی تلوار کے دستہ میں ایک چھوٹا سا صحیفہ تھا جس میں ایسے حروف ہیں جن میں سے ہر ایک حرف سے ہزار حروف پھوٹتے ہیں۔"

ابوبصیر کہتے ہیں: "ابوعبداللہ نے فرمایا کہ ان میں سے اب تک صرف دو ہی حرف نکلے ہیں۔" (۱)

اب میں پوچھتا ہوں کہ آخر بقیہ حروف کہاں گئے؟ کیا یہ ضروری نہیں تھا کہ انھیں نکال کر کم از کم اہل بیت ہی کو ان سے استفادہ کے مواقع دیے جاتے؟ کیا یہ حروف قیامت تک پردے ہی میں رہیں گے؟!

۵) صحیفة علی

یہ دوسرا صحیفہ ہے جو آپ (ﷺ) کی تلوار کے دستہ میں پایا گیا۔

ابوعبداللہ (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول (ﷺ) کی تلوار کے دستہ میں ایک صحیفہ پایا گیا جس میں درج ذیل سطریں تحریر تھیں:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، قیامت کے دن اللہ کے دربار میں سب سے بڑا سرکش وہ شخص گردانا جائے گا جس نے ایسے شخص کو قتل کیا جس نے اس کے قتل کا ارادہ نہیں کیا تھا، اور اس کو مارا جس نے اس کو مارنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ اور جس نے ایسے شخص کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا جو اس کا اہل نہیں تھا تو اس نے گویا شریعت محمدی (ﷺ) کے ساتھ کفر کیا، اور جس نے کوئی بدعت ایجاد کی یا کسی بدعتی کو پناہ دی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ اس کی توبہ قبول کریں گے اور نہ اس کا فدیہ۔" (۲)

(۱) بحار الأنوار ۲۶/۵۶ (۲) بحار الانوار ۲۷/۶۵-۱۰۴/۳۷۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

٦) الجفر

اس کی دو قسمیں ہیں: جفر ابیض ۔ جفر احمر۔

ابو العلاء، ابو عبد اللہ (علیہ السلام) اسے روایت کرتے ہیں کہ انھوں ۔ نے فرمایا:

''میرے پاس ''جفر ابیض'' ہے''۔

میں نے پوچھا: اس میں کیا چیز ہے؟

جواب میں آپ نے فرمایا: ''اس میں داودؑ کی زبور، موسیٰؑ کی توریت، عیسیٰؑ کی انجیل، ابراہیمؑ کے صحیفے اور حرام وحلال کی تفصیلات ہیں۔ اور میرے پاس ''جفر احمر'' بھی ہے''۔

میں نے پوچھا: ''اور جفر احمر میں کیا ہے؟''۔

فرمایا: ''ہتھیار ہے، جو صرف خون بہانے کے لیے نکالا جائے گا، صاحب تلوار اسے قتل وخونریزی کے لیے نکالے گا''۔

عبد اللہ ابن ابی یعفور نے ان سے کہا: ''اللہ آپ کو سلامت رکھے، کیا حسن (علیہ السلام) کی اولاد کو اس کا علم ہے؟'' فرمانے لگے: بالکل ہے! بخدا جس طرح وہ رات اور دن کو پہچانتے ہیں اسی طرح وہ اس سے بھی واقف ہیں، لیکن حسد اور دنیا کی چاہ نے انھیں منکر و سرکش بنا رکھا ہے، کیا ہی بہتر ہوتا کہ وہ حق کو حق کے راستہ سے طلب کرتے!''(۱)

میں نے امام خوئی سے ''جفر احمر'' کے متعلق دریافت کیا کہ کون اس کو کھولے گا اور کس کا خون بہایا جائے گا؟

انھوں نے جواب دیا:

''يفتحه صاحب الزمان عجل الله فرجه، ويريق به دماء العامة النواصب (أهل السنة) فيمزقهم شذر مذر، ويجعل دماء هم تجري كدجلة والفرات، ولينتقمن من صنمي قريش (يقصد أبابكر وعمر) وابنتيهما (يقصد عائشة و حفصة) ومن نعتل (يقصد عثمان) ومن بني أمية والعباس فينبش قبورهم نبشاً.''

(۱) أصول الكافي ۱/۲۴۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(صاحب زمانہ اس کو کھولیں گے، (اللہ تعالی وہ دن جلد دکھائے)، وہ ناصبیوں یعنی اہل سنت کا خون بہائیں گے اور ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں گے، اوران کا خون دجلہ وفرات کے پانی کی طرح بہائیں گے، اور قریش کے دونوں بتوں (یعنی ابوبکر وعمر) اور ان کی دونوں لڑکیوں (یعنی عائشہ وحفصہ) اور جس شخص سے ہمیں چڑ ہے یعنی عثمان، اور بنوامیہ وبنوعباس سے زبردست انتقام لیں گے، اوران کی قبریں بری طرح کھود ڈالیں گے''۔

میں سمجھتا ہوں کہ امام خوئی اپنی اس بات میں حد سے تجاوز کر گئے ہیں، کیونکہ اہل بیت علیہم السلام کی شان یہ نہیں کہ وہ کسی مردے کی قبر کھودیں اور وہ بھی جسے مرے ہوئے صدیاں بیت چکیں ہوں!

ائمہ علیہم السلام کا حال تو یہ تھا کہ وہ برائی کا بدلہ اچھائی اور عفو ودرگزر سے دیا کرتے تھے، پھر ایسا کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ اپنی آتش انتقام کو بجھانے کے لیے مردوں کی قبر کھودیں، اوران پر حد نافذ کریں، حالانکہ میت پر حد جاری نہیں کی جاتی! اور اہل بیت کا شیوہ تو نرم مزاجی، عفو ودرگذر اور حسن اخلاق تھا۔

۷) مصحفِ فاطمہ

(الف) علی ابن سعید ابوعبد اللہ (علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں: انھوں نے فرمایا: ''...ہمارے پاس مصحفِ فاطمہ ہے جس میں کتاب اللہ کی کوئی آیت نہیں ہے، یہ وہ صحیفہ ہے جسے اللہ کے رسول (ﷺ) نے املا کرایا اور حضرت علی نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے''(۱)

(ب) محمد بن مسلم حضرات حسنین میں سے کسی سے روایت کرتے ہیں: ''...اور حضرت فاطمہ نے ایک مصحف چھوڑا ہے جو قرآن تو نہیں ہے، لیکن وہ اللہ کا ہی کلام ہے جو فاطمہ (علیہا السلام) پر نازل ہوا ہے، اللہ کے رسول (ﷺ) کا املا کرایا ہوا اور حضرت علی کا لکھا ہوا ہے''۔(۲)

(۱) بحار الأنوار ۲۶/۴۱ (۲) البحار ۲۶/۴۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ج) علی ابن اَبی حمزہ ابوعبداللہ (علیہ السلام) سے نقل کرتے ہیں: "...ہمارے پاس مصحفِ فاطمہ ہے، خدا کی قسم! اس میں قرآن کا تو ایک حرف بھی نہیں، مگر ہاں اللہ کے رسول (ﷺ) نے اس کو لکھوایا ہے اور حضرت علی نے لکھا ہے"۔(۱)

سوال یہ ہے کہ جب وہ کتاب اللہ کے رسول کی املا کرائی ہوئی اور حضرت علی کے دست مبارک سے لکھی ہوئی ہے تو آپ نے اسے پردۂ خفا میں کیوں رکھا اور امت سے کیوں چھپایا؟ جبکہ آپ (ﷺ) کو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا حکم دیا گیا تھا کہ جو کچھ بھی آپ (ﷺ) پر نازل کیا جائے اس کو من وعن دوسروں تک پہنچادیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿يَاأَيُّهَا الرسول بلّغ ما أنزل إليك من ربك وإن لم تفعل فما بلّغت رسالته﴾ (المائدة:٦٧) (ترجمہ: اے رسول! (ﷺ) آپ کے پروردگار کی طرف سے آپ پر جو کچھ بھی نازل کیا گیا اس کو دوسروں تک پہنچادیجیے، اگر آپ نے ایسا نہیں کیا تو گویا آپ نے اللہ کا پیغام نہیں پہنچایا۔)

ایسی صورت میں یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ (ﷺ) اس قرآن کو تمام مسلمانوں سے چھپائے رکھیں، پھر امیر المؤمنین (علیہ السلام) اور آپ کے بعد ائمہ کے لیے بھی یہ کہاں تک درست تھا کہ وہ اس کو اپنے شیعوں اور اپنے ہم نواؤں سے بھی پوشیدہ رکھیں؟!

۸) توریت، انجیل اور زبور

ابوعبداللہ (علیہ السلام) سے مروی ہے کہ وہ انجیل، توراۃ اور زبور سریانی زبان میں پڑھا کرتے تھے۔(۲)

۹- القرآن

قرآن کریم کے ثبوت کے لیے کسی طرح کی وضاحت کی کوئی ضرورت نہیں، لیکن ہماری فقہی کتابوں اور تقریباً سبھی مجتہدین کے اقوال وفتاویٰ میں اس کی

---

(۱) البحار ۲۶/۴۸ (۲) الحجة من الكافي ۱/۲۰۷ باب: إن الأئمة عليهم السلام عندهم جميع الكتب التي نزلت من الله-عز وجل- وإنهم يعرفونها كلها على اختلاف ألسنتها) (ائمہ علیہم السلام کے پاس اللہ کی طرف سے نازل شدہ تمام کتابیں موجود تھیں اور وہ زبانوں کے اختلاف کے باوجود سب کا علم رکھتے تھے)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صراحت ملتی ہے کہ قرآن کریم تحریف شدہ ہے، اور تمام آسمانی کتابوں میں تنہا یہی وہ کتاب ہے جو تحریف کا شکار ہوئی۔ محدث نوری طبرسی نے قرآن کریم کو محرف ثابت کرنے کے لیے ایک ضخیم کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے: ''فصل الخطاب في إثبات تحريف كتاب ربّ الأرباب'' جس میں انھوں نے تحریف پر دلالت کرنے والی تقریباً دو ہزار روایات جمع کی ہیں، ساتھ ہی تمام فقہاء وعلماء شیعہ کے وہ اقوال بھی ذکر کیے ہیں جن میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ مسلمانوں کے درمیان پایا جانے والا موجودہ قرآن تحریف شدہ ہے، نیز انھوں نے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ تمام فقہائے شیعہ چاہے متقدمین ہوں یا متاخرین سب کا ایک ہی مسلک وفتویٰ ہے کہ ''موجودہ قرآن تحریف شدہ ہے''۔

سید ابوالحسن عاملی لکھتے ہیں: ''روایات کی تلاش وجستجو کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ قرآن کے تحریف شدہ ہونے کے قول کو شیعہ مذہب کی بنیاد اور اس کی مبادیات میں شامل کیا جانا چاہیے۔ اور یہ بات بھی اچھی طرح سمجھ لو کہ یہ غصب خلافت کا ایک بڑا مقصد تھا۔'' (۱)

سید نعمۃ اللہ جزائری نے قائلینِ عدمِ تحریف کا رد کرتے ہوئے لکھا ہے کہ قرآن متواتر وحی الٰہی ہے، اور یہ پورا کا پورا وہی قرآن ہے جو جبرئیل امین لے کر آئے تھے، اس بات کو تسلیم کرنے کا لازمی نتیجہ ان مشہور ومعروف احادیث کا انکار ہے، جن احادیث کی صحت وصداقت پر جملہ محدثین شیعہ کا اتفاق ہے۔ (۲)

چنانچہ جابر، ابوجعفر سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں: ''جو شخص بھی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس نے قرآن کے سارے حصوں کو جمع کیا ہے وہ شخص پکا جھوٹا ہے، کیونکہ جس شکل میں قرآن نازل ہوا ہے اسی شکل میں اس کو جمع کرنے والے اور پھر اس کو حفظ کرنے والے حضرت علیؓ تھے اور پھر ان کے بعد ائمہ کرام، نہ کہ دوسرا کوئی اور۔'' (۳)

مسلمانوں کے موجودہ قرآن کو تحریف شدہ ثابت کرنے کے لیے اور یہ ثابت

---

(۱) مقدمة البرهان، الفصل الرابع صفحہ ۴۹ (۲) الانوار النعمانیة ۳۵۷/۲

(۳) الحجة من الكافي ۲۶/۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کے لیے کہ حقیقی قرآن تو صرف وہی ہے جو حضرت علی اور آپ کے بعد ائمہ کے پاس رہا اور پھر امام غائب کے پاس پہنچا۔ مذکورہ بالا حوالہ سے بڑھ کر کسی اور حوالہ کی ضرورت نہیں۔

اسی لئے امام خوئی نے بستر مرگ پر ہمارے حوزہ کے تدریسی عملہ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: ''جب تک قرآن فاطمہ کا ظہور نہ ہو اسی قرآن کو تھامے رہنا''۔

اور ''قرآنِ فاطمہ'' سے امام صاحب کی مراد وہی قرآن ہے جس کو حضرت علیؓ نے جمع کیا تھا اور جس کی طرف گزشتہ سطروں میں اشارہ کیا جا چکا ہے۔

کیا ہی بوالعجبی ہے کہ یہ ساری کتابیں اللہ کی طرف سے نازل ہوں، اور امیر المؤمنین (علیہ السلام) اور ان کے بعد ائمہ کے ساتھ خاص رہیں، مگر ان کو امت مسلمہ سے، اور خاص کر شیعانِ اہل بیت سے بھی مخفی رکھا جائے!! لے دے کر بے چارہ ایک قرآن ہی سب کو ملا تھا جسے (ہمارے فقہاء کے بقول) مختلف ہاتھوں نے تختۂ مشق بنایا، اور جس کے دل میں جو آیا بڑھا دیا اور جب دل چاہا گھٹا دیا!!

اگر واقعی یہ کتابیں اللہ کی طرف سے نازل ہوئی تھیں، اور امیر المؤمنین (علیہ السلام) نے ہی ان کو حاصل کیا تھا تو امت سے چھپانے کا کیا تک؟ جبکہ امت اپنی زندگی میں اور اپنے پروردگار کی عبادت کے لیے ان کتابوں کی بے حد محتاج ہے!

ہمارے بہت سے فقہاء نے اس کا سبب یہ بتایا ہے کہ دشمنوں کے خوف سے ایسا کیا گیا۔

تو ہمیں یہ پوچھنے کا حق ہے کہ کیا امیر المؤمنین (علیہ السلام) اور بنو ہاشم کے سورما اتنے بزدل تھے کہ اس کی حفاظت بھی نہیں کر سکتے تھے؟! اور کیا محض دشمن کے ڈر کو بنیاد بنا کر اسے چھپایا جائے گا اور امت کو اس سے محروم رکھا جائے گا؟!

ہرگز نہیں! اس ذات پاک کی قسم جس نے آسمانوں کو بغیر سہاروں کے بلند کیا، ابن ابی طالب کو زیب نہیں دیتا کہ وہ اللہ کے سوا کسی اور سے خوف کھائیں!

ہم یہ بھی پوچھنا چاہتے ہیں کہ امیر المؤمنین (علیہ السلام) اور ان کے بعد ائمہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرام زبور، توریت اور انجیل کا کیا کرتے تھے؟ کیا وہ آپس میں ان کا تبادلہ کرتے تھے اور لوگوں سے چھپا کر پڑھا کرتے تھے؟!

جب ان نصوص میں اس بات کا دعویٰ کیا گیا کہ صرف امیر المؤمنین (علیہ السلام) ہی کے پاس مکمل قرآن مجید تھا اور آپ کے ساتھ دیگر خاص کتابیں اور صحیفے بھی تھے تو پھر آپ کو زبور، توریت اور انجیل کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اور جبکہ ہم سب اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ نزول قرآن کے ساتھ ہی یہ ساری کتابیں منسوخ قرار دی جا چکی ہیں۔

مجھے اس کے اندر کچھ ناپاک ہاتھوں کی کارستانی نظر آرہی ہے، یہ وہی ہاتھ ہیں جنھوں نے روایتوں میں زہر داخل کیا اور ائمہ کرام پر افترا پردازی اور بہتان تراشی کی۔ (ان شاء اللہ آگے اس موضوع پر مستقل بحث کی جائے گی)

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ مسلمانوں کے پاس صرف اور صرف ایک کتاب ہے، اور وہ ہے قرآن کریم۔ اور متعدد کتابوں کی بات کہنا تو یہودیوں اور عیسائیوں کا شیوہ رہا ہے جیسا کہ ان کی مقدس کتابوں سے واضح ہوتا ہے۔

پس یہ کہنا کہ امیر المؤمنین کے پاس بہت سی کتابیں تھیں، اور یہ تمام کی تمام کتابیں اللہ رب العزت کی طرف سے نازل ہوئی ہیں، اور ان میں بہت سے شرعی مسائل کی تفصیلات ہیں، بالکل باطل اور بے بنیاد ہے، جس کو دین میں داخل کرنے کا نام ان یہودیوں کا ہے جو شیعیت کا چوغہ اوڑھے ہوئے تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل سنت سے متعلق شیعوں کے نظریات

ہماری معتبر کتابوں اور فقہاء و مجتہدین کے اقوال سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ شیعوں کے صرف ایک دشمن ہیں اور وہ ہیں اہل سنت۔ اسی لیے وہ انھیں مختلف ناموں سے یاد کرتے ہیں، جیسے ''عوام اور نواصب''۔ ہر شیعہ کا یہ عقیدہ ہے کہ اہل سنت میں سے ہر فرد کے ''دبر'' (پچھلے مقام) میں ایک نشان ہے، چنانچہ جب وہ آپس میں کسی کو گالی دیتے ہیں اور وہ بھی گھناؤنی، تو کہتے ہیں: ''عظم سني في قبر أبيك'' (تیرے باپ کی قبر میں سنی ہڈی)، اس لیے کہ ان کا عقیدہ ہے کہ سنی نجس ہوتا ہے، اس کو ہزار بار بھی غسل دو تب بھی وہ پاک نہیں ہو سکتا۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک مرتبہ کسی بازار میں میرے والد مرحوم کی ایک اجنبی شخص سے ملاقات ہوئی، میرے والد خیر کے کاموں میں ہمیشہ پیش پیش تھے، چنانچہ اسے مہمان بنا کر ہمارے گھر لے آئے، وہ رات اس نے ہمارے یہاں بتائی، جو کچھ اللہ کا دیا ہوا میسر تھا اس سے اس کی ضیافت کی گئی، رات کو ہم آپس میں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے، (اس وقت میں حوزہ میں ابتدائی درجات کا طالب علم تھا)، دوران گفتگو اندازہ ہوا کہ وہ شخص سنی ہے، سامرہ کے کسی علاقہ کا ہے اور کسی ضرورت کے تحت نجف آنا ہوا ہے۔ اس نے سکون سے رات گزاری، صبح کو ناشتہ کیا اور واپسی کے لیے تیار ہوا، میرے والد نے اس کو راستہ کی ضرورت کے پیش نظر کچھ رقم بھی دے دی۔ وہ شخص ہماری حسن ضیافت کا بہت مشکور ہوا۔ جب وہ رخصت ہو گیا تو میرے والد نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکم دیا کہ جس بستر پر وہ سویا تھا اس کو جلا دو، اور جس برتن کو اس نے استعمال کیا ہے اس کو خوب اچھی طرح پاک کرو، اس لیے کہ ان کا عقیدہ تھا کہ سنی نجس ہوتے ہیں۔ اور یہ صرف ان کا ہی نہیں بلکہ تمام اہل تشیع کا عقیدہ ہے، اسی لیے کہ ہمارے فقہاء ان کو کافر، مشرک، اور خنزیر کے درجہ میں رکھ کر نجس عین تک کہتے ہیں۔

سنیوں سے نفرت کے درج ذیل نتائج نکلے:

۱) سنیوں کی مخالفت واجب ہے

چنانچہ شیخ صدوق، علی ابن اسباط سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے رضا (علیہ السلام) سے کہا کہ کبھی کوئی ایسا مسئلہ پیش آتا ہے کہ میرے لیے اس کا حل جاننا ضروری ہو جاتا ہے، اور شہر میں آپ کے متعلقین میں ایسا کوئی نہیں نظر نہیں آتا جس سے میں مسئلہ کا حل دریافت کرسکوں؟ انھوں نے جواب دیا کہ اپنے شہر کے (سنی) فقیہ کے پاس جا کر مسئلہ کا حل دریافت کرلیا کرو، پھر وہ جو بھی فتویٰ دے اس کے برخلاف کرنا، کیونکہ اسی میں حق ہے۔(۱)

حسین ابن خالد، رضا (علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”ہمارے شیعہ (ہم نوا) وہ ہیں جو ہمارے حکم کو تسلیم کرتے ہیں، ہماری باتوں کو اختیار کرتے ہیں، ہمارے دشمنوں کی مخالفت کرتے ہیں، جو ایسا نہ کرے اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔“(۲)

مفضل ابن عمر، جعفر (علیہ السلام) سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں: جھوٹا ہے جو یہ دعوی کرتا ہے کہ اس کا تعلق ہمارے شیعوں سے ہے لیکن وہ کسی اور کے دامن سے وابستہ ہے(۳)

۲) سنیوں کے خلاف کام کرنا ضروری ہے

”عوام“ (یعنی سنیوں) کی باتوں پر اور ان کے طریقہ پر عمل کرنا جائز نہیں۔“

یہ عنوان حر عاملی نے اپنی کتاب ”وسائل الشیعة“ میں قائم کیا ہے۔ اور دعویٰ

(۱) عیون أخبار الرضا ۱/۲۷۵ـ ط-تہران (۲) الفصول المهمة/۲۲۵ـ ط-قم (۳) الفصول المهمة/۲۲۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا ہے کہ اس سلسلہ میں بکثرت روایتیں موجود ہیں، انہی میں امام صادق (علیہ السلام) کا یہ قول بھی ہے کہ دو حدیثوں میں اگر تعارض ہو تو ان کو ''عوام'' (یعنی اہل سنت) کی احادیث کے سامنے رکھو، اور جو روایت ان کی روایتوں سے ملتی ہو اس کو ترک کر دو، اور جو روایت ان کی روایتوں سے ٹکراتی ہو اس کو اختیار کر لو۔

امام صادق (علیہ السلام) فرماتے ہیں: جب تمہارے سامنے دو متعارض حدیثیں ہوں تو ان میں سے جو حدیث ''قوم'' (یعنی اہل سنت) کے خلاف ہو اس کو اختیار کر لو۔

نیز فرمایا: ''عوام'' کے خلاف جو بات ہو اس کو اختیار کر لو۔

اسی طرح فرمایا: ''عام لوگوں'' کے خلاف بات کو اختیار کرنے میں ہی بھلائی ہے۔

مزید فرمایا: خدا کی قسم! ان کے پاس جو ہے وہ تمہارے پاس نہیں، اور تمہارے پاس جو ہے وہ ان کے پاس نہیں، لہٰذا ان کی مخالفت کرو، کیونکہ ''ملت ابراہیمی'' میں ان کا کوئی حصہ نہیں۔

ایک موقع پر فرمایا: بخدا! اللہ رب العزت نے ہمارے علاوہ کسی اور کی اتباع میں کوئی خیر نہیں رکھا ہے۔ حقیقت میں وہی شخص ہمارا حامی ہے جو ہمارے دشمنوں کی مخالفت کرتا ہے، اور جو قول یا فعل میں ہمارے دشمن کی موافقت کرتا ہے نہ وہ ہمارا ہے، نہ ہم اس کے ہیں!

اللہ کا یہی نیک بندہ (علیہ السلام) دو متعارض حدیثوں کے باب میں کہا کرتا تھا: جو ''قوم'' کے خلاف ہو اس کو اختیار کر لو، اور جو ''قوم'' کے مطابق ہو اس سے خود کو دور رکھو۔

امام رضا (علیہ السلام) کا ارشاد ہے: جب تمہارے سامنے دو طرح کی حدیثیں ہوں اور دونوں میں تعارض نظر آ رہا ہو تو دیکھو ان میں سے کون سی حدیث ''عوام الناس'' کے خلاف ہے، تو اسی پر عمل کر لو، اور جو حدیث ان کے موافق ہو اس کو ترک کر دو۔

امام صادق (علیہ السلام) سے روایت ہے: ''خدا کی قسم! بس قبلہ کی طرف رخ کرنے کے سوا ان کے پاس حق نام کی اور کوئی چیز نہیں رہ گئی ہے۔''

(۱) الفصول المهمة/ ۳۲۵-۳۲۶

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱)ان روایات پر اظہار خیال کرتے ہوئے حر عاملی فرماتے ہیں: یہ روایتیں قریب قریب متواتر ہیں۔ مگر تعجب ہے ان بعض متأخرین پر جن کا خیال ہے کہ یہاں ''خبر واحد'' (ایک ہی حدیث) سے استدلال کیا گیا ہے۔

آگے کہتے ہیں: خوب سمجھ لو کہ ان متواتر روایتوں سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ ''عوام'' کی کتابوں میں جو اصولی قواعد بیان کیے گئے ہیں ان کی کوئی بنیاد نہیں۔ (۱)

۳) شیعہ سنی اتحاد ناممکن

سید نعمۃ اللہ جزائری کہتے ہیں: ''ہمارا اور اہل سنت کا کسی بھی بات پر اتفاق نہیں ہوسکتا ہے، نہ خدا پر، نہ رسول پر اور نہ امام ہی پر۔ کیونکہ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ ان کا رب وہی ہے جس کے نبی محمد (ﷺ) ہیں اور ان کے بعد ان کے خلیفہ ابوبکرؓ ہیں، لیکن ہم نہ اس رب کو مانتے ہیں اور نہ اس نبی کو، بلکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ رب جس کے نبی کے خلیفہ ابوبکر ہیں وہ رب ہمارا رب نہیں، اور وہ نبی ہمارا نبی نہیں۔'' (۲)

شیخ صدوق نے اپنی کتاب '' علل الشرائع'' میں یہ باب قائم کیا ہے ''**باب نور في حقيقة دين الامامية والعلة التي من أجلها يجب الأخذ بخلاف ما تقوله العامة**'': اور فرمایا ہے کہ ابو اسحق ارجانی سے مرفوعاً روایت ہے کہ ابو عبداللہ (علیہ السلام) نے فرمایا: تمھیں معلوم بھی ہے کہ ''عوام'' کے خلاف رائے اختیار کرنے کا کیوں حکم دیا گیا ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں معلوم۔

---

(۱) الفصول المهمة/۳۲۶ (۲) الانوار الجزائرية ۲/۲۷۸۔ سچی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی سارے جہانوں کا پروردگار ہے، اور محمد رسول اللہ (ﷺ) اس کے رسول ہی ہیں، اور ابوبکرؓ ساری امت کے لیے محمد (ﷺ) کے خلیفہ ہیں۔ ایسے میں سید جزائری کا یہ کہنا انتہائی خطرناک اور سنگین ہے، جس سے ان کی مراد یہ ہے کہ جب ابوبکر کا محمد (ﷺ) کا خلیفہ ہونا اور محمد (ﷺ) کا نبی ہونا ثابت ہو جائے تو سید جزائری نہ اس معبود پر ایمان رکھیں گے، اور نہ اس نبی محمد (ﷺ) کی نبوت کو تسلیم کریں گے۔

یہ مسئلہ میں نے امام خوئی کی خدمت میں رکھا اور براہ راست کسی کا نام لیے بغیر فرضی قصہ کی شکل میں ایسے شخص کے متعلق شریعت کا حکم جاننا چاہا جو اس طرح کی بات کہتا ہو؟ تو آپ نے فتویٰ دیا: اس طرح کی بات زبان پر لانے والا شخص کافر ہے کیوں کہ اس نے اللہ اور اس کے رسول اور اہل بیت کا انکار کیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے فرمایا: ''حضرت علی (علیہ السلام) اللہ رب العزت کے دین کے جس طریقے کو اختیار کرتے تھے آپ کی بات کو بے حقیقت بنانے کے لیے اس کی مخالفت کرتے ہوئے ''عوام'' (یعنی اہل سنت) دوسری راہ اختیار کرتے تھے۔ وہ امیر المؤمنین (علیہ السلام) سے ایسے مسئلے دریافت کرتے تھے جن کا آپ کو علم نہیں ہوتا تھا۔ جب آپ ان کو ان کے سوال کا جواب دے دیتے تو وہ اس کے بالکل برخلاف کرتے تاکہ لوگوں پر معاملہ اور الجھ جائے، اور وہ شبہات میں پڑ جائیں۔''(۱)

اس بحث سے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر ہم یہ تسلیم کرلیں کہ کسی مسئلہ میں ''عوام'' حق پر ہوں تو کیا پھر بھی ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم ان کی مخالفت کریں؟ یہی سوال میں نے سید محمد باقر الصدر سے پوچھا تو انھوں نے جواب دیا کہ ہاں اس وقت بھی مخالفت کرنا ضروری ہے، اس لیے کہ کسی معاملہ میں اگرچہ وہ حق پر ہوں، ان کی مخالفت کرنا آسان ہے بہ نسبت اس کے کہ ان کی موافقت کر کے یہ تأثر دیا جائے کہ وہ حق پر ہیں۔

صحابہ کرام سے شیعوں کی نفرت

اہل سنت سے شیعوں کی چڑ اور نفرت نہ کوئی آج کی پیداوار ہے اور نہ آج کے اہل سنت کے ساتھ خاص ہے بلکہ اس کی جڑیں بہت گہری ہیں جن کا سلسلہ قرن اول تک جا پہنچتا ہے، جی ہاں! اہل سنت کے دائرے میں سوائے حضرت ابوذرؓ، مقدادؓ، اور سلمان فارسی کے تمام صحابہ آجائیں گے جن سے شیعوں کو نفرت ہے، چنانچہ کلینی ابوجعفر (علیہ السلام) کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں:

''كان الناس أهل ردة بعد النبي (ﷺ) الا ثلاثة: المقداد بن الأسود، وسلمان الفارسي وأباذر الغفاري.''(۲)

(نبی اکرم (ﷺ) کے انتقال کے بعد مقداد ابن اسودؓ، سلمان فارسیؓ اور ابوذر غفاریؓ کے علاوہ سارے صحابہ مرتد ہو گئے تھے۔)

(۱) علل الشرائع/۵۳۱۔ط۔ایران (۲) روضة الكافی ۸/۲۴۶

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر ہم یہودیوں سے پوچھیں کہ تمھاری ملت میں افضل ترین لوگ کون ہیں؟ تو یہی جواب دیں گے کہ موسیٰؑ کے اصحاب۔

اگر ہم نصاریٰ سے پوچھیں کہ تمھاری امت میں افضل ترین لوگ کون ہیں؟ تو یقیناً ان کا جواب ہوگا: عیسیٰ کے حواری۔

اگر ہم اہل تشیع سے پوچھیں کہ تمھارے عقیدے اور تمھارے نظریے کے مطابق بدترین لوگ کون ہیں؟

تو وہ یہی کہیں گے کہ محمد (ﷺ) کے رفقاء۔

شیعوں کی دشنام طرازی اور طنز و تشنیع کا دنیا میں اگر کوئی سب سے زیادہ نشانہ بنا ہے تو وہ محمد (ﷺ) کے رفقاء اور ان میں بھی خاص طور پر ابوبکر و عمر و عثمان اور ازواج مطہرات عائشہ و حفصہ (رضی اللہ عنہم) ہیں۔

اسی لیے ان کی کتابوں میں ایک دعا ملتی ہے جس میں قریش کے دو بتوں کے متعلق کہا گیا ہے کہ اے اللہ قریش کے دونوں صنم، بُت اور طاغوت کی دونوں طاقتوں (یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ) پر اور ان کی دونوں بیٹیوں (عائشہ اور حفصہ) پر لعنت فرما الخ۔ یہ دعا معتبر کتابوں میں صراحت کے ساتھ مذکور ہے۔ امام خمینی کا معمول تھا کہ روزانہ صبح کی نماز کے بعد یہ دعا پڑھتے۔

حمزہ ابن محمد طیار بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ابوعبداللہ (علیہ السلام) کی مجلس میں محمد ابن ابی بکر کا تذکرہ کیا تو انھوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے، اور اپنی رحمتیں نازل کرے، ایک مرتبہ محمد ابن ابی بکر نے حضرت علی سے کہا: اپنا ہاتھ بڑھائیے کہ میں بیعت کروں۔ آپ نے دریافت فرمایا: کیا تم نے ابھی تک بیعت نہیں کی ہے؟ انھوں نے جواب دیا: کیوں نہیں! میں تو بیعت کر چکا۔ اور پھر انھوں نے اپنا ہاتھ بڑھا دیا، اور کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ امام ہیں، اور آپ کی اطاعت فرض ہے، اور میرے والد (یعنی ابوبکرؓ) کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ (۱)

(۱) رجال الکشی صفحہ/۶۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شعیب' ابوعبداللہ (علیہ السلام) سے نقل کرتے ہیں کہ ہر خاندان میں کوئی نہ کوئی شریف ضرور ہوتا ہے، اور برے خاندان میں پیدا ہونے والے شریف ترین شخص کی ایک اعلیٰ وارفع مثال محمد بن ابی بکر ہیں۔(۱)

اور اگر بات کریں حضرت عمرؓ کی تو سید نعمۃ اللہ جزائری ان کے بارے میں یہاں تک کہتے ہیں:

"كان عمر بن الخطاب مصاباً بداء في دبره لا يهدأ الا بماء الرجل"(۲)

(عمر کی پچھلی شرم گاہ میں ایک بیماری تھی، جس کی تکلیف سے ان کو اسی وقت سکون ملتا تھا جب مرد کا پانی اس پر ڈالا جاتا)

حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کا قاتل شیعوں کا ہیرو

ایران کے شہر کاشان میں "باغی فین" نامی ایک علاقہ ہے، جہاں ایک نامعلوم فوجی کی قبر ہے جس کے متعلق لوگوں کا موہوم خیال ہے کہ حضرت عمر کے قاتل ابولؤلؤ فیروز فارسی مجوسی کی قبر ہے، اس پر ایک عبارت کندہ ہے جس کا مفہوم ہے "باب شجاع الدین کی خواب گاہ"۔ "باب شجاع الدین" ایک لقب ہے جو شیعوں نے حضرت عمر کے قتل کے صلہ میں ابولؤلؤ کو عطا کیا، اس آستانہ کی دیواروں پر فارسی میں "مرگ بر ابوبکر، مرگ بر عمر، مرگ بر عثمان" تحریر ہے جس کا مطلب ہے: ابوبکر مردہ باد، عمر مردہ باد، عثمان مردہ باد۔

یہ مزار ایرانیوں کی زیارت گاہ ہے، جہاں پر روپیوں پیسوں کے ڈھیر لگتے ہیں اور نذرانے چڑھائے جاتے ہیں، اس مزار پر میں بھی گیا ہوں اور یہ سارا حال اپنی آنکھوں سے دیکھ آیا ہوں، ایران کی وزارت دعوت وارشاد نے اس کی توسیع اور تجدید کاری میں خاصی دلچسپی دکھائی، اور خطوط ورسائل کے لیے ایک پوسٹ کارڈ بھی جاری کیا جس پر اس مزار کی تصویر ہے۔

(۱) الکشی صفحہ/۶۱ (۲) الانوار النعمانیة صفحہ/۶۳۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ (نعوذ باللہ من ذلک) حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) گے (Gay) تھے۔ (مترجم)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلینی ابوجعفر (علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں:

"ان الشیخین-أبابکر وعمر- فارقا الدنیا ولم یتوبا ولم یذکرا ماصنعا بأمیر المؤمنین (علیہ السلام) فعلیھما لعنة اللہ والملائکة والناس أجمعین."(۱)

(شیخین (حضرت ابوبکر وعمر) دنیا سے اس حال میں گئے کہ نہ انھوں نے توبہ کی، اور نہ امیر المؤمنین کے ساتھ جو سلوک کیا تھا' اس پر اپنی ندامت ظاہر کی، تو ان پر لعنت ہو خدا کی، فرشتوں کی اور سارے انسانوں کی۔)

حضرت عثمان کے بارے میں علی ابن یونس بیاضی کہتے ہیں:

"کان عثمان ممن یلعب به وکان مخنثاً."(۲)

(عثمان ایک مسخرہ تھے، اور وہ مخنث تھے۔)

حضرت عائشہ کے متعلق ابن رجب برسی کا کہنا ہے

"ان عائشة جمعت أربعین دیناراً من خیانة."(۳)

(کہ عائشہ نے چوری سے چالیس دینار اکٹھا کر لیے تھے۔)

میں پوچھتا ہوں کہ اگر تینوں خلفاء کا یہی کردار تھا تو امیر المؤمنین نے ان کے ہاتھ پر پھر بیعت کیوں کی تھی؟ اور ان تینوں کی خلافت میں امیر المؤمنین ان کے وزیر کیوں بنے رہے؟

کیا اس لیے کہ آپ اُن سے ڈرتے تھے؟ معاذ اللہ!

اور اگر یہ مان لیا جائے کہ خلیفۂ ثانی حضرت عمر بن خطاب کی پچھلی شرم گاہ میں بیماری تھی جس کی تکلیف سے راحت کسی مرد کے پانی سے ہی ملتی تھی جیسا کہ سید جزائری کا ماننا ہے تو سوال یہ اٹھتا ہے کہ ایسے شخص سے امیر المؤمنین نے اپنی لڑکی ام کلثوم کی شادی کیوں کرائی؟ کیا حضرت عمر کی اس بیماری کا علم امیر المؤمنین کو نہیں ہو پایا؟ اور سید جزائری پر جا کر عقدہ کھلا؟! بات تو ایسی بدیہی ہے کہ سمجھنے کے لیے کسی مغز ماری کی ضرورت نہیں۔

(۱) روضة الکافی ۸/۲۴۶ (۲) الصراط المستقیم ۲/۳۰ (۳) مشارق انوار الیقین/۸۶

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیعوں کے علاوہ سب حرامی؟

کلینی کہتے ہیں:

"ان الناس کلھم أولاد الزنا أو قال بغایا ما خلا شیعتنا." (۱)

(سارے کے سارے لوگ حرام کی اولاد ہیں۔ یا یہ کہا کہ: زانی و بدکار ہیں، سوائے ہم شیعوں کے۔)

یہی وجہ ہے کہ انھوں نے اہل سنت کی جان و مال کو مباح قرار دیا ہے۔ چنانچہ داؤد ابن فرقد کہتے ہیں کہ میں نے ابوعبداللہ (علیہ السلام) سے دریافت کیا کہ "نواصب" (یعنی اہل سنت) کے قتل کے سلسلہ میں آپ کا کیا کہنا ہے؟

انھوں نے جواب دیا: مباح الدم ہے، لیکن میں تم لوگوں پر ڈرتا ہوں (کہ پتہ نہیں یہ کام انجام دے سکو یا نہیں) تو اگر تمہیں کم از کم یہی موقع ملے کہ اس پر دیوار گرا دو یا اس کو پانی میں ڈبو سکو تو تم کر گزر دتا کہ وہ تمہارے خلاف گواہی نہ دے سکے۔ (۲)

امام خمینی نے اس پر اضافہ کرتے ہوئے کہا کہ اگر تم اس کا مال ہڑپ کر سکو تو ہڑپ کر لو اور اس کا خمس (پانچواں حصہ) ہم کو بھیج دو۔

ہلاکو خاں اور شیعہ

سید نعمۃ اللہ جزائری کہتے ہیں کہ رشید کا وزیر علی ابن یقطین اپنے زمانۂ قید میں مخالفین کی ایک جماعت سے ملا، جن کی تعداد پانچ سو تھی۔ اس نے اپنے لونڈوں کو حکم دیا کہ قید خانہ کی دیواران پر گرا دو، چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا اور اس کے نتیجہ میں وہ سب کے سب ہلاک ہو گئے۔ (۳)

بغداد کی دھرتی پر ہلاکو کے ذریعے برپا کی گئی ہلاکت و تباہی کی ساری داستانیں تاریخ کے سینوں میں محفوظ ہیں، اس نے انسانی تاریخ کا سب سے بھیانک قتل عام اور خوں ریزی مچائی، اہل سنت کے خون سے اس نے جو ہولی کھیلی اس سے دریائے دجلہ کا پانی سرخ ہو گیا، خون کی ندیاں بہہ کر دجلہ میں پہنچیں تو اس کی سرخی نے پانی کا

(۱) الروضۃ ۱۳۵/۸ (۲) وسائل الشیعہ ۴۶۳/۱۸، بحار الانوار ۲۳۱/۲۷ (۳) الانوار النعیمیۃ ۳۰۸/۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رنگ تک بدل ڈالا! پھر اس نے اس قدر کتابیں دریا برد کیں کہ اسی دجلہ کا پانی سیاہ ہو گیا! اور یہ سب نوازشیں تھیں نصیر طوسی اور محمد ابن علقمی کی جن کے خصوصی تعاون سے یہ سب ممکن ہوا! دونوں عباسی خلیفہ کے وزیر تھے، اور دونوں ہی شیعہ تھے، ان کے اور ہلاکو کے درمیان خفیہ مراسلت تھی، جس کی بدولت ہی بغداد پر چڑھائی اور اس عباسی خلافت کے خاتمہ پر ہلاکو خاں کو انشراح ہوا، اس ملک کے یہ دونوں وزیر تھے اور خاصا اثر ورسوخ بھی رکھتے تھے لیکن اس سے خوش اور مطمئن نہیں تھے صرف اس لیے کہ اس کے خلفاء کا مذہب ''اہل سنت'' کے مطابق تھا۔ چنانچہ ہلاکو بغداد میں داخل ہوا، اس کی اینٹ سے اینٹ بجادی، اور عباسیوں کا تختہ الٹ دیا۔ اور پھر دنیا نے دیکھا کہ زیادہ دن نہیں گزرے اور ہلاکو خاں کے وزیروں میں دونوں کا نام آ گیا حالانکہ یہ بات جگ ظاہر ہے کہ ہلاکو بت پرست تھا۔

ان سب کے باوجود ابن یقطین، طوسی اور علقمی امام خمینی کے محبوب اور آئیڈیل ہیں، ان کی خدمات کو امام صاحب قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، اور ان کو اسلام کے لیے پیش کی گئی عظیم الشان خدمات قرار دیتے ہیں۔

اب ہم اپنی بات کو ختم کرتے ہوئے: ''نواصب'' (یعنی اہل سنت) کا کیا حکم ہے؟'' اس کے متعلق سید نعمۃ اللہ جزائری کا قول نقل کرتے ہیں جو اس باب میں سب سے جامع ہے، وہ لکھتے ہیں: علمائے شیعہ امامیہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ اہل سنت سب کافر ہیں اور نجس و پلید ہیں، یہود و نصاریٰ سے بدتر ہیں، اور ''ناصبی'' کی پہچان یہ ہے کہ وہ امامت میں حضرت علی پر دوسروں کو فوقیت دیتا ہے۔ (۱)

خلاصۂ کلام

اہل سنت کے بارے میں شیعوں کے عقائد کا خلاصہ پیش خدمت ہے:

وہ سب کے سب کافر ہیں، ملیچھ ہیں، یہود و نصاریٰ سے بدتر اور گئے گزرے ہیں، حرامی ہیں، ان کو قتل کرنا اور ان کا مال ہڑپ کرنا واجب ہے، ان کے ساتھ کسی بھی چیز میں اتحاد کی گنجائش نہیں نہ رب کے معاملہ میں، نہ رسول کے معاملہ میں، اور نہ امام

(۱) الانوار النعمانیۃ ۲/۲۰۶-۲۰۷

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے معاملہ میں۔ان کے ساتھ نہ کسی قول میں موافقت جائز ہے اور نہ کسی فعل میں۔ان پر لعنت بھیجنا اور ان کو اور ان میں بھی بالخصوص قرن اول کے ان افراد کو گالیاں دینا واجب ہے جن کی اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں ستائش کی ہے، اور جو اللہ کے رسول (ﷺ) کے ساتھ دعوت وجہاد کے ہر گام اور ہر منزل پر ثابت قدم رہے۔ورنہ خدارا! آپ ہی بتلائیں کہ کفار کے ساتھ سخت ترین معرکوں میں قدم قدم پر حضور (ﷺ) کا ساتھ دینے والے آخر کون تھے؟ کفر وایمان کی ان معرکہ آرائیوں میں ان کا ہر لمحہ حضور (ﷺ) کے ساتھ رہنا کیا اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ وہ اپنے ایمان میں مخلص تھے اور سفر دعوت وجہاد کی آزمائشوں کے ہر مرحلہ پر سچے اترنے والے تھے۔لہٰذا ہمارے فقہاء کی ہرزہ سرائیاں اور بیہودہ گوئیاں کسی حال میں لائق اعتناء نہیں ہیں۔

امام خمینی کے خطرناک عزائم

ایران کے اسلامی انقلاب کے بعد جب آل پہلوی کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور زمام اقتدار امام خمینی کے ہاتھوں میں آ گئی تو شیعہ علماء کا یہ فرض بنا کہ امام خمینی کی خدمت میں حاضر ہوں، اور اس عظیم کامیابی پر انھیں مبارکباد دیں کہ ان کے ہاتھ پر عصر حاضر میں شیعوں کی وہ پہلی حکومت قائم ہوئی جس کا اقتدار اعلیٰ فقہاء کے ہاتھ میں ہوگا۔

میں امام خمینی سے چونکہ بہت قریب تھا اور ان سے میرا گہرا تعلق تھا، اس لیے ذاتی طور پر میرا بھی فرض بنتا تھا کہ مبارکباد دینے کے لیے امام صاحب کے در پر حاضری دوں۔امام خمینی پیرس کی جلاوطنی کے بعد جب تہران واپس آ گئے، تو اس کے تقریباً ڈیڑھ دو مہینے بعد میرا بھی ایران جانا ہوا، لوگوں نے بڑی گرمجوشی سے میرا استقبال کیا، عراق کے دوسرے شیعہ علماء کے مقابلہ میں میرا یہ سفر بالکل منفرد، اور امتیازی شان کا حامل تھا۔

ایک خصوصی نشست میں امام صاحب نے مجھ سے کہا: سید حسین! اب وہ وقت آ گیا ہے کہ ہم ائمہ کرام کی وصیتوں کو نافذ کریں۔اب ہم مزہ سے اہل سنت کا خون بہائیں گے، اور ان کی لڑکیوں کو زندہ چھوڑ کر ان کے لڑکوں کو موت کے گھاٹ اتار دیں گے۔ان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سے کوئی بھی ہمارے عتاب سے بچ نہیں سکے گا۔ ان کے مال پر صرف شیعانِ اہل بیت کا قبضہ ہوگا۔ مکہ اور مدینہ کا روئے زمین سے ہم وجود مٹا دیں گے، کیوں کہ یہ دونوں وہابیوں کے مضبوط قلعے ہیں۔ اور اب ضروری ہے کہ ارض کربلا' اللہ کی سب سے مقدس اور پاکیزہ سرزمین بن جائے، اور اسی کی طرف رخ کر کے لوگ نماز ادا کیا کریں۔ اس طرح ہم خود ائمہ کے خوابوں کو تعبیر کا پیکر محسوس عطا کر سکیں گے، جس حکومت کے لیے ہم ایک طویل عرصہ سے مسلسل قربانیاں دے رہے تھے آج وہ حکومت قائم ہو چکی ہے، اب صرف ایکشن (Action) لینا اور اپنے مقاصد کو عملی جامہ پہنانا باقی ہے!!

نوٹ

یہ ایک مسلّم حقیقت ہے کہ عوام (یعنی اہل سنت) سے شیعوں کی عداوت و دشمنی کی کوئی نظیر نہیں؛ اسی لیے ہمارے فقہاء کی نظر میں اہل سنت پر جھوٹ باندھنا، ان پر تہمتیں لگانا، افترا پردازی کرنا، اور ان کو بدنام و رسوا کرنا: سب کچھ جائز ہے۔

آج بھی چونکہ ذمہ داروں کی طرف سے اس کی خاص تاکید ہوتی ہے اس کے پیش نظر شیعہ اہل سنت پر کینہ وحسد اور دشمنی و عداوت ہی کی نگاہ ڈالتے ہیں۔ شیعوں کو اس بات کی خاص ہدایت دی گئی ہے کہ وہ عام میدانوں کو چھوڑ کر حکومتی شعبوں اور سرکاری محکموں اور بالخصوص ان میں بھی فوج، امن، اور خفیہ اطلاعات جیسے میدانوں کا انتخاب کریں اور اہم ترین عہدوں پر پہنچنے کی کوشش کریں۔

آج ہر شیعہ اس بات کے شدید اشتیاق اور انتظار میں ہے کہ کب وہ گھڑی آئے گی جب اہل سنت کے خلاف جہاد کا بگل بجایا جائے گا اور وہ ان پر ٹوٹ پڑیں گے؟ اور تمام شیعہ عوام یہ تصور رکھتے ہیں کہ ایسا کر کے وہ اہل بیت کی زبردست خدمت انجام دیں گے۔ یہ لوگ بھول جاتے ہیں کہ ان کو جنگ کی بھٹی میں دھکیلنے والے وہ لوگ ہیں جو پس پردہ رہ کر ساز شیں رچتے ہیں۔

ان کی طرف انشاء اللہ اگلے صفحات میں اشارہ کیا جائے گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیعیت کی تعمیر میں خارجی عناصر کا کردار

کتاب کی پہلی فصل میں ہم شیعیت کی تعمیر میں عبداللہ ابن سبا یہودی کے کردار پر روشنی ڈال چکے ہیں۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے شیعہ عوام وخواص سبھی چشم پوشی برتتے ہیں۔ اس موضوع پر ایک طویل عرصہ تک میں غور وفکر کرتا رہا اور آخر اس نتیجہ پر پہنچا جس کا ادراک دوسرے بھی کر چکے ہیں کہ شیعیت کے اندر باطل عقائد، گھٹیا سوچ اور گندے افکار کو داخل کرنے میں کچھ ''خاص لوگوں'' نے اہم کردار نبھایا ہے۔

اُمّ الحوزات حوزۂ نجف میں ایک لمبے عرصہ تک قیام اور شیعیت کی معتبر اور مستند کتابوں کے پیہم مطالعہ کے بعد میری رسائی کچھ ایسے خطرناک حقائق تک ہوئی ہے جن سے اکثر لوگ یا تو ناواقف ہیں یا اس سے تجاہل برتتے ہیں۔ اور مشکوک کردار کے حامل کچھ ایسے چہرے مجھے نظر آئے ہیں جنھوں نے شیعیت کے چہرہ کو مسخ کر کے موجودہ صورت تک پہنچانے میں مؤثر رول ادا کیا ہے۔ اہل کوفہ کے اہل بیت کے ساتھ ناروا سلوک اور ان کی دغابازی سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جن لوگوں نے اہل بیت کے ساتھ یہ برتاؤ کیا تھا وہ شیعہ نہیں تھے بلکہ شیعیت کا بھیس اختیار کیے ہوئے تھے اور اہل بیت کی محبت کا دم بھرنے والے تھے۔

آستین کے ان سانپوں کے کچھ نمونے ملاحظہ ہوں:

ھشام بن الحکم

یہی وہ ہشام ہے جس کی روایتیں ''صحاح ثمانیہ'' (حدیث کی آٹھ کتابوں)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور حدیث کی دیگر کتابوں میں ملتی ہیں۔

یہی وہ شخص ہے جو امام کاظم کو جیل تک پہنچانے اور پھر ان کے قتل کا سبب بنا، ''رجال الکشی'' میں ہے کہ ہشام بن الحکم خود بھی گمراہ تھا اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتا تھا، وہ ابوالحسن (علیہ السلام) کے قتل میں شریک تھا۔(۱)

ہشام نے ابوالحسن (علیہ السلام) سے کہا: ''مجھے کوئی وصیت کر دیجیے۔ انھوں نے فرمایا: میں تجھے اس بات کی وصیت کرتا ہوں کہ میرے قتل کے سلسلہ میں اللہ کا خوف کھاؤ''۔(۲)

ابوالحسن (علیہ السلام) نے اس سے کہا تھا کہ وہ ان کے بارے میں اپنی زبان نہ کھولے۔ ایک ماہ تک اس نے توقف کیا لیکن پھر اس نے آپ کے متعلق باتیں شروع کر دیں۔ ابوالحسن (علیہ السلام) نے اس سے کہا: ''اے ہشام! کیا تم کو کسی مسلمان کے خون میں شریک ہونا اچھا لگتا ہے؟ اس نے جواب دیا: جی نہیں۔ انھوں نے فرمایا: تو پھر تم میرے خون میں کیوں شریک ہو رہے ہو؟ اگر تم خاموش رہتے ہو تو ٹھیک ورنہ مجھے تو ذبح کر دیا جائے گا۔'' لیکن اس نے اپنی زبان بند نہ رکھی اور امام صاحب کا جو حشر ہونا تھا وہ ہوا۔(۳)

کیا اہل بیت کے کسی مخلص سے یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ اس امام عالی مرتبت کے قتل کا سبب بنے؟!

آیئے میرے ساتھ ان نصوص کو بھی پڑھیے:

محمد ابن فرج رخجی کہتے ہیں: ''میں نے ابوالحسن (علیہ السلام) سے خط کے ذریعے پوچھا کہ ہشام بن الحکم کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جسم ہے، اور ہشام بن سالم (جوالیقی) کا ماننا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شکل وصورت ہے، تو اس سلسلہ میں آپ کیا فرماتے ہیں؟

انھوں نے جواب دیا: ''اس طرح کے شبہات اور خلجان پیدا کرنے والی

---

(۱) صفحہ/۲۲۹ (۲) رجال الکشی ۲۲۶ (۳) رجال الکشی ۲۳۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باتوں سے دور رہو اور شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگو، ان دونوں ہشاموں کی باتیں بالکل لغو ہیں۔"(۱)

ہشام بن الحکم کا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ مجسّم ہے، اور ہشام بن سالم کا دعویٰ تھا کہ اللہ شکل وصورت رکھتا ہے۔

ابراهیم ابن محمد الخراز، اور محمد ابن الحسین سے مروی ہے کہ "ہم ابوالحسن رضا (علیہ السلام) کے پاس گئے اور ان سے وہ روایت بیان کی جس میں اس بات کا ذکر ہے کہ محمد (ﷺ) نے اپنے پروردگار کو ۳۰ سالہ خوبرو جوان کی شکل میں دیکھا، جس کے پیروں کے نیچے ہریالی تھی۔ ہم نے یہ بھی کہا کہ ہشام بن سالم، صاحب "الطاق" اور میثمی کہتے ہیں کہ وہ ناف تک کھوکھلا ہے اور باقی حصہ ٹھوس ہے...الخ"(۲)

کیا یہ بات عقل میں آنے والی ہے کہ اللہ تعالیٰ تیس سالہ نوجوان کی شکل میں دکھائی دے، اور وہ بھی ناف تک اندر سے کھوکھلا؟! یہ تو بالکل وہی بات ہوئی جیسے یہودی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بھاری بھرکم جسم والا ہے۔ جس کی تصریح توریت (سفر تکوین) میں ہے۔

یہ سب وہ یہودی آثار ونقوش ہیں جو ہشام بن الحکم (امام کاظم کے قتل کا ذمہ دار)، ہشام ابن سالم، صاحب طاق، اور میثمی علی ابن اسماعیل (مصنف الامامة) جیسے شیطانوں کے واسطے سے شیعیت میں درآئے ہیں۔

اگر ہم اپنی "صحاح ثمانیہ" اور دیگر معتبر کتابوں کا جائزہ لیں تو جابجا ان ہی لوگوں کی روایات ملیں گی۔

زرارة بن أعين

شیخ طوسی فرماتے ہیں: "زرارہ عیسائی النسل تھا، اس کے دادا (سنسن یا سبسن) عیسائی پادری تھے، اور اس کا باپ قبیلہ بنوشیبان کے ایک شخص کا رومی غلام تھا"(۳)

(۱) اصول الکافي ۱/۱۰۵، بحار الأنوار ۳/۲۸۸، الفصول المهمة صفحہ/۵۱

(۲) أصول الکافي ۱/۱۰۱۔ بحار الأنوار ۴/۴۰ (۳) الفهرست صفحہ/۱۰۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ زرارہ وہی ہے جو کہتا ہے کہ میں نے ابوعبداللہ (علیہ السلام) سے تشہد کے بارے میں دریافت کیا کہ کیا اس سے مراد "التحیات والصلوات ..." ہی ہے؟ انھوں نے جواب دیا: ہاں "التحیات والصلوات..." ہی تشہد ہے۔ پھر میں وہاں سے ان کے منہ پر ریح خارج کرتے اور یہ کہتے ہوئے نکل آیا کہ یہ شخص کبھی کامیاب وبامراد نہ ہو۔ (۱)

زرارہ مزید کہتا ہے کہ خدا کی قسم! اگر میں ابوعبداللہ (علیہ السلام) سے سنی ہوئی تمام باتیں بیان کردوں تو لوگوں کے اندر ہیجانی کیفیت پیدا ہو جائے اور وہ لکڑیوں سے اپنی ضرورت پوری کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ (۲)

ابن مسکان بیان کرتے ہیں کہ میں نے زرارہ کو کہتے ہوئے سنا: ''اللہ ابوجعفر پر رحم فرمائے! میرا دل ان کی طرف سے میلا ہے۔''

میں نے پوچھا کہ زرارہ نے ایسا کیوں کہا؟

جواب دیا کہ زرارہ اس وجہ سے ناراض ہے کہ ابوعبداللہ نے اس کی بیہودہ گوئیوں کی قلعی کھول دی تھی۔ (۳)

اسی وجہ سے ابوعبداللہ (علیہ السلام) نے اس کے بارے میں فرمایا تھا: ''زرارہ پر خدا کی لعنت ہو!'' (۴)

ابوعبداللہ (علیہ السلام) نے یہ بھی فرمایا تھا: ''واللہ! اگر جہنم صرف ایک چھوٹی سی پیالی کے برابر بھی ہوتی تب بھی اعین بن سنسن کی اولاد کے لیے کافی ہوتی'' (۵)

نیز فرمایا: ''خدا کی لعنت ہو برید پر۔ خدا کی لعنت ہو زرارہ پر۔'' (۶)

---

(۱) رجال الکشی ص ۱۴۲۔ جو شخص ابوعبداللہ علیہ السلام کی داڑھی پر ریح خارج کرے اور ان کے تعلق سے کہے کہ یہ کبھی فلاح نہیں پا سکتے وہ شخص مسلمان، اور اہل بیت (علیہم السلام) کا مخلص ہرگز نہیں ہو سکتا)۔

(۲) رجال الکشی صفحہ/۱۴۳

یہ ابوعبداللہ (علیہ السلام) پر ایک سنگین تہمت ہے، کیونکہ اس کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ابوعبداللہ نے اس سے ایسی شرمناک اور شہوت انگیز باتیں بیان کی ہیں کہ لوگ ان کو سننے کے بعد اس قدر بے قابو اور بے خود ہو جائیں گے کہ اپنی شہوت پوری کرکے ہی دم لیں گے، خواہ اس کے لیے انھیں لکڑیوں کا ہی سہارا کیوں نہ لینا پڑے۔

(۳) رجال الکشی صفحہ/۱۳۱ (۴) ایضاً صفحہ/۱۳۳ (۵) صفحہ/۱۳۳ (۶) صفحہ/۱۳۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بھی فرمایا: ''زرارہ در بدر کی ٹھوکریں کھاتا ہوا کیفر کردار تک پہنچے گا۔ اس پر اللہ کی لعنت ہو''۔(۱)

ابوعبداللہ (علیہ السلام) کا یہ بھی فرمانا ہے: ''یہ زرارہ ابن اعین ہے، خدا کی قسم! یہ ان ہی لوگوں میں سے ہے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان فرمایا ہے: ﴿وقدمنا إلىٰ ما عملوا من عملٍ فجعلنٰه هباءً منثوراً﴾ الفرقان:۲۳) (اور جو کچھ ان کا کیا دھرا ہے اسے ہم غبار پریشاں بنا کر اڑا دیں گے)(۲)

اور فرمایا: ''کچھ لوگوں کا ایمان عارضی ہوتا ہے جو ان سے بعد میں چھین لیا جاتا ہے، قیامت کے دن ایسے لوگوں کو ''معارون'' (یعنی عارضی ایمان والے) کہہ کر پکارا جائے گا، زرارہ ابن اعین بھی انہی لوگوں میں سے ہے۔''(۳)

ساتھ ہی یہ بھی فرمایا: ''اگر وہ بیمار پڑے تو کبھی اس کی عیادت کے لیے نہ جانا، اور اگر وہ مر جائے تو اس کے جنازہ میں ہرگز شریک نہ ہونا''۔

کسی نے تعجب سے پوچھا: کیا زرارہ؟

فرمایا: ہاں، یہود و نصاریٰ اور تثلیث کے قائلوں سے بھی گیا گذرا انسان ہے زرارہ! اللہ تعالیٰ نے اسے ذلیل وخوار کیا ہے۔ اور فرمایا: ''زرارہ کو میری امامت کے سلسلہ میں شک تھا، تو میں نے اس کا معاملہ اپنے رب کے سپرد کر دیا۔(۴)

میرا کہنا ہے کہ زرارہ جب عیسائی خاندان کا ایک فرد ٹھہرا، اسے ابوعبداللہ

(۲) ص۱۳۴(۳) رجال الكشي ص ١٣٦ (٤) ص۱۴۱(۵)ص ۱۳۸۔ ابوعبداللہ (علیہ السلام) نے زرارہ پر جو نقد کیا ہے اور اس پر جو لعنت بھیجی ہے اس کی تشریح میں ہمارے علماء لکھتے ہیں کہ ابوعبداللہ (علیہ السلام) نے یہ باتیں ''تقیہ'' کے طور پر کہی تھیں، جبکہ یہ بات سرے سے غلط ہے کہ ابوعبداللہ (علیہ السلام) تقیہ کا سہارا لیں، کیونکہ اگر ابو عبداللہ (علیہ السلام) نے تقیہ کے طور پر یہ باتیں کہی تھیں تو زرارہ کے اس قول کا کیا مطلب کہ اس نے ابوعبداللہ (علیہ السلام) کے منہ پر ریح خارج کی جب ابوعبداللہ نے اس پر لعنت بھیجی؟ کیا یہ سب باتیں بھی بطور تقیہ کے تھیں؟! ہرگز نہیں! بلکہ ان سب باتوں سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ ابوعبداللہ (علیہ السلام) اور زرارہ کے بیچ اس ناچاقی کی وجہ زرارہ کے بے ہودہ اقوال، اخلاق سے گری ہوئی حرکتیں اور اس کی گھٹیا سوچ تھی۔ ورنہ ابوعبداللہ (علیہ السلام) اس کے متعلق ایسی باتیں نہ کہتے!

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(علیہ السلام) کی امامت میں بھی شک ہے، یہ بھی کہتا ہے کہ میں نے ابوعبداللہ (علیہ السلام) کے منھ پر ہوا خارج کی، اور یہ بھی بکتا ہے کہ وہ کبھی کامران نہیں ہو سکتے تو ایسے شخص سے دین کی کس خدمت کی توقع کیا جا سکتی ہے؟!

ہماری کتب ''صحاح'' زرارہ کی احادیث سے بھری پڑی ہیں، اسے تمام راویوں میں ایک مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ یہ وہی شخص ہے جس نے اہل بیت کی شان میں جھوٹی باتیں گڑھیں اور ابوعبداللہ (علیہ السلام) کے بقول اس نے اسلام میں ایسی بدعات وخرافات داخل کیں جو کسی اور نے نہیں کیں۔ جو شخص بھی ہماری صحاح کا مطالعہ کرے گا' روزِ روشن کی طرح اس پر یہ حقیقت عیاں ہو جائے گی۔

زرارہ ہی کی طرح برید کا بھی معاملہ ہے، ابوعبداللہ نے دونوں پر لعنت بھیجی ہے۔

ابو بصیر لیث بن بختری

یہ ابوبصیر وہی ہے جس نے امام ابوالحسن موسیٰ کاظم (علیہ السلام) کی شان میں اس وقت گستاخی کی جب ان سے ایک ایسے شخص کے متعلق فتویٰ پوچھا گیا جس نے کسی ایسی عورت سے شادی کی ہو جس کا پہلے سے شوہر موجود ہو اور اسے اس کا علم نہ ہو۔

امام صاحب نے جواب دیا: ''عورت کو رجم کیا جائے گا اور مرد کو کوئی سزا نہیں دی جائے گی (بشرطیکہ اسے اس کا علم نہ ہوا ہو)''۔

اس پر ابوبصیر مرادی نے اپنا سینہ پیٹتے ہوئے کہا:

''میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے امام کا علم ناقص ہے''۔(۱)

اس کا سیدھا سا مطلب یہی ہے کہ وہ امام کاظم (علیہ السلام) پر کم علمی کا الزام لگا رہا ہے!!

ایک مرتبہ ابن ابویعفور اور ابوبصیر دونوں دنیا کے کسی معاملہ باتیں کر رہے تھے، ابوبصیر کہنے لگا: اگر تمہارے امام کو دنیا مل جائے تو وہ اسی کو ترجیح دیں گے، پھر ابوبصیر کی وہیں آنکھ لگ گئی، ایک کتا آیا اور اس کے اوپر پیشاب کے لیے ٹانگ

(۱) رجال الکشی صفحہ ۱۵۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٹھانے لگا، حماد ابن عثمان اسے بھگانے کے لیے کھڑے ہوئے، تو ابن ابی یعفور نے کہا کہ رہنے دو۔ اور کتے نے اس کے کان پر پیشاب کر دیا(۱)

دیکھو! وہ ابوعبداللہ پر دنیا کی طرف میلان اور اس سے محبت کی تہمت لگا رہا تھا! اللہ نے اس کی سرزنش کے لیے ایک کتے کو بھیج دیا جس نے اس کی پاداش میں اس کے کان پر پیشاب کر دیا۔

حماد ناب کہتے ہیں: ابوبصیر، ابوعبداللہ کی چوکھٹ پر بیٹھا ہوا تھا اور اندر جانے کی اجازت چاہ رہا تھا، لیکن اس کو اجازت نہیں ملی تو وہ کہنے لگا کہ میرے پاس تھال نہیں ہے اس لیے مجھ کو اجازت نہیں ملی! اسی اثناء میں ایک کتّا آیا اور ٹانگ اٹھا کر ابوبصیر کے منھ پر مُوتنے لگا۔ ابوبصیر کہنے لگا: ارے ارے! یہ کیا ہے؟ (خیال رہے کہ ابوبصیر نابینا تھا)، اس کے پاس بیٹھے ہوئے ایک شخص نے کہا: کتا تھا، جو تمہارے منھ پر مُوت گیا۔(۲)

دیکھیے! وہ ابوعبداللہ پر تہمت لگا رہا تھا کہ ان کو لذیذ کھانوں اور ثرید سے اتنی رغبت ہے کہ اپنے یہاں انہی لوگوں کو اجازت دیتے ہیں جن کے پاس کھانے کی تھال ہوتی ہے، مگر اللہ تعالیٰ نے اسے اس کی بھی سزا ایک کتے کے ذریعے دی کہ وہ آیا اور اس کے چہرے پر پیشاب کر کے چلا گیا۔

ابوبصیر اخلاقی اعتبار سے بھی گرا ہوا شخص تھا، وہ خود اپنا حال بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:

''میں ایک لڑکی کو قرآن کا ٹیوشن دیا کرتا تھا، ایک مرتبہ میں نے اس سے کچھ چھیڑ چھاڑ کی''۔

وہ شکایت لے کر ابوجعفر (علیہ السلام) کے پاس پہنچی، ابوجعفر نے مجھے بلا کر پوچھا: اے ابوبصیر! تم نے اس عورت کے ساتھ کیا حرکت کی ہے؟

جواب دیا: میں نے تو بس ہاتھ سے ایسا کیا ہے۔ اور یہ کہہ کر اپنا چہرہ چھپا لیا!!

---

(۱) صفحہ/۱۵۴ (۲) رجال الکشی صفحہ/۱۵۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوجعفر نے کہا کہ اب دوبارہ ایسی حرکت نہ کرنا۔(۱)

ابوبصیر کے اخلاق کی پستی ملاحظہ کیجیے! وہ قرآن پڑھا رہا ہے لیکن اس کا ہاتھ لطف اندوزی کے لیے اس لڑکی کے جسم کے کس کس حصہ پر گردش کر رہا ہے!!

ابوبصیر کا نسیان

ابوبصیر بہت بڑا بھلکڑ بھی تھا۔ محمد ابن مسعود بیان کرتے ہیں کہ میں نے علی ابن حسن سے ابوبصیر کے متعلق دریافت کیا، تو انھوں نے جواب دیا کہ ابوبصیر کی کنیت ابومحمد تھی، وہ بنو اسد کا غلام تھا اور نابینا تھا۔

پھر میں نے ان سے پوچھا: کیا اس پر غلو کا بھی الزام ہے؟ کہا کہ نہیں، غلو کا الزام تو نہیں ہے البتہ وہ باتوں میں خلط ملط کر دیتا تھا۔"(۲)

میرا کہنا ہے کہ حدیث کی معتبر کتابوں میں اس سے بکثرت روایتیں مروی ہیں، اور ان روایتوں میں بھی اس نے بہت گل کھلائے ہیں۔ جب اس کے اندر باتوں میں تمیز کی بھی صلاحیت نہیں تھی تو پتہ نہیں دین کے سلسلہ میں اس نے کیا کچھ خلط ملط نہ کیا ہو!

ان روایتوں میں اس نے جو بڑی عجیب وغریب باتیں بیان کی ہیں کیا بعید کہ یہ اس کے بھلکڑ پن کا نتیجہ ہو؟!

طبرستان کے علماء

طبرستان میں ایسے لوگ بھی گذرے ہیں جو شیعیت کی شبیہ بگاڑنے اور اس کے چہرے کو مسخ کرنے کے ارادے سے علم کا سہارا لے کر شیعیت کے دائرہ میں داخل ہوئے تھے۔ اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ انسان کے مرنے کے بعد اس کے نقوش اس کی شخصیت کی گواہی دیتے ہیں، اگر اس نے اپنے پیچھے پاکیزہ نقوش چھوڑے ہیں تو یہ اس کے عقیدہ کی درستگی، اخلاق و اعمال کی پاکیزگی اور فطرت کی سلامتی کی دلیل

(۱) رجال الکشی صفحہ/۱۵۴ (۲) رجال الکشی صفحہ/۱۵۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہے تو نتائج بھی اس کے برعکس ہی ہوں گے۔ چنانچہ مرنے والے کے برے نقوش اس کے عقیدہ اور اعمال واخلاق کے بگاڑ، اور اس کی بدطینتی کی دلیل ہیں۔

بعض علمائے طبرستان نے کچھ ایسے ہی نقوش چھوڑے ہیں جو ان کی شخصیت کے تعلق سے شکوک وشبہات پیدا کرتے ہیں، ہم یہاں تین نمونوں پر اکتفا کرنا چاہتے ہیں، جن کی اپنی ایک مرکزی حیثیت تھی اور اونچا مقام تھا:

۱-مرزا حسین ابن تقی نوری طبرسی

مرزا صاحب "فصل الخطاب في إثبات تحريف كتاب ربّ الأرباب" کے مؤلف ہیں، جس میں انھوں نے کتب شیعہ کے حوالہ سے دو ہزار سے زائد ایسی روایتیں جمع کی ہیں جن سے وہ قرآن کریم میں تحریف کو ثابت کرنا چاہتے ہیں، اس کتاب میں انھوں نے فقہاء ومجتہدین کے اقوال بھی جمع کر دیے ہیں۔ان کی یہ کتاب شیعیت کی پیشانی پر ایک بدنما داغ ہے!!

یہود ونصاریٰ قرآن کریم کو تحریف شدہ ثابت کرتے ہیں، یہی بات طبرسی بھی کہتے ہیں تو پھر یہود ونصاریٰ اور طبرسی میں کیا فرق بچا؟

ایک سچا مسلمان جس کا یہ عقیدہ ہے کہ جس کتاب کو اللہ رب العزت نے نازل کیا اور خود اس کی حفاظت کا ذمہ لیا، کیا وہ یہ تسلیم کرسکتا ہے کہ اسی کتاب میں کتر بیونت اور تحریف کردی گئی؟!

۲-احمد ابن علی ابن ابی طالب طبرسی

احمد ابن علی ابن ابی طالب طبرسی (۱)"الاحتجاج" کا مصنف ہے، جس

(۱) الفروع ۱۹۸/۲ (۲) خودکو ابن علی ابن ابی طالب کہنے والے اس شخص کا مقصد اس نام کے ذریعہ محض ناموری حاصل کرنا تھا، تا کہ بآسانی اپنا زہر پھیلا سکے، ورنہ اس جیسا انسان اس بات کا بھی اہل نہیں کہ اپنی نسبت حضرت علی کی خاک پا کی طرف بھی کرسکے۔اور یہ بھی معلوم رہے کہ اس شخص کی نہ کوئی اصل ہے اور نہ اس کی زندگی ہی لوگوں کے سامنے ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اس نے وہ روایات درج کی ہیں جن میں قرآن کریم کے محرّف ہونے کی صراحت ہے، اور ایسی روایات کو بھی جگہ دی ہے جن کی آڑ میں اس کا دعویٰ ہے کہ امیر المؤمنین اور صحابہ کرام کے آپسی تعلقات انتہائی کشیدہ تھے۔

یہی وہ روایات ہیں جو مسلمانوں کے درمیان پھوٹ ڈالنے اور ان کا شیرازہ منتشر کرنے کا سبب بنتی ہیں۔ اس کتاب کا مطالعہ کرنے والا ہر شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ اس کتاب کے مصنف کی نیت میں کس قدر فتور تھا!

۳۔ فضل ابن حسن طبرسی

"مجمع البيان في تفسير القرآن" کے یہ مصنف ہیں، ان کی یہ تفسیر مغالطات اور بیجا تاویلات سے پُر ہے اور ایک ایسی خشک تفسیر ہے جو تفسیر کے معروف قواعد سے بھی متصادم ہے۔

طبرستان یہودیوں کی آماجگاہ

یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ طبرستان اور اس کے قرب و جوار میں خزر کے یہودی بڑی تعداد میں آباد ہیں، اور یہ طبرسی علماء، خزر کے وہی یہودی ہیں جو اسلام کا چوغہ اوڑھ کر سامنے آئے، دین اسلام کو مطعون کرنے میں انہی کی کتابیں سب سے بڑا ذریعہ ثابت ہوئی ہیں۔

اگر ہم ایک طرف "فصل الخطاب" کو رکھیں اور دوسری طرف مستشرقین کی وہ کتابیں رکھیں جن میں اسلام کو نشانہ بنایا گیا ہے، تو ان کتابوں کے مقابلہ میں "فصل الخطاب" اسلام کو زیادہ بدنام کرتی نظر آئے گی۔ یہی حال دوسرے طبرسی مؤلفین کی کتابوں بھی کا ہے۔

ایک افسوس ناک واقعہ

حوزۂ نجف کے ایک مؤقر استاد کی وفات ہوئی، میں نے ثواب کی خاطر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

انھیں غسل دیا، اس کام میں ان کی اولاد نے میرا تعاون کیا، دورانِ غسل یہ حقیقت آشکار ہوئی کہ مرنے والے کا ختنہ نہیں ہوا تھا!

میں اس وقت مرحوم کا نام لینا مناسب نہیں سمجھتا کیونکہ ان کی اولاد کو پتہ ہے کہ ان کو کس نے غسل دیا تھا، اگر میں ان کا نام لے لوں تو وہ لوگ مجھے پہچان جائیں گے اور ساتھ ہی یہ بھی سمجھ جائیں گے کہ اس کتاب کا مؤلف میں ہی ہوں، اس طرح میرا راز فاش ہو جائے گا جس کا انجام شاید بہتر نہ ہو۔

حوزہ میں کچھ سادات ایسے بھی ہیں، جن کی کچھ ایسی سرگرمیاں میری نگاہوں میں ہیں جو ان کے کردار کو مشکوک بناتی ہیں۔ اور اللہ کا شکر ہے کہ میں ہمیشہ ان کی حقیقت کو جاننے کی مسلسل جستجو میں لگا رہتا ہوں۔

خارجی عناصر کا دوسرا پہلو

اب آیئے شیعیت میں خارجی عناصر کے اثرات کا ایک اور رنگ دیکھتے ہیں، ان عناصر نے ہماری معتبر کتابوں اور ہمارے اہم مراجع کے ساتھ خوب کھلواڑ کیا ہے، ہم چند نمونے پیش کرتے ہیں جنھیں دیکھ کر قارئین اس کی سنگینی اور اس کی انتہا کا اندازہ لگا سکتے ہیں:

الکافی کی تاریخی حیثیت

"الكافي" شیعیت کے مراجع میں ایک اہم اور معتبر نام ہے، اس کی صحت پر بارہویں امام (جو کہ معصوم ہیں اور جن سے کسی بھول چوک کا امکان نہیں) کی مہر ثبت ہے۔ کلینی نے "الكافي" کی تالیف کے بعد اس کو سامراء میں امام موصوف کے سامنے ان کے غار میں پیش کیا تو امام (علیہ السلام) نے فرمایا: "الكافي" ہمارے شیعوں کے لیے کافی ہے۔" (۱)

ایک بڑے محقق سید عباس قمی فرماتے ہیں: "الکافی" اسلامی کتب خانہ میں

(۱) دیکھیے: الکافی کا مقدمہ صفحہ/۲۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک اہم ترین اضافہ، اورامامیہ فرقہ کی معرکۃ الآرا کتاب ہے، شیعوں کی اس جماعت کے لیے اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔

مولیٰ محمد امین استرابادی اس کتاب کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ہم نے اپنے علماء ومشائخ سے سنا ہے کہ اسلامی تاریخ میں اس کے ہم پلہ کوئی کتاب تصنیف نہیں کی گئی۔''(۱)

ایک نظر ان اقوال پر بھی

خوانساری لکھتے ہیں: ''کتاب الروضة (جو کئی ابواب پر مشتمل ہے) کے سلسلہ میں اختلاف ہے کہ آیا وہ کلینی کی تالیف 'الکافی' ہی کا ایک حصہ ہے یا بعد کا اضافہ ہے؟''(۲)

شیخ سید حسین ابن سید حیدر کرکی عاملی (م ۱۰۷۶ھ) فرماتے ہیں: ''الکافی'' پچاس کتابوں کا مجموعہ ہے، اوران میں سے ہر حدیث کی سند ائمہ (علیہم السلام) سے متصل ہے۔''(۳)

دوسری طرف سید ابوجعفر طوسی (م ۴۶۰ھ) کا کہنا ہے: ''کتاب الکافی تیس کتابوں پر مشتمل ہے''۔(۴)

سابقہ اقوال کی روشنی میں یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ پانچویں صدی سے لے کر گیارہویں صدی تک الكافي میں تقریباً بیس کتابوں کا اضافہ کیا گیا ہے، اوران میں سے ہر کتاب کئی کئی ابواب پر مشتمل ہے، جس کا سیدھا مطلب یہ ہے کہ اس پوری مدت میں الكافي میں تقریباً چالیس فیصد اضافہ کیا گیا ہے، اور یہ اضافہ روایات کی تبدیلی، الفاظ کے تغیر اور جملوں کے حذف واضافہ کے علاوہ ہے۔

اب سوال یہ اٹھتا ہے کہ آخر ان بیس کتابوں کا اضافہ کس نے کیا؟ کیا وہ کوئی معصوم عن الخطا انسان تھا؟ اور کیا یہ کسی فردِ واحد کا کام ہے یا اس پورے عرصہ میں پے

(۱) الکنیٰ والألقاب ۹۸/۳ (۲) روضات الجنات ۱۱۸/۶ (۳) ایضاً/۱۱۴ (۴) الفہرست/ ۱۶۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

در پے مختلف لوگ آتے رہے اور اس میں کمی و زیادتی اور حذف و اضافہ کرتے رہے اور اس طرح اس کو تختۂ مشق بناتے رہے؟!

کیا اب بھی یہ دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ "الکافی" پر امامِ مقدس کی مہر تصدیق ثبت ہے؟!

'تہذیب الاحکام' کی حیثیت

شیعیت کی معتبر کتابوں میں "الکافی" کے بعد دوسرا درجہ " تھذیب الأحکام" کا ہے، یہ صحاح کی پہلی چار کتابوں میں سے ایک ہے، اس کے مؤلف حوزۂ نجف کے بانی شیخ طوسی ہیں۔ ہمارے علماء و فقہاء کا دعویٰ ہے کہ اس وقت اس میں تیرہ ہزار پانچ سو نوے (۱۳۵۹۰) احادیث ہیں، حالانکہ "عدۃ الأصول" کی روایت کے مطابق مؤلفِ کتاب شیخ طوسی کا اعتراف ہے کہ "تہذیب الاحکام" میں پانچ ہزار سے زائد حدیثیں ہیں۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ روایتیں کسی بھی حال میں چھ ہزار (٦٠٠٠) سے متجاوز نہیں، تو پھر احادیث کا یہ عظیم اضافہ کس نے کیا کہ ان کی تعداد اصل کتاب سے بھی آگے نکل گئی؟ ساتھ ہی ان خرافات کو بھی ملحوظ رکھیے جو اس کتاب میں اور الکافی وغیرہ میں بکھری پڑی ہیں۔ بلاشبہ ان سب کے پیچھے وہ خفیہ ہاتھ ہیں جو اسلام کی نسبت سے پہچانے جاتے ہیں، حالانکہ اسلام ان جیسی چیزوں سے بالکل پرے ہے۔

یہ حال ہے شیعوں کی ان دو عظیم الشان کتابوں کا!! اب آپ ہی بتائیں کہ اگر ان کی دیگر کتابوں کا جائزہ لیا جائے تو ہم کس نتیجہ سے دوچار ہوں گے؟!

اسی لیے سید ہاشم معروف حسنی کہا کرتے تھے کہ جہاں دشمنانِ ائمہ نے اس قسم کی بہت سی روایات گڑھ کر ائمہ کی جانب منسوب کر دیں وہیں شیعہ واعظوں نے بھی اس میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ "الکافي، الوافي" اور ان جیسے مجموعوں میں منتشر احادیث کو دیکھ کر بآسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ائمہ کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاسدین اور غلو کرنے والوں نے ان کی عزت کو داغدار کرنے، اور ان کے اقوال کو بے حیثیت بنانے کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔(١)

شیخ طوسی نے بھی ''التهذيب'' کے مقدمہ میں اس کا اعتراف کیا ہے، وہ کہتے ہیں: ''بعض دوستوں نے بتایا کہ ہماری کتابوں میں روایات کا تعارض، تضاد اور اختلاف اس حد تک پایا جاتا ہے کہ کوئی روایت ایسی نہیں جس کے مقابلہ میں کوئی متعارض روایت نہ ہو، کوئی حدیث ایسی نہیں بچی جس سے متصادم کوئی دوسری حدیث نہ ہو، یہ ہمارے مخالفین کے لیے یہ ایک ایسا کارگر ہتھیار ہے جس کے ذریعہ وہ ہمارے مذہب کو نشانہ بناتے ہیں۔''

طوسی کی لاکھ خواہش کے باوجود ان کی اپنی کتاب بھی زمانہ کی دست برد سے محفوظ نہ رہ سکی۔ جیسا کہ آپ ملاحظہ کر چکے۔

سفر ہند کے دوران میری ملاقات سید علی نقی سے ہوئی، انھوں نے سید دلدار علی (غفران مآب) کی کتاب ''أساس الأصول'' کا ایک نسخہ مجھے عنایت فرمایا، اس کتاب کے صفحہ ۵۱ پر لکھا ہوا ہے: ''ائمہ کرام سے منقول احادیث میں بڑا اختلاف پایا جاتا ہے، مشکل سے بھی کوئی حدیث ایسی نہیں ملتی جس سے متعارض کوئی دوسری حدیث نہ ہو، اور ایک روایت بھی ایسی نہیں جس سے کوئی دوسری روایت ٹکراتی نظر نہ آتی ہو''۔ اسی حقیقت نے ایک بڑی تعداد کو شیعہ مذہب ترک کرنے پر آمادہ کیا۔

'تحریف قرآن' کی حقیقت

آیئے اب تحریف قرآن کے مسئلہ پر گفتگو کرتے ہیں۔

سب سے پہلے جس کتاب میں قرآن مجید میں تحریف کا دعویٰ پیش کیا گیا وہ کتاب سلیم بن قیس ہلالی (م ۹۰ھ) ہے، جس میں صرف دو روایتیں ذکر کی گئی ہیں، اور منظر عام پر آنے والی یہ شیعوں کی پہلی کتاب ہے، اس میں ان دو روایتوں کے علاوہ

(١) الموضوعات صفحہ/ ۲۵۳،۱۶۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی تیسری روایت نہیں ملتی۔ مگر جب ہم اپنے معتبر مراجع اور کتاب سلیم بن قیس کے صدیوں بعد لکھی جانے والی کتابوں کی طرف لوٹتے ہیں تو ان میں تحریف قرآن سے متعلق روایتوں کا ایک طومار نظر آتا ہے حتیٰ کہ نوری طبرسی نے بڑی آسانی کے ساتھ اپنی کتاب "فصل الخطاب" میں دو ہزار سے زائد روایات کو جمع کر دیا۔

آخر کس نے ان روایات کو گڑھنے کا کام انجام دیا؟ خاص طور سے جب ہم ان اقوال پر نظر دوڑاتے ہیں جو معتبر کتابوں اور بالخصوص کتب صحاح میں اضافہ کے تعلق سے ابھی ذکر کیے گئے ہیں تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ ان روایات کو گڑھنے کا کام کتاب سلیم بن قیس کے بعد کی صدیوں میں کیا گیا ہے، اور بہت ممکن ہے کہ یہ کارنامہ چھٹی ساتویں صدی کا ہو۔ یہاں تک کہ شیخ صدوق (م ۳۸۱ھ) کو کہنا پڑا کہ "جس کسی نے اس قول - یعنی تحریف قرآن - کی نسبت شیعہ کی طرف کی وہ پرلے درجہ کا جھوٹا ہے"۔

یہ بات انھوں نے اس لیے کہی کہ اس قسم کی روایات ان کے کانوں سے کبھی نہیں ٹکرائی تھیں، اور بالفرض اگر ایسی روایتیں ہوتیں تو آپ کے علم میں ضرور آتیں یا کم از کم آپ ان کو سنتے ضرور!

اسی طرح طوسی نے بھی اس بات کا انکار کیا ہے کہ اس سلسلہ کی باتیں شیعوں کی جانب منسوب کی جائیں جیسا کہ "التبیان في تفسیر القرآن"(۱) میں موجود ہے۔

رہی بات کتاب سلیم بن قیس کی، تو اس کی نسبت ان کی جانب کرنا بجائے خود ایک جھوٹ ہے، کیونکہ اس کو وضع کرنے والا اور پھر اس کی نسبت سلیم ابن قیس کی جانب کرنے والا شخص ابان ابن ابی عیاش ہے۔

یہ ابان ابن ابی عیاش وہ شخص ہے جس کے بارے میں ابن المطہر الحلی اور اردبیلی کا کہنا ہے: "وہ حد درجہ ضعیف ہے، اور ہمارے علماء کا ماننا ہے کہ کتاب سلیم ابن قیس کو گڑھنے والا یہی ہے۔" (۲)

---

(۱) طبع۔النجف ۱۳۸۳ھ (۲) الحلی ۲۰۶، جامع الرواۃ للاردبیلی ۱/۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفوی حکومت کے قیام کے بعد امام صادق و دیگر ائمہ (علیھم السلام) کی جانب روایات گڑھ کر منسوب کرنے کی ایک زبردست ہوا چل پڑی۔

اس سرسری جائزہ کے بعد ہمیں یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ ہمارے علماء کی تصنیفات نا قابل اعتماد اور ساقط الاعتبار ہیں، کیونکہ ان کی حفاظت کا کوئی خاطر خواہ سامان نہیں کیا گیا تھا، جس کی وجہ سے یہ دشمن کے ہاتھوں میں کھلونا بن کر رہ گئیں اور پھر ان کی جو گت بنی وہ سب کے سامنے ہے۔

خارجی عناصر کا تیسرا پہلو

اب ہم شیعیت میں خارجی عناصر کے اثرات کا ایک اور پہلو سے جائزہ لیتے ہیں۔ یہ پہلو امام غائب کے حوالہ سے ہے جو کہ ایک اہم ترین مسئلہ ہے۔

امام غائب کا جھوٹا تصور

میرے فاضل دوست سید احمد کاتب نے اس موضوع پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے کہا ہے کہ بارہویں امام کی نہ کوئی اصل ہے اور نہ ان کی شخصیت کا کوئی وجود۔ اس موضوع پر موصوف کی تحقیقات کے بعد مزید کسی تحقیق کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ بارہویں امام کا وجود سرے سے ممکن ہی نہیں کیونکہ ہماری معتبر کتابوں میں صاف صاف لکھا ہوا ہے کہ حسن عسکری۔ گیارہویں امام۔ کی اس حال میں وفات ہوئی کہ ان کے کوئی اولاد ہی نہیں تھی، لوگوں نے ان کی وفات کے وقت ان کی بیویوں اور باندیوں کو دیکھا تو ان میں سے نہ کوئی صاحب اولاد تھی اور نہ کوئی حاملہ۔(۱)

فاضل محقق سید احمد کاتب نے بارہویں امام کے جانشینوں کے مسئلہ پر بھی محققانہ بحث کی ہے، اور یہ ثابت کیا ہے کہ ان کی نیابت کا دعویٰ کرنے والے سب

(۱) تفصیل کے لیے دیکھئے: الغیبة للطوسي صفحہ/۷۴، الإرشاد للمفید صفحہ/۳۴۵،
أعلام الورٰی للفضل الطبرسي صفحہ/۳۸۰، المقالات والفرق للأشعري القمي صفحہ/۱۰۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جھوٹے اور فریبی تھے، ان کا یہ دعویٰ محض اموالِ خمس کو ہتھیانے، ہدایا و تحائف کو سمیٹنے اور مزار کے چڑھاووں پر ہاتھ صاف کرنے کے لیے تھا۔

امام غائب کے 'کارنامے'

آیئے! امام غائب (جنھیں "امام قائم" یا "امام منتظر" کے نام سے بھی جانا جاتا ہے) کے ان کارناموں کا ایک جائزہ لیں جو وہ اپنے ظہور کے بعد انجام دیں گے:

۱-عربوں کا قتل عام

مجلسی روایت کرتے ہیں کہ امام منتظر عربوں پر "جفر احمر" کا حکم نافذ کریں گے یعنی ان کی گردنیں اڑائیں گے۔ (۱)

مزید کہتے ہیں: "ہمارے اور عربوں کے درمیان صرف خوں ریزی بچی ہے۔" (۲)

نیز یہ بھی روایت نقل کرتے ہیں: "عربوں سے دور رہو، ان کے لیے بری خبر ہے، ان میں سے کوئی بھی امام قائم سے بچ نہیں سکے گا۔" (۳)

غور کیجیے: بہت سے شیعہ خود عربی النسل ہیں؛ تو کیا امام قائم کی تلوار کی زد ان پر بھی پڑے گی؟ اور وہ بھی موت کے گھاٹ اتارے جائیں گے؟ ہرگز نہیں!!

اس ڈرامہ کے پس پردہ ایسے کردار رہے ہیں جن کا ان زہریلے جراثیم کو پھیلانے میں اہم رول رہا ہے۔ لیکن اس پر آپ کو تعجب نہیں ہونا چاہیے کیونکہ جب انھی کی روایات کے مطابق کسریٰ تک کو جہنم سے خلاصی مل سکتی ہے تو پھر کیا ناممکن بچا؟! چنانچہ مجلسی امیر المؤمنین (علیہ السلام) کے حوالہ سے کہتے ہیں:

"ان الله قد خلصه (أی كسرىٰ) من النار وأن النار محرمة عليه" (۴)

(اللہ تعالیٰ نے کسریٰ کو جہنم سے خلاصی دے دی اور جہنم کی آگ اس پر حرام کر دی گئی)

---

(۱) بحار الأنوار ۵۲/۳۱۸ (۲) بحار الأنوار ۵۲/۳۴۹

(۳) بحار الأنوار ۵۲/۳۳۳ (۴) البحار ۴۱/۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا یہ بات عقل کی کسوٹی پر کھری اترتی ہے کہ امیر المؤمنین (علیہ السلام) اپنی زبان مبارک سے ایسی بات کہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسریٰ کو جہنم سے نجات دے دی اور دوزخ کی آگ کو اس پر حرام کر دیا؟

۲۔ مسجد حرام اور مسجد نبوی کی مسماری

مجلسی ہی روایت کرتے ہیں:

"ان القائم يهدم المسجد الحرام حتیٰ يرده الى أساسه و المسجد النبوي الى أساسه." (۱)

(امام قائم مسجد حرام کو مسمار کریں گے، اور اس کو اس کی بنیاد تک لوٹا دیں گے، اور یہی حشر مسجد نبوی کا بھی کریں گے۔)

مجلسی ہی کا بیان ہے کہ: "امام قائم پہلا کام یہ کریں گے کہ ان دونوں یعنی ابوبکر وعمر کی لاش کو بالکل تروتازہ باہر نکالیں گے اور پھر دونوں کو ہوا میں اڑا دیں گے اور مسجد کو ڈھا دیں گے"۔ (۲)

ہمارے فقہاء وعلماء کے یہاں یہ صرف مشہور ہی نہیں بلکہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ کعبۃ اللہ کی کوئی اہمیت نہیں، کربلا کی سرزمین اس سے بدرجہا افضل و برتر ہے، کربلا کا یہ ٹکڑا روئے زمین کا افضل ترین حصہ ہے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہایت پسندیدہ، مقدس اور بابرکت ہے، یہ اللہ اور اس کے رسول کا حرم اور اسلام کا قبلہ ہے، اس کی مٹی میں شفا ہے، اور زمین کا کوئی حصہ حتیٰ کہ کعبہ بھی اس کی ہمسری نہیں کر سکتا!!

ہمارے استاذ سید محمد حسین آل کاشف غطاء استشہاد کے طور پر اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

ومن حديث كربلا والكعبه   لكربلا بان علو الرتبه

(کربلا اور کعبہ کی بات کی جائے تو کربلا کا ہی مرتبہ بلند ہوگا)

(۱) بحار الأنوار ۳۳۸/۵۲، الغيبة للطوسي ۲۸۲ (۲) البحار ۳۸۶/۵۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دوسرا شاعر کہتا ہے:

هي الطفوف فطُف سبعاً بمغناها فما لمكة معنًى مثل معناها

أرض ولكنّها السبع الشداد لها دانت وطأطأ أعلاها لأدناها

(ساری بلندیاں یہیں ہیں، تم اسی کی آبادی کا طواف کیا کرو، کیونکہ اس کی جو حیثیت ہے وہ مکہ کی نہیں۔ یہ دیکھنے میں زمین کا ایک ٹکڑا ہے لیکن ساتوں زمینیں اس کے آگے سجدہ ریز ہیں، اور مکہ کا اعلیٰ ترین مقام بھی اس کے ادنیٰ کے سامنے ہیچ ہے)۔

آخر کیوں؟

کیا ہمیں یہ پوچھنے کا حق ہے کہ امام قائم کو آخر کیا ضرورت پیش آئے گی کہ وہ مسجد کو منہدم کر کے اس کی اینٹ سے اینٹ بجائیں اور اس کی بنیادوں کو ہموار کر دیں؟!

شاید اس کا جواب یہی ہے کہ امام قائم کی تلوار کی زد سے بچنے والے مسلمانوں کی تعداد دس فیصد سے بھی کم ہوگی، جیسا کہ طوسی کا بیان ہے کہ امام قائم کی حکومت اسی وقت قائم ہوگی جب نوے فیصد لوگوں کو تہہ تیغ کر دیا جائے گا۔(۱)

۳- آلِ داود کی حکومت کا قیام

کلینی نے اس سلسلہ میں مستقل ایک باب ہی قائم کیا ہے کہ ''ائمہ کرام کو جب اقتدار ملے گا تو وہ آلِ داود کی شریعت کے مطابق فیصلے کریں گے، اور کسی سے کوئی گواہی نہیں طلب کریں گے''، پھر اس سلسلہ میں ابوعبداللہ (علیہ السلام) کی ایک روایت نقل کی ہے کہ: ''جب خانوادۂ محمد کے امام قائم کا ظہور ہوگا تو وہ داود وسلیمان کی شریعت کے مطابق فیصلے کریں گے اور وہ کسی سے کوئی دلیل نہیں مانگیں گے۔''

مجلسی روایت کرتے ہیں:

''يقوم القائم بأمر جديد وكتاب جديد وقضاء جديد۔'' (۳)

(۱) الغيبة صفحہ/۱۴۶ (۲) الأصول من الكافي ۱/۳۹۷ (۳) البحار ۳۵۴/۵۲؛ غيبة النعماني صفحہ/۱۵۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(امام قائم نئی شریعت، نئی کتاب اور نیا حکم نامہ لے کر آئیں گے۔)

ابوعبداللہ (علیہ السلام) فرماتے ہیں: ''میں رکن (حجر اسود) اور مقام (ابراہیم) کے درمیان امام قائم کو لوگوں سے نئی کتاب پر بیعت لیتے ہوئے دیکھ رہا ہوں''۔(۱)

اب اخیر میں مجلسی کی وہ روایت پیش ہے جسے سن کر آپ کے ہوش اڑ جائیں گے وہ ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں:

"لو یعلم الناس ما یصنع القائم اذا خرج لأحب أکثرھم ألا یروہ مما یقتل الناس... حتی یقول کثیر من الناس: لیس ھذا من آل محمد، ولو کان من آل محمد لرحم."(۲)

(امام قائم اپنے ظہور کے بعد جو کچھ انجام دیں گے، اور جس قدر بے دردی کے ساتھ انسانی خون بہائیں گے اس کا علم اگر لوگوں کو ہو جائے تو اکثریت ان کی شکل بھی دیکھنا گوارا نہ کرے۔ بہت سے لوگ تو یہ تک کہہ دیں گے کہ یہ محمد کے خاندان سے نہیں ہو سکتے! اگر ان کا اس خاندان سے دور کا بھی رشتہ ہوتا انسانی جانوں پر انھیں ترس ضرور آتا۔)

میں نے سید صدر سے اس روایت کی وضاحت چاہی تو یوں گویا ہوئے:

"ان القتل انحاصل بالناس أکثرہ مختص بالمسلمین."

(اس قتل عام کی بھینٹ چڑھنے والوں کی اکثریت مسلمان ہی ہوگی۔)

پھر انھوں نے امام کے ظہور کے بعد کے حالات پر لکھی ہوئی اپنی کتاب کا ایک نسخہ مجھے دیا، جس میں انھوں نے اس موضوع پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے، اس نسخہ پر آنجناب کی دستخط موجود ہے۔

روایات کا تجزیہ

امام غائب کے ''کارناموں'' سے متعلق جو روایات گذری ہیں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان کا تنقیدی جائزہ لیا جائے:

(۱) البحار ۵۲/۳۵۴، الغیبۃ صفحہ/۱۳۵ (۲) البحار ۵۲/۳۵۴، الغیبۃ صفحہ/۱۳۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱-عربوں کے خلاف امام قائم کی تلوار کیوں بے نیام ہوگی؟ کیا رسول اللہ (ﷺ) خود عربی نہیں تھے؟

۲-کیا امیر المؤمنین (علیہ السلام) اور ان کی اولادِ اطہار کا تعلق عربوں سے نہیں تھا؟

۳-عربوں کا قتل عام کرنے والے امام قائم کیا امیر المؤمنین (علیہ السلام) کی اولاد میں نہیں ہیں؟ اور کیا وہ عربی النسل نہیں ہیں؟!

۴-کیا عرب کی لاکھوں کی آبادی میں امام قائم اور ان کے ظہور پر ایمان رکھنے والا ایک فرد بھی نہیں ہے؟

۵-تو پھر عربوں ہی کو کیوں وہ اپنی تلوار کا نشانہ بنائیں گے؟ اور یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ امام قائم کا ساتھ دینے والا ان میں کوئی نہیں ہوگا؟

اور یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ مسجد حرام اور مسجدِ نبوی کو منہدم کر دیں؟ جبکہ قرآن کریم میں صراحت سے موجود ہے کہ مسجد حرام ہی مسلمانوں کا قبلہ ہے اور روئے زمین پر تعمیر ہونے والا اولین خانۂ خدا ہے، نبی کریم (ﷺ) نے اس میں نمازیں پڑھیں، امیر المؤمنین اور آپ کے بعد دیگر ائمہ کرام (علیہ السلام) اور بالخصوص امام صادق (علیہ السلام) نے بھی اس میں نمازیں ادا کیں، اور امام صادق نے تو اس میں ایک طویل مدت تک قیام بھی کیا۔

ایک عرصہ تک ہم یہ سمجھتے رہے کہ امام قائم مسجد حرام کو منہدم کر کے اسے اس شکل میں تبدیل کر دیں گے جیسی توسیع سے قبل آپ (ﷺ) کے زمانہ میں تھی، لیکن بعد میں یہ حقیقت کھل کر سامنے آئی کہ "اس کو اس کی اصل بنیاد تک لوٹا دیں گے" کا مطلب یہ ہے کہ وہ مسجد کو منہدم کر کے بالکل زمین کے برابر کر دیں گے، کیونکہ اس وقت کوفہ کو قبلہ کی حیثیت حاصل ہوگی۔

فیض کاشانی کہتے ہیں:

"يا أهل الكوفة! لقد حباكم الله -عزوجل- بما لم يحب أحداً من فضل، مصلاكم بيت آدم ونوح وبيت ادريس ومصلى ابراهيم... ولا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تذهب الأيام حرى تنصب الحجر الأسود فيه.''(۱)

(اے کوفہ والو! اللہ تعالیٰ نے تم پر وہ انعامات کیے ہیں جو کسی اور پر نہیں کیے، تمہارے لیے نماز پڑھنے کی یہ جگہ آدم، نوح، اور ادریس کا مسکن اور ابراہیم علیہم السلام کی جائے نماز ہے، بس کچھ ہی دن کی بات ہے کہ حجر اسود بھی لا کر یہیں نصب کر دیا جائے گا۔)

حجر اسود کو مکہ سے کوفہ منتقل کرنا اور کوفہ کو آدم، نوح، ادریس اور ابراہیم کی جائے نماز قرار دینا اس بات کی دلیل ہے کہ مسجد حرام کو منہدم کرنے کے بعد کوفہ کو قبلہ کا درجہ دے دیا جائے گا۔

اگر یہ مفہوم نہ لیا جائے تو مسجد حرام کو توسیع سے قبل کی حالت پر لوٹانے کا کوئی مطلب نہیں رہ جاتا اور یہ بات بے معنی ہو جاتی ہے، لہٰذا روایات کے مطابق اس کو منہدم کر کے اس کی بنیادوں کو اکھاڑ پھینکنا ہی ضروری ٹھہرتا ہے، تبھی قبلہ وحجر اسود کوفہ میں ہوگا۔ اور یہ بات ہم پہلے ہی بتا چکے ہیں کہ ہمارے فقہاء کے نزدیک کعبہ کی کوئی اہمیت نہیں، لہٰذا ان کی نظر میں اس کو منہدم کر دینا ہی ضروری ہے۔

ہم یہ بھی پوچھنا چاہتے ہیں کہ وہ نئی چیز کیا ہوگی جسے امام قائم نافذ کریں گے؟ اور وہ نئی کتاب اور نئی شریعت کیا ہوگی جسے وہ لے کر آئیں گے؟ جس چیز کو وہ لے کر آئیں گے اگر وہ آل محمد ہی کی شریعت ہے تو یہ تو کوئی نئی بات نہیں ہوئی!! اور اگر ان کی کتاب ان ہی کتابوں میں سے ہے جو ہمارے دعووں کے مطابق امیر المؤمنین کے ساتھ خاص تھیں تو اس میں بھی کوئی نیا پن نہیں ہے۔ ہاں! اگر ان کتابوں کے علاوہ کوئی اور کتاب ہوگی اور شریعت محمدی کے علاوہ کوئی اور شریعت ہوگی تب تو نئی بات ہوگی اور ایک نئی شریعت ہوگی، اور نئی بات کیوں نہ ہو جبکہ امام قائم تو آل داؤد کی شریعت کے مطابق فیصلے کریں گے!! جیسا کہ پیچھے گذر چکا ہے۔

جی ہاں فیصلے آل داؤد کے فیصلوں کے مطابق ہوں گے، کتاب ان ہی کی

(۱) الوافي ۲۱۵/۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتابوں میں سے کوئی کتاب ہوگی، اور فیصلہ ان ہی کی شریعت کے مطابق کوئی فیصلہ ہوگا؛ اسی وجہ سے یہ نیا کہلائے گا۔ اسی لیے روایت میں آتا ہے کہ: ''گویا کہ میں رکن و مقام کے درمیان انہیں ایک نئی کتاب پر لوگوں سے بیعت لیتے ہوئے دیکھ رہا ہوں''۔

اب رہی بات مجلسی کی اس روایت کی جس کی تفصیلات رونگٹے کھڑے کردینے کے لیے کافی ہیں، جس کے مطابق امام قائم خون کی ندیاں بہائیں گے، اور بے دردی وسفاکی کا جو ریکارڈ قائم کریں گے اس کی وجہ سے لوگ یہ آرزو کریں گے کہ ان کا چہرہ بھی دیکھنا نصیب نہ ہو، اور یہ بھی کہیں گے کہ اس شخص کا خاندان محمد سے کوئی تعلق نہیں، اگر یہ خاندان محمد کا فرد ہوتا تو رحمت وشفقت کا دامن ہاتھ سے ہرگز نہ چھوٹنے پاتا!

ایک مرتبہ ذہن میں یہ سوال پھر گردش کرتا ہے کہ: ''امام قائم کس کا خون بہائیں گے؟ اور یہ کن لوگوں کا خون ہوگا جسے وہ اتنا ارزاں سمجھیں گے؟ یہ کسی اور کا نہیں اسلام کے ماننے والوں کا خون ہوگا!! جس کی صراحت گذشتہ روایات میں ہو چکی ہے اور اس پر سید صدر کی وضاحت بھی گذر چکی ہے۔

ایسے میں تو یہی کہا جائے گا کہ امام قائم کا ظہور مسلمانوں کے لیے رحمت کے بجائے عذاب ہے، تب تو وہ بالکل بجا کہیں گے کہ ان کا آلِ محمد سے کوئی رشتہ نہیں کیونکہ آل محمد مسلمانوں کے حق میں رحیم وشفیق ہیں۔ اور جب امام قائم کے اندر رحمت وشفقت کا مادہ ہی نہیں تو پھر وہ آل محمد میں سے کیسے ہوسکتے ہیں؟ کیا وہی ہیں جو انسانیت کو ظلم وستم کی چکی میں پیسنے کے بعد پھر اس زمین پر عدل وانصاف کے چراغ روشن کریں گے؟

یہ کیسا انصاف!

یہ کیسا انصاف ہے کہ نوّے فیصد لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے اور ان میں بھی اکثریت مسلمانوں کی ہو؟ یہ وہ جرم ہے جس کا ارتکاب انسانیت کی پوری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخ میں کسی نے نہیں کیا، یہاں تک کہ وہ کمیونسٹ بھی اس کی جرأت نہ کرسکے جولاشوں کے ڈھیر پر بھی اپنے نظریات منوانے کے عادی تھے۔

ہم یہ پہلے ہی ثابت کرچکے ہیں کہ امام قائم کی کوئی حقیقت نہیں، اور نہ ہی ان کا کوئی وجود ہے، پھر بھی کہا جاتا ہے کہ وہ آئیں گے اور آلِ داود کی شریعت کے مطابق فیصلہ کریں گے، عربوں اور مسلمانوں کا صفایا کریں گے، ان کا بے دریغ خون بہائیں گے، مسجد حرام اور مسجد نبوی (ﷺ) کو منہدم کردیں گے، وہاں سے حجرِ اسود کو اٹھالائیں گے، نئی شریعت اور نئی کتاب پیش کریں گے، اور نیا فیصلہ نافذ کریں گے۔ تو آخر یہ امام قائم ہیں کون؟ اور اس سے مقصود ہے کیا؟

اثنا عشریہ کا مفہوم

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم آپ کو اس طرف بھی متوجہ کرتے چلیں کہ ہمارے شیعہ بھائیوں نے بارہ امام کا جو تصور قائم کر رکھا ہے، جس پر انھیں اصرار بھی ہے، وہ تعداد دراصل بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کی نمائندگی ہے، شیعوں نے صرف اس تعداد کی طرف انتساب پر ہی اکتفا نہیں کہ بلکہ اس عدد سے نیک شگون لیتے ہوئے خود کو "اثنا عشریہ" کے نام سے متعارف کرایا۔

حضرت جبرئیل سے نفرت

شیعوں کو جبرئیل اور روح الامین (جن کی اللہ تعالی نے قرآن میں توصیف بیان کی ہے) سے بھی چڑ ہے، ان کا عقیدہ ہے کہ جبرئیل خائن ہیں، کیونکہ نبوت کی جس امانت کو حضرت علی تک پہنچانے کی انھیں ذمہ داری دی گئی تھی اس میں انھوں نے خیانت سے کام لیا، اور حضرت علی (علیہ السلام) کے بجائے محمد کے پاس یہ امانت لے کر پہنچ گئے۔ ([حاشیہ] جبرئیل (علیہ السلام) کو خائن قرار دینا فرقۂ غرابیہ اور فرقۂ کیسانیہ کا عقیدہ ہے، اور یہ دونوں فرقے شیعوں کے ہیں۔) اسی وجہ سے وہ جبرئیل امین سے

---

(۱) البحار ۳۷۶/۵۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نفرت کرتے ہیں، اوران سے نفرت کرنا یہودیوں کا بھی شیوہ رہا ہے، اسی لیے جبرئیل سے نفرت کرنے والوں پرنکیر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ. مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِلْكَافِرِينَ﴾[البقرة: ۹۷-۹۸](ترجمہ:۔ آپ کہہ دیجیے کہ جو دشمن ہے جبرئیل کا (وہ خوب سمجھ لے کہ) انہوں نے تو یہ (قرآن) اللہ کے حکم سے آپ کے قلب پر اتارا ہے، جو تصدیق کرنے والا ہے اس (کلام) کی جو پہلے سے ہے، اور ہدایت ہے اور خوشخبری ہے مؤمنوں کے لیے☆ آپ کہہ دیجیے کہ جو بھی دشمن ہے اللہ کا اور اس کے فرشتوں کا اور اس کے رسولوں کا اور جبرئیل کا اور میکائیل کا، تو اللہ تعالیٰ ایسے کافروں کا دشمن ہے)۔

اس آیت میں جبرئیل سے دشمنی کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کافر قرار دیتا ہے، اور یہ بھی تنبیہ کرتا ہے کہ ان سے دشمنی کرنے والا حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے۔

نماز جمعہ کا سقوط

شیعیت کو امت مسلمہ کے صراط مستقیم سے دور کرنے میں خارجی عناصر نے جو کردار نبھایا ہے اس کا ایک اثر یہ بھی پڑا کہ شیعوں پر سے نماز جمعہ کی فرضیت ساقط کردی گئی اور اس کی وجہ یہ بتلائی گئی کہ نماز جمعہ صرف امام معصوم کی اقتدا میں ہی ادا کی جاسکتی ہے۔

البتہ اب ایسے فتوے بھی آئے ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ نماز جمعہ حسین کے نام پر قائم بڑے بڑے امام باڑوں میں ادا کی جاسکتی ہے۔ یہ بھی بہت غنیمت ہے، اللہ کا شکر ہے کہ اس کی طرف ذمہ داروں کو متوجہ کرنے میں احقر کی کوششیں بھی کارگر ثابت ہوئی ہیں، مجھے اس پر اللہ کے یہاں بڑے اجر وثواب کی امید ہے۔

لیکن میرے ذہن میں رہ رہ کر یہ سوال اٹھتا ہے کہ ہماری گذری ہوئی نسلوں کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقریباً ایک ہزار سال تک فریضۂ جمعہ کی ادائیگی سے محروم کرنے کا محرک کون تھا؟ وہ کون سے خفیہ ہاتھ تھے جو اپنی عیاری اور مکاری کی بدولت شیعوں کو جمعہ سے دور رکھنے میں کامیاب ہوئے، حالانکہ اقامت جمعہ کی فرضیت پر صریح قرآنی نصوص موجود ہیں؟!

اخلاقی انارکی

یہ خفیہ اور ناپاک ہاتھ مستقل سرگرم عمل ہیں اور اپنا زہر تیزی سے پھیلانے میں مصروف ہیں، ابھی کل ہی کی بات ہے کہ حوزہ کے سرپرست کی طرف سے یہ ہدایات جاری کی گئیں کہ جس قدر ہو سکے ظلم کو عام کرتے رہو، اور فساد کو ہوا دیتے رہو اور اس قدر ہوا دو کہ امام مہدی (امام قائم) اپنے غار سے نکلنے پر مجبور ہو جائیں، کیونکہ جب تک ایسا نہیں ہوگا امام مہدی کی آمد کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ شیعوں کی ایک بڑی تعداد نے اس آواز پر لبیک کہا اور ان تعلیمات کا اپنی زندگیوں میں نفاذ شروع کر دیا، ہر قسم کے بگاڑ کو ایک تحریک کی شکل دے دی، اور انقلابی شہر بغداد میں اس تحریک کی قیادت سید بروجردی نے سنبھال لی۔

چنانچہ بغداد کی سڑکوں پر جب کوئی نوجوان گزرتا ہے اور کسی مہ جبیں سے اس کی نگاہیں چار ہوتی ہیں تو اس کا جواب وہ ایک تبسم یا آنکھوں کے اشارہ سے دیتی ہے۔

حوزہ کی انتظامیہ نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ آگے بڑھ کر اس اخلاقی بگاڑ کا سلسلہ وسیع سے وسیع تر کرنے، اور عراق کے چپہ چپہ تک اس کو پھیلانے کے مقصد سے سیاحت اور شمالی عراق میں گرمی کا سیزن گزارنے کے ٹورسٹ پروگرام بنائے، اس کے لیے بڑی بڑی بسیں کرائے پر لینے کا اہتمام کیا، اور جنوبی عراق کے باشندوں کی نگاہوں میں شمال کے سیاحتی سفر کو دلچسپ بنا کر پیش کیا۔ چنانچہ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ان سیاحوں میں بوڑھا مرد بھی ہے، اس کی بوڑھی بیوی بھی ہے، پھٹے پرانے کپڑے ہیں، سیر و سیاحت کے اخراجات تو دور کی بات انھیں تو ایک وقت کی خوراک بھی میسر نہیں! مگر ہر فیملی اپنے ساتھ کچھ پری جمال نازنینوں کو بھی رکھے ہوئے ہے،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب ''صلاح الدین، تکریت، موصل، دھوک، اربیل اور کرکوک'' جیسے علاقوں سے ان کا یہ قافلہ گزرتا ہے تو آخر شب کے تھکے ہوئے یہ مسافر ستانے کے لیے کچھ دن قیام کا فیصلہ کر کے اپنا رخت سفر کھول دیتے ہیں، پھر یہ دولت حسن کی سودائی نازنینیں وہاں کے بازاروں کا رخ کرتی ہیں اور اپنا حسن عریاں نوجوانوں پر نچھاور کرتی ہیں، اور پھر موسم گرما گزارنے کے لیے جن علاقوں کا رخ کیا جاتا ہے وہاں پہنچ کر مسافروں کے یہ قافلے کیا کچھ کر گزرتے ہیں اس کی منظر کشی سے میرا قلم عاجز ہے، اور میری زبان قاصر ہے!!

ان ہدایات کو جاری کرنے کا مقصد اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ اخلاقی بگاڑ کو زیادہ سے زیادہ ہمہ گیر شکل دی جائے اور ملک کو تباہی و بربادی کے عمیق غار میں دھکیل دیا جائے؟!

رہی بات بارہویں امام (یعنی امام قائم) کے ظہور کی تو مجھے پورا یقین ہے کہ وہ بھی میرے اس احساس میں شریک ہیں کہ اس امام کا کوئی وجود اور کوئی اصل نہیں۔ اب آپ لوگ ہی دیکھ لیں کہ یہ ناپاک اور گندے ہاتھ کیسا گھناؤنا کھیل کھیلتے آئے ہیں، اور ان کے کھیل کا یہ سلسلہ ابھی ختم نہیں ہوا۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا!

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخری بات

کرب انگیز حقائق کی اس جاں گسل وادی سے گذرنے کے بعد سوال یہ اٹھتا ہے کہ اب مجھے کیا موقف اختیار کرنا چاہیے؟

کیا میں جس مقام اور حیثیت پر ہوں اس پر بدستور قائم رہوں؟ اور سادہ لوح انسانوں سے خمس اور نذرانوں کے نام پر خوب مال و دولت اکٹھا کرتا رہوں؟ عمدہ قسم کی لگژری گاڑیوں پر سفر کروں؟ خوبصورت حسیناؤں کے ساتھ رنگ رلیاں مناؤں؟ یا پھر یہ کہ اس دنیوی جاہ و دولت پر جو ایک نہ ایک دن ختم ہو کر رہے گی لات ماردوں، اوران حرام کاریوں سے بالکل اپنا دامن محفوظ رکھوں اور دنیا کے سامنے حق کی صدا لگادوں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ ایسے موقع پر خاموش رہنے والا گونگا شیطان ہوتا ہے؟!!

مجھ پر اچھی طرح یہ حقیقت واضح ہو چکی کہ عبداللہ ابن سبا یہودی ہی تھا جس نے شیعیت کی بنیاد رکھی ، مسلمانوں کو خانوں میں بانٹ دیا، اوران کے مابین بغض وعداوت کی دیواریں کھڑی کردیں، جبکہ ایمان اور محبت کی کرشمہ سازی نے ان میں الفت واتحاد پیدا کردیا تھا، اوران کے دلوں کوایک دوسرے سے جوڑ رکھا تھا۔

یہ حقیقت بھی مجھ پر کھلی کہ ہمارے اسلاف (اہل کوفہ) نے اہل بیت کے ساتھ کیا کچھ ناروا سلوک کیا! ہماری کتابیں شاہد ہیں کہ ائمہ کرام پر کس قدر کیچڑ اچھالا گیا، ان پر کیسے نشتر چلائے گئے، اور بالآخر اہل بیت نے شیعوں کی حرکتوں سے تنگ اور عاجز آکران کو پھٹکار سنائی! گذشتہ صفحات میں یہ سب باتیں بیان کی جاچکی ہیں، تاہم ان کی حقیقت کو سمجھنے کے لیے امیر المؤمنین کا یہی ارشاد کافی ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امیر المؤمنین (علیہ السلام) فرماتے ہیں:

اگر میں شیعوں کو پرکھ کر الگ کروں تو ان میں صرف چاپلوس نظر آئیں گے، اگر میں ان کا امتحان لوں تو سب بے وفا نکلیں گے، اگر ان کو چھانٹوں تو ہزار میں ایک بھی میرا نہ ہو!(۱)

اس حقیقت سے بھی میں آگاہ ہوا کہ شیعہ اللہ رب العزت کی تکذیب کرتے ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو صاف کر دیا کہ قرآن کریم میں دست برد اور اس کے ساتھ کھلواڑ کے لیے نہ کوئی ہاتھ آگے بڑھ سکا ہے نہ بڑھ سکے گا!! اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے خود اس کی حفاظت کی ذمہ داری لے رکھی ہے، لیکن ہمارے فقہاء کو اصرار ہے کہ قرآن کریم تحریف شدہ ہے، تو اس طرح ہمارے فقہاء اللہ تعالیٰ کے قول کو جھٹلاتے ہیں، تو اب میں کس کی بات تسلیم کروں؟ کیا ان فقہاء کی ؟؟ یا پھر اللہ تبارک وتعالیٰ کی ؟؟!

میں نے یہ حقیقت بھی اچھی طرح سمجھ لی کہ متعہ حرام ہے لیکن ہمارے فقہاء نے اس کو حلال ٹھہرا رکھا ہے، اور اس کی حلت اپنے حدود سے بڑھتی گئی یہاں تک کہ نوبت بایں جا رسید' نوخیز لونڈوں تک کو اس نے سمیٹ لیا۔

میں نے یہ بھی جان لیا کہ شیعوں پر خمس کا ادا کرنا واجب نہیں ہے اور نہ فقہاء اور مجتہدین کے لیے اس کو لینا درست ہے بلکہ یہ تو شیعوں کا اپنا حق ہے اور انہی کے لیے ہے اور اس پر تا قیامت انہی کا اختیار رہے گا، لیکن ہمارے فقہاء ہیں کہ صرف اور صرف اپنے ذاتی مفادات کی خاطر لوگوں پر اس کی ادائیگی کو لازم ٹھہراتے ہیں۔

یہ راز بھی مجھ پر کھل گیا کہ شیعیت کے ساتھ کچھ ناپاک خفیہ ہاتھوں نے مستقل اور خوب کھلواڑ کیا، اور اس کی جو درگت بنائی اس پر پچھلے صفحات میں کچھ روشنی ڈالی جا چکی ہے، تو پھر اب شیعیت میں باقی رہنا میرے لیے کیونکر روا ہو سکتا ہے؟!

شیعہ فقہاء کی مشہور روایت ہے، محمد ابن سلیمان اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے عرض کیا: میری جان آپ پر قربان! ہم پر ایک

---

(۱) الکافي / ۸/ ۳۳۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسا رسوا کن لقب چسپاں کردیا گیا جس نے ہماری کمر توڑ دی، اور ہمارے دلوں پر موت طاری کردی، جس کے نتیجہ میں حاکموں نے ہمارے قتل کو جائز ٹھہرا دیا۔

ابوعبداللہ (علیہ السلام) نے پوچھا: کیا تمھیں "رافضہ" کہا جاتا ہے؟ جواب دیا: ہاں۔ فرمایا: واللہ! لوگوں نے تمھارا نام "رافضہ" نہیں رکھا، یہ نام تو اللہ نے رکھا ہے! (۱)

جب ابوعبداللہ (علیہ السلام) نے خود یہ گواہی دے دی کہ (اہل بیت کو ٹھکرا دینے کی وجہ سے) وہ "رافضی" ہیں، اور اس کی صراحت بھی کردی کہ ان کا یہ نام خود اللہ تعالیٰ کا رکھا ہوا ہے تو اب میں کون ہوتا ہوں ان سے واسطہ رکھنے والا؟

مفضل ابن عمر کہتے ہیں: میں نے ابوعبداللہ (علیہ السلام) کو کہتے سنا کہ "جب ہمارے "قائم" آئیں گے تو "کذا بین شیعہ" کے قتل سے اپنے مشن کا آغاز کریں گے"۔ (۲)

کیا وجہ ہے کہ "کذا بین شیعہ" کے قتل سے وہ اپنے مشن کا آغاز کریں گے؟

دوسروں سے قبل ان کی گردنوں پر ننگی تلوار اس لیے رکھی جائے گی کہ سنگین سے سنگین افترا پردازیاں انھوں نے کیں، اور "متعہ ولواطت، اموال خمس کی فرضیت، تحریف قرآن کا افسانہ، عقیدۂ بداء اور ائمہ کی رجعت" جیسی خرافاتوں کو خدا کا وہ دین بنادیا جس سے انھیں اس کا قرب خاص ملے گا! تمام شیعہ علماء وفقہاء ومجتہدین ان خرافاتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ اللہ رب العزت جلد وہ دن ہماری آنکھوں کو دکھائے جب "قائم" کی تلوار ان کی گردنوں کو یک قلم تن سے جدا کردے گی، ان ظالموں میں سے دیکھتے ہیں کون بچتا ہے!!

ابوعبداللہ (علیہ السلام) سے مروی ہے کہ "اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن میں منافقین کے متعلق جو آیتیں نازل کی ہیں وہ سب شیعیت کے انھی دعویداروں پر صادق آتی ہیں"۔ (۳)

---

(۱) روضة الكافي ٥/٣٤ (۲) رجال الكشي / ٢٥٣/ ترجمة ابن الخطاب

(۳) رجال الكشي / ٢٥٤/ أبي الخطاب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالکل سچ فرمایا ابو عبداللہ (علیہ السلام) نے! (میرے ماں باپ آپ پر قربان!)۔
جب منافقین کے متعلق اترنے والی آیتیں ''شیعیت'' کے دعویداروں پر منطبق ہوتی ہیں تو پھر میں ان کے زمرہ میں کیسے رہ سکتا ہوں؟؟

ان ساری وضاحتوں کے بعد کیا شیعوں کا یہ دعویٰ درست ہوگا کہ وہ اہل بیت کے مذہب کے علمبردار اور انہی کے طریقہ پر عامل ہیں؟! اس حقیقت سے پردہ اٹھ جانے کے بعد وہ کس زبان سے پھر اہل بیت سے محبت کا دعویٰ کر سکتے ہیں؟!!

اب مجھے ان سارے سوالات کا جواب مل چکا ہے جو میری آنکھوں سے نیند اڑاتے اور میرے دل کو بے چین رکھتے تھے!!

ان حقائق کو جان لینے کے بعد میں اس بات پر غور کرنے لگا کہ شیعہ گھرانے میں میری پیدائش کی وجہ کیا ہے؟ اور میرے گھر والے اور میرے رشتہ دار شیعہ کیوں ہیں؟ غور و فکر کے بعد پھر میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ میرا خاندان پہلے اہل سنت کے مذہب پر تھا، پھر تقریباً ڈیڑھ دو سو سال قبل شیعیت کی اشاعت و تبلیغ کے لیے ایران سے کچھ شیعہ مبلّغ جنوبی عراق آئے، بعض قبائل کے ذمہ داروں سے انھوں نے ملاقاتیں کیں، اور ان کی سادہ لوحی اور کم علمی کا ناجائز فائدہ اٹھایا، میٹھے بول بول کر ان کو شیشہ میں اتار لیا، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ سب شیعیت کے دام فریب میں گرفتار ہو گئے۔ بہت سے قبائل اور خاندان اسی طریقہ سے شیعیت میں داخل ہوئے ہیں جبکہ پہلے وہ سب اہل سنت کے مذہب پر قائم تھے۔

علمی امانت

ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ایک علمی امانت کے طور پر بعض ان خاندانوں کا تذکرہ کردوں جو پہلے سنی تھے بعد کو شیعہ بنے۔

بنو ربیعہ۔ بنو تمیم۔ خزاعل۔ زبیدات۔ عمیر (یہ قبیلۂ تمیم و خزرج کی شاخیں ہیں)۔ شمرطوکۃ الدوار۔ دفافعۃ۔ آل محمد (یہ عمارۃ کے خاندان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں)۔ قبائل دیوانیة (یہ آل اقرع اور آل بدیر ہیں)۔ عفج۔ جبور۔ جلیحة۔ قبیلۂ کعب اور بنو لام وغیرہ وغیرہ جن کی ایک طویل فہرست ہے۔

یہ سب عراق کے مشہور عربی النسل قبائل ہیں، جو اپنی شجاعت و بہادری، خود داری و بیباکی، اور جود و سخا میں معروف ہیں، یہ وہ خاندان ہیں جن کا سوسائٹی میں ایک وزن اور ایک مقام ہے۔ لیکن افسوس صد افسوس! ڈیڑھ دو سو سال قبل ایران سے شیعیت کی جو لہریں اٹھ کر یہاں پہنچیں تو سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیا، ایران سے آنے والے شیعیت کے مبلّغوں نے بڑی چالاکی سے اپنے جھانسے میں لے کر ان سب کو شیعیت کے دائرہ میں داخل کر لیا۔

یہ خوددار و غیور قبائل اپنی شیعیت کے باوجود یہ بات بھول بیٹھے ہیں کہ خوں ریزی کے لیے امام قائم کی تلوار کو ان ہی کی گردنوں کا انتظار ہے، کیونکہ شیعوں کی کتابوں کے مطابق امام قائم کی تلوار عربوں کا (ان کی شیعیت کے باوجود) یک لخت صفایا کر دے گی۔

اب یہ قبائل راہ دیکھیں کہ امام قائم کی تلوار کب ان کو موت کی نیند سلائے گی!!

اظہار حق

اللہ رب العزت نے اہل علم سے عہد لیا ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے حق بات کھول کر رکھیں گے، لیجیے! میں کھول کھول کر حقیقت بیان کر رہا ہوں، سوتوں کو جگا رہا ہوں، خواب غفلت میں مست انسانوں کو بیدار کر رہا ہوں!

ان عربی النسل قبائل سے میری مخلصانہ اپیل ہے کہ اپنے اصل کی طرف لوٹیں، دل کی آنکھیں کھول دیں، اور ان جبوں دستاروں کے جھانسے میں نہ آئیں جو لوگوں سے خمس اور نذرانوں کے نام پر ان کا مال اینٹھتے اور متعہ کے نام پر ان کی شریف زادیوں کے دامن عصمت و عفت کو تار تار کر دیتے ہیں، اور گذشتہ صفحات میں اس حقیقت کو ثابت کیا جا چکا ہے کہ خمس اور متعہ وغیرہ سراسر حرام ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ان خاندانوں کو ایک بار پھر دعوت دیتا ہوں کہ اپنی تاریخ پر نظر کریں اور اپنے اسلاف کی تاریخ کا مطالعہ کریں تا کہ مقطع مقطع صاحبان جبہ و دستار فقہاء و مجتہدین نے صرف اور صرف اپنے ذاتی مفادات کے تحفظ کی خاطر جس حقیقت کو کھرچ کھرچ کر مٹانے کی کوشش کی ہے اس حقیقت پر سے پردہ اٹھ جائے۔

اس طرح میں اپنی ذمہ داری سے کچھ حد تک سبکدوش ہو رہا ہوں!

خدایا! تیرے حبیب سے میری محبت کا واسطہ! تیرے حبیب کے اہل بیت اطہار سے میری عقیدت و محبت کا واسطہ! میری اس کوشش کو دنیا و آخرت میں شرف قبول سے نواز دے! اپنی رضائے خاص کا اس کو ذریعہ بنا دے، اور اس کے نفع کا سلسلہ وسیع سے وسیع تر فرما دے! آمین!

والحمد للہ من قبل و من بعد.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

10.12.2016

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

Rs. 80.00